

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پروفیسر ظفر احمد ☆

السیرۃ النبویۃ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

(توفیقی مطالعہ)

﴿تیسری قسط﴾

تقدیم:

مذکورہ بالا عنوان "السیرۃ النبویۃ" کے تحت مجلہ ہذا کے ربیع الاول اور رمضان المبارک ۱۴۴۰ ہجری کے شماروں میں سیرت نبویہ ﷺ کے توفیقی تضادات اور ان کے متعلقات کو زیر بحث لایا جا چکا ہے۔ ان مباحث میں تمام غزوات و سرایا اور دیگر واقعات متفرقہ کا استیجاب اور احاطہ پیش نظر تھا۔ اب مناسب معلوم ہوا کہ باقی ماندہ مضامین و مباحث کے لئے "السیرۃ النبویۃ" کے عنوان پر مقالات کو مزید اقساط میں آگے بڑھایا جائے۔ حسب سابق ہم نے مدنی دور کو مقدم رکھا ہے۔ تاہم ان مباحث کو مکمل طور پر سمجھنے اور ان سے استفادہ کرنے کے لئے گذشتہ اقساط کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

زمنی ترتیب و تسلسل (chronological order) کو برقرار رکھنے کے لئے تمام متعلقہ ہجری سالوں کی مکمل جداول پیش کی جارہی ہیں۔ قبل ازیں دوسری قسط میں بھی بعض سالوں کی مکمل یا نامکمل جداول حسب ضرورت پیش کی گئی تھیں لیکن محترم قارئین کو بار بار کی ورق گردانی کی زحمت سے بچانے کے لئے یہ جداول دوبارہ مکمل صورت میں پیش کی جارہی ہیں۔ پہلے ہر سال کے متعلقہ غزوات و سرایا اور واقعات و حوادث کو بیان کیا گیا ہے اس کے بعد سال بر کے ان واقعات کے لئے "توفیقی

☆ سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ ایس۔ ای کالج، بہاول پور

مباحثہ کا عنوان قائم کر کے ہر واقعے کی توثیق کو فرداً فرداً زیر بحث لایا گیا ہے۔ ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ توثیقی مطالعہ (Chronological study) واقعات کی دیگر جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ خلط ملط اور گڈمڈ نہ ہو اور قارئین کو الجھن اور پریشانی کا سامنا نہ ہو۔

توثیقی مباحثہ کی ابتدا میں ہر سال کے لئے پورے سال کی متعلقہ تقابلی توثیقی جدول دی گئی ہے۔ ہر واقعے کی توثیقی بحث سے پہلے تقابلی جدول کا متعلقہ مخصوص حصہ بھی ساتھ ہی ملحق کر دیا گیا ہے تاکہ مضامین کو سمجھنے میں مزید آسانی پیدا ہو۔ جدول کی تیاری انہی طریقوں اور قواعد کے مطابق کی گئی ہے جو سابقہ دونوں اقساط میں مذکور ہو چکے ہیں۔ ہجرت کے ابتدائی چار سالوں کے واقعات کی توثیق سیرت نگاروں نے اکثر و بیشتر قمری شمسی تقویم میں کی ہے جبکہ پانچویں، چھٹے اور ساتویں سال کی توثیق قمری تقویم میں ہوئی ہے ہر سال کے توثیقی مباحثہ کے بعد متعلقہ سال کی مکمل توثیقی جدول بھی آخر میں دی گئی ہے تاکہ ان سب واقعات و حوادث کی توثیق ایک نظر میں سامنے آ جائے اور متعلقہ مباحثہ آسانی ذہن نشین ہو جائیں۔

بعض سیرت نگاروں مثلاً ابن حبیب بغدادی نے کئی مواقع پر متعلقہ واقعات کا سال، مہینہ اور تاریخ لکھتے ہوئے دن بھی بیان کیا ہے قمری تقویم میں گواہیک دن کا فرق معمولی بات ہے تاہم اجتماع خمس بقرہ (قرآن) کے واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے حتی الامکان صحیح دن کی تخریج کی ہے اگر ہمیں سیرت نگاروں کی بیان کردہ تواریخ اور ایام سے مدلل اختلاف کرنا پڑا ہے تو توثیقی مباحثہ میں اس کا تذکرہ کر دیا ہے اور متعلقہ توثیقی جدول میں ان تواریخ اور ایام کو بین القوسین (.....) کر دیا ہے۔

واقعات و حوادث کی تفصیلات میں جن کتب سے استفادہ کیا گیا ہے، ان میں سرفہرست علامہ ابن کثیرؒ کی تالیف الفصول فی سیرۃ الرسول ہے۔ ان کی دوسری مشہور و معروف کتاب البدایہ والنہایہ سے بھی مدد لی گئی ہے۔ توثیقی معلومات کے لئے ابن سعدؒ کی طبقات، واقدیؒ کی مغازی اور ابن حبیب بغدادیؒ کی الحجیر وغیرہ کتب کی طرف رجوع کیا گیا ہے۔ دور حاضر کی بعض کتب سیرت مثلاً علامہ شبلی نعمانیؒ کی سیرۃ النبی ﷺ قاضی محمد سلیمان منصورؒ کی ”رحمۃ للعالمین مفتی محمد شفیعؒ کی سیرت رسول اکرم ﷺ وغیرہ بھی پیش نظر رہی ہیں۔ (۱) اعلام و امامن (شخصیات و مقامات) اور دیگر متفرق معلومات کے لئے مجلہ ہذا السیرۃ عالمی کے چوتھے اور آٹھویں شماروں میں شائع ہونے والے سید فضل الرحمن شاہ صاحب کے مقالات آئینہ حیات ہادی اعظم ﷺ اور فرہنگ سیرت سے بھی استفادے کی سعادت

حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح مولانا صفی الرحمن مبارکپوری کی الریتیق المختوم سے بھی استفادہ کیا گیا ہے یہ کتاب المکتبۃ السنن فی شیش محل روڈ لاہور نے شائع کی ہے۔ (۲)۔ ہم واقعات و حوادث مثلاً ہجرت مدینہ، غزوہ بدر، غزوہ احد وغیرہ کو نسبتاً مفصل بیان کیا گیا ہے اور دیگر واقعات و حوادث کے بیان میں اختصار و اجمال سے کام لیا گیا ہے۔

چونکہ ہمارا ہم مقصد ان توفیقی مباحث کو مدلل انداز میں قارئین حضرات کے سامنے لانا ہے جن سے کتب سیرت خالی ہیں، لہذا توفیق کے سلسلے میں تو ہم نے حوالہ جات کا اہتمام ضرور کیا ہے لیکن واقعات کی عام تفصیلات اور مشہور جزئیات کے لئے حوالہ جات کے تکلف کی بجائے ماخذ کے تعارف میں سیرت طیبہ کے موضوع پر مذکور ہوا لاکتب کے نام لکھ دینے پر ہی اکتفا کیا ہے۔

دین و شریعت کے ماخذ اربعہ قرآن، سنت، اجماع، قیاس میں تاریخ شامل نہیں لیکن سیرت طیبہ کا خاصا مواد اگر ایک طرف قرآن و سنت ہی سے ماخوذ ہے تو دوسری طرف دیگر ذرائع سے حاصل شدہ مواد بھی مذکورہ ماخذ شریعت کے سمجھنے میں بڑی حد تک معاون ثابت ہوتا ہے۔ مکی و مدنی دور کے واقعات و حوادث کا توفیقی مطالعہ بھی دیگر بعض تفصیلات و جزئیات کی طرح مذکورہ دینی و شرعی ماخذ کی بعض حیثیتوں اور ان ماخذ سے ماخوذ و مستنبط بعض شرعی مسائل کو سمجھنے میں مفید ہے، بلکہ بعض نظری و عملی بدعات و عبادت کے خلاف مزید گراں قدر مضبوط عقلی دلائل بھی اس مطالعے سے حاصل ہوتے ہیں۔

جیسا کہ مقالے کی گذشتہ اقساط میں واضح کیا جا چکا ہے، دو وجاہت کی یہ قمری تقویم کو بعض مصالح کی بنا پر حجۃ الوداع سے پہلے تک بحال رکھا گیا اور حجۃ الوداع کے موقع پر اسے ہمیشہ کے لئے منسوخ قرار دے کر صرف قمری تقویم کو قبول کیا گیا اور شرعی مقاصد کے لئے صرف اسی تقویم کو معیاری قرار دیا گیا۔ عام دنیوی مقاصد کے لئے بھی اس قمری تقویم کی منظم و مربوط انداز میں ترویج دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی۔

سیرت طیبہ کے مطالعے اور واقعات و حوادث کی صحیح توفیق کے عملی مباحث سے حاصل ہونے والے دینی منافع سے ہم صرف نظر بھی کریں تو تاریخی نقطہ نگاہ سے بھی یہ مطالعہ نہایت مفید اور دلچسپ ہے تاہم ان توفیقی مباحث کو ملاحظہ سمجھنے کے لئے ایک حد تک علم ریاضی سے متعارف و باخبر ہونا ضروری ہے۔ سیرت طیبہ کے واقعات کی جو توفیق دلائل کی بنا پر کی گئی ہے بسا اوقات اس کی صحت درجہ یقین تک پہنچتی ہے ورنہ بسا اوقات اعلیٰ درجے کے گمان غالب کی بنا پر اس کا صحیح ہونا ظنی ہے۔ غلطیات میں دلائل و براہین

کی بنا پر اختلاف رائے کی گنجائش ہمیشہ باقی رہتی ہے۔ تعصب و عنکبوت نظری سے بالاتر ہو کر حقائق کی پر خلوص جستجو اتحادین المسلمین کے پاکیزہ مقصد کے حصول میں بھی ہمیشہ مددگار ثابت ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سال ۱/ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱-۲ ہجری قمری

۱- ہجرت مدینہ:

ہجرت عقبہ ثانیہ کے بعد مشرکین مکہ مزید مشتعل ہوئے اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں پہلے سے بھی اضافہ کر دیا۔ ان حالات میں رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ شہر ان دنوں ٹیڑھ کہلاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی ہجرت کے بعد اسے مدینہ النبی (نبی کا شہر) کہا جانے لگا بعد میں مختصراً مدینہ منورہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ صحابہ کرام نے ایک ایک، دو دو کر کے ہجرت شروع کر دی مگر مکہ میں ان مسلمانوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا جو کمزوری اور مجبوری کی بنا پر ہجرت سے معذور تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی، کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں فی الحال مکہ میں ہی روک رکھا تھا۔ آپ ﷺ ابو بکر صدیق کی ہمراہی میں ہجرت کا سفر کرنا چاہتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اس سفر ہجرت کے لئے دو اونٹیاں بھی تیار کر رکھی تھیں۔ مسلمانوں کی اس لگاتار ہجرت سے مشرکین مکہ کو یہ خوف لاحق ہوا کہ محمد ﷺ بھی ہجرت کر کے مدینہ چلے جائیں گے اور وہاں مسلمان ایک عظیم قوت کے طور پر ابھر کر مستقبل میں اہل مکہ کے لئے بہت بڑا خطرہ ثابت ہوں گے۔ اس نئی صورت حال پر مشورے کے لئے وہ دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ یہ دارالندوہ مسجد حرام سے قریب قصبہ بنی کلاب کا مکان تھا جہاں اہالیان قریش اہم معاملات میں مشورے کے لئے جمع ہوا کرتے تھے بعد میں زمانہ اسلام اس مکان کو مسجد حرام میں شامل کر لیا گیا۔

رسول اکرم ﷺ کے خلاف صلاح و مشورہ کے لئے قریش مکہ کے بڑے بڑے رؤسا اور سردار جمع ہوئے۔ اسی اثنا میں ابلیس لعین بھی ایک معمر اور تجربہ کار شیخ کی صورت میں دارالندوہ پہنچ گیا اور اپنے آپ کو نجد کا باشندہ ظاہر کر کے مجلس میں شریک ہونے پر تمام شرکائے مجلس کو آمادہ کر لیا۔ مشورے کی یہ مجلس شروع ہوئی تو ابو البختری بن ہشام نے یہ مشورہ دیا کہ محمد ﷺ کو مکان میں ہی تید کر کے رکھا جائے۔ اس پر نجدی شیخ ابلیس لعین نے کہا کہ ایسا کرنا مناسب نہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھیوں اور خیر خواہوں کو بھی

اس کی اطلاع ہو جائے گی، ممکن ہے یہ لوگ تم پر حملہ کر کے یا کسی اور جیلے سے اپنے قیدی کو چھڑالیں۔ سب نے یک زبان ہو کر اس سے اتفاق کیا۔ اس کے بعد ابوالاسود نے یہ رائے پیش کی کہ آپ ﷺ کو سکے سے جلا وطن کر دیا جائے۔ لیکن اس مشورے کو اس لئے پڑھائی حاصل نہ ہو سکی کہ اس سے فی الحال تو راحت حاصل ہو جائے گی اور جگہ جگہ جدال سے بھی واسطہ نہیں پڑے گا لیکن رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب مستقبل قریب یا بعید میں اہل مکہ کے لئے ایک عظیم مصیبت اور مہیب خطرہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ آخر میں ابو جہل نے یہ رائے دی کہ ہم ہر قبیلے سے نوجوان لیں جو سب مل کر رسول اکرم ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کر دیں۔ آپ کا خاندان بنو ہاشم سب قبائل سے اس خون کا قصاص تو لینے سے رہا، جہاں تک دیت کی ادائیگی کی بات ہے تو سب قبائل کے لئے اس کی مشورہ کرنا ادا ہی مشکل نہ ہوگی، یوں ہم محمد (ﷺ) سے بخوبی نجات حاصل کر لیں گے اور ان کے ساتھیوں کی ہمت بھی پست ہو جائے گی، ان کی طرف سے کسی انتقامی کارروائی سے بھی ہم محفوظ رہیں گے۔ شیخ نجدی (المبیس لعین) نے کہا کہ یہی تدبیر سب سے عمدہ اور کارگر ہے۔ ماہر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل امین نے کفار کے اس مشورے سے رسول اکرم ﷺ کو مطلع کر دیا اور بتلایا کہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو مدینہ کی جانب ہجرت کا حکم ہے۔

مشورے کے مطابق قریشی نوجوانوں نے سر شام ہی رسول اکرم ﷺ کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ آج تم میرے بستر پر چا دراؤڑھ کر لیٹے رہو، دشمن تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قریش مکہ کی جو امانتیں میرے پاس محفوظ ہیں۔ میرے یہاں سے جانے کے بعد یہ امانتیں اصل مالکان کے سپرد کرنے کے بعد تم بھی مدینہ چلے آؤ۔ شرکین مکہ اگر چہ آپ سے اور آپ کے اصحاب سے شدید عداوت رکھتے تھے اور تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے لیکن دل سے آپ کو صادق و امین جانتے ہوئے اکثر لوگ اپنی امانتیں آپ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر ان سنگین اور خطرناک لمحات میں بھی آپ کو ان امانتوں کی فکر تھی جس کی واپسی کے لئے حضرت علیؑ کو مامور فرمایا۔ سفر ہجرت کی ابتدا ہی ایک معجزے سے ہوئی رسول اکرم ﷺ گھر سے سورہ بقرہ پڑھتے ہوئے نکلے اور جب آپ آیت فاعشینا ہم فہم لا یبصرون تک پہنچے تو اس کلمے کو کئی بار دہرایا آپ نے مٹی کی ایک مٹھی ان محاصرین پر پھینکی، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی عقل اور بصارت پر پردہ ڈال دیا۔ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے اور آپ سیدھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے بستر پر لیٹے ہوئے تھے، محاصرہ کرنے والوں کو جب علم ہوا

کہ رسول اکرم ﷺ تو یہاں سے نکل کر جا چکے ہیں تو وہ نامراد ہو کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے حضرت علیؑ سے آنحضور ﷺ کے متعلق جانا چاہا تو حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں میں ان پر گھبان تو مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ انہوں نے یہ یقین کر لیا کہ حضرت علیؑ سے مزید بحث و مباحث سے کچھ حاصل نہیں ہوگا، ابو جہل سخت غیظ و غضب کے عالم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے مکان پر پہنچا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ باہر آئیں۔ ابو جہل کے پوچھنے پر حضرت اسماء نے رسول اکرم ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ کے متعلق لاطمی کا اظہار کیا تو اس نے اس بے بس اور مجبور خاتون کو اتنا زوردار ضامنچہ رسید کر کے اپنے غصے کو کسی حد تک شٹنٹا کیا کہ حضرت اسماءؓ کے کان کی بائی نیچے گر پڑی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ ہجرت کے لئے پہلے ہی تیار تھے اور تمام انتظامات بھی آپ نے مکمل کر رکھے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کا تشریف لائے تو اپنی اس سعادت پر نہایت شاداں و فرحاں سفر ہجرت میں آپ کے ساتھ ہوئے اور مکان کی پشت کی جانب سے ایک کھڑکی کے راستے سے دونوں باہر نکلے اور کئے کے قریب ایک پہاڑ ٹور کی جانب روانہ ہو گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اکرم ﷺ کا نکاح ہو چکا تھا لیکن آپ کم سن تھیں آپ کی بڑی سوتیلی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ہیں، سفر کا سامان تیار کیا دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان میں رکھا۔ اپنے طاق یعنی کمر کے گرد لپیٹے جانے والے کپڑے کو پھاڑ کر اس سے ناشتہ دان کا منہ بندھا، اسی لئے وہ ذات الطاقین کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔ سفر ہجرت کے لئے روانہ ہوتے وقت اس خیال سے گھر کی ساری رقم جو پانچ چھ ہزار درہم کے قریب تھی، حضرت ابو بکرؓ ساتھ لے گئے کہ شاید راستے میں اس کی ضرورت پیش آجائے جبکہ رسول اکرم ﷺ بھی ہمراہ ہیں۔ ان حضرات کے تشریف لالے جانے کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہؓ جو نابینا تھے اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اپنی پوتیوں کے پاس ان کی تسلی کے لئے آئے اور کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ ابو بکرؓ اپنا مال بھی ساتھ لے گئے ہیں، یوں تمہیں دہرا صدمہ پہنچا گئے کہ ایک تو خود چلے گئے دوسرے گھر میں جو رقم تھی وہ بھی ساتھ لے گئے۔ حضرت اسماءؓ نے بوڑھے دادا کی تسلی کے لئے کہا ”دادا جان! وہ تو ہمارے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں“ یہ کہہ کر حضرت اسماءؓ نے چھوٹی چھوٹی تنگنکریاں اسٹھی کر کے گھر کے اس طاق میں بچھ دیں جہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے درہم پڑے ہوتے تھے اور ان پر ایک کپڑا ڈال کر بوڑھے دادا کا ہاتھ اس پر رکھ دیا تاکہ وہ پریشان نہ ہوں اور یہ سمجھیں کہ گھر میں درہم موجود ہیں۔ اس پر ابو قحافہؓ مطمئن ہو گئے اور کہا چلو یہ تو

ابوبکرؓ نے اچھا کیا کرتا رہے گزارے کے لئے رقم تو چھوڑ گئے۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ واللہ! میرے باپ ابوبکرؓ نے گھر میں کچھ بھی نہ چھوڑا تھا مگر میں نے دادا کی تسلی کے لئے ایسا کیا تھا۔

رسول اکرم ﷺ جب ہجرت کے لئے اپنے گھر سے باہر تشریف لائے تھے تو خانہ کعبہ کو دیکھ کر فرمایا ”اے مکہ! تو مجھے تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے فرزند مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔“ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچ کر انہیں ساتھ لے کر غار ثور میں پہنچ گئے یہ جمعو المبارک کی رات تھی اور قمریہ شمس ربیع الاول کی پہلی تاریخ پوری ہو کر شہب جمعہ سے دوسری تاریخ شروع ہو چکی تھی۔ جس کے بالقابل قمری تاریخ ۲ جمادی الاولیٰ اجری بمطابق ۱۱-۱۲ نومبر ۶۲۲ عیسوی حیولین تھی کیونکہ قمریہ شمس اور قمری تقویم میں دن کا آغاز صوب شمس سے مانا جاتا ہے جبکہ بین الاقوامی طور پر مسلم دو باحاضر کی شمس تقویم عیسوی گریگورین میں دن کا آغاز رات بارہ بجے سے ہوتا ہے۔ غار تک اس سفر کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی رسول اکرم ﷺ کے آگے پیچھے ہوتے تو کبھی دائیں بائیں ہوتے رسول اکرم ﷺ کے استفسار پر عرض کیا کہ دشمنوں سے آپ کی حفاظت اور دیکھ بھال کے پیش نظر ایسا کرنے پر اپنے کو مجبور پانا ہوں۔ دشوار گزار پہاڑ چڑھنا آسان نہ تھا عام تحکات کے علاوہ پاؤں کو بھی تکلیف ہوتی تھی، متعدد مواقع پر کمال وفاداری اور جاں نثاری سے کام لیتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا۔ غار میں قیام سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسے صاف کیا، سوماغ وغیرہ بند کئے، ایک سوماغ باقی رہا، جس پر آپ نے اپنی ایزی ڈال رکھی تھی کہ رسول اکرم ﷺ کو کوئی چیز تکلیف نہ پہنچائے۔ ایک زہریلے سانپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کاٹ لیا لیکن درد سے کراہنے کی آواز کا اس لئے پست رکھے کی کوشش کی کہ رسول اکرم ﷺ کے آرام میں خلل پیدا نہ ہو۔ رسول اکرم ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے سانپ کے ڈسے ہوئے مقام پر لعاب مبارک لگا دیا، جس سے تکلیف فی الفور دور ہو گئی۔ ہجرت کے سفر میں آپ سے ظاہر ہونے والا یہ دوسرا معجزہ ہے۔

غار ثور میں قیام کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نوجوان بیٹے عبداللہ مکہ والوں کے روزمرہ کے حالات اور دن بھر کی خبریں رسول اکرم ﷺ کو ہر رات روزانہ پہنچاتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا آزاد کردہ غلام عامر بن عبیرہ روزانہ رات گئے بکریوں کا ریوڑوہاں لے آتا، رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کا دودھ پی لیتے۔ حضرت اسماءؓ گھر سے کھانا پکا کر اور ضرورت کی دوسری اشیاء لے کر غار میں پہنچا آتی تھیں، عامر بن عبیرہ اپنے ریوڑوہاں لے جانے کے قدموں کے نشانات منا دیتا تھا

اسی طرح تین راتیں غار میں گزریں۔

ادھر قریش مکہ نے آپ کی اور حضرت ابو بکر صدیق کی تلاش میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا تھا انہوں نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص بھی محمد (ﷺ) یا ابو بکر کو پکڑ کر لائے گا، یا ان کی صحیح نیت سے کرے گا تو اسے سوا و نٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ اس اعلان و اشتہار کے علاوہ وہ خود بھی آپ کی تلاش میں سرگرم رہے۔ اسی تلاش میں وہ غار ثور کے منہ تک بھی پہنچے ان کے پاؤں غار کے اندر سے حضرت ابو بکر صدیق کو نظر آئے تو آپ رسول اکرم (ﷺ) کی خاطر نہایت پریشان ہوئے رسول اکرم (ﷺ) نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا ”رج نہ کرو بلا شہداء اللہ ہمارے ساتھ ہے“۔ غار کے منہ پر کھڑی نے جالاتن دیا تھا اور کبوتروں نے اڑے دے رکھے تھے ان ظاہری حالات اور ماحول کو دیکھتے ہوئے۔ تلاشی کے لئے نکلنے والے یہ لوگ واپس چلے گئے کہ یہاں کوئی آدم زاد نہیں ہو سکتا۔

چوتھے دن ۵ ربیع الاول از ہجری قمریہ شمس بمطابق ۵ جمادی الاولیٰ از ہجری قمری بمطابق ۱۵ نومبر ۶۲۲ عیسوی جیولین کو بروز سوموار آپ غار سے باہر نکلے۔ پہلے سے طے شدہ منسو ہے کے مطابق عامر بن مہیرہ دونوں اونٹنیاں لے کر پہنچ گئے جنہیں اسی سفر کے لئے حضرت ابو بکر صدیق نے تیار کیا تھا۔ عبداللہ بن ارقط بھی عامر بن مہیرہ کے ساتھ تھا۔ یہ شخص اگرچہ مسلمان نہیں تھا لیکن قابل اعتماد اور راستوں کو پہنچانے میں تجربہ کار ماہر تھا۔ راستہ بتانے کے لئے اسے اجرت دے کر ساتھ لے لیا تھا۔ رسول اکرم (ﷺ) ایک اونٹنی پر سوار ہو گئے۔ دوسری اونٹنی پر حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے پیچھے عامر بن مہیرہ کو بٹھایا۔ عبداللہ بن ارقط راستہ بتانے کے لئے آگے آگے چلا۔ ایک رات دن چلنے کے بعد اگلے روز دو پہر کے وقت دھوپ تیز تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق کی خواہش تھی کہ رسول اکرم (ﷺ) کچھ دیر کے لئے سائے میں آرام فرمائیں ایک چٹان وہاں نظر آئی تو ابو بکر صدیق نے چٹان کے نیچے سائے کی جگہ کو صاف ستھرا کیا اور اپنی چادر وہاں بچھا دی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں آرام فرمایا۔ تو ابو بکر صدیق خوراک کی تلاش میں ادھر ادھر نکلے تو قریب ہی ایک جہواں نظر آیا جو اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ اس سے ایک بکری کا تھن گر دو غبار سے صاف کر لیا اور خود چرواہے کے ہاتھ بھی صاف کرائے اور بکری کا دو دھوہا۔ اور رسول اکرم (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دو دھوہے میں تھوڑا سا پانی ملا یا برتن کے منہ کو گردوغبار سے پھانے کے لئے کپڑے سے بند کر رکھا تھا یہ دو دھوہے رسول اکرم (ﷺ) نے نوش فرمایا۔ سورج ڈھل چکا تھا اس لئے آپ وہاں سے روانہ ہوئے۔ دریں اثنا جب آپ قبیلہ مدیج کے علاقے سے گزر رہے تھے تو

قبیلے کے سردار سراقہ بن مالک بن جحیم نے آپ کو دیکھ لیا تھا وہ انعام کے لالچ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکل کھڑا ہوا گھوڑا دوڑا کر قریب آیا تو گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ ترشش سے تیر نکالے کہ بطور فال یہ معلوم ہو سکے کہ پیچھا کرنا چاہئے یا نہیں، ہر مرتبہ فال کے جواب میں ”نہیں“ نکلا لیکن سواونٹوں کے انعام کا لالچ اسے اندھا کئے ہوئے تھا۔ گھوڑے پر سوار ہو کر دوبارہ رسول اکرم ﷺ کا پیچھا کیا۔ آپ قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف تھے جبکہ ابو بکر صدیق انتہائی محتاط حالت میں چاروں طرف نظر رکھے ہوئے تھے۔ سراقہ کے قریب آجانے کا رسول اکرم ﷺ سے ذکر کیا تو آپ کی بددعا سے گھوڑا زمین میں دھننا شروع ہو گیا۔ گھوڑے سے اتڑ کر سراقہ نے دوبارہ فال نکالی تو جواب حسب سابق نفی میں نکلا اس نے نہایت عاجزی سے رسول اکرم ﷺ سے معافی مانگی رسول اکرم ﷺ نے نہ صرف اسے معاف فرمایا بلکہ اس کے مطالبے پر حضرت ابو بکر صدیق کے غلام عامر بن لبیرہ سے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر اس کے لئے امان نامہ بھی لکھوا دیا۔ سراقہ کچھ سامان وغیرہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے لگا لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا کہ ابھی سراقہ مسلمان نہیں ہوا تھا۔ آپ نے سراقہ کو بیٹا رت سنائی کہ ایک وقت آئے گا جب تم اپنے ہاتھوں میں کسری شاہ ایران کے سونے کے ٹکٹن پہنو گے۔ آپ کی برکت سے اس کا گھوڑا جو زمین میں دھنسا رہا تھا، باہر نکل آیا۔ ہجرت کے اس سفر میں رسول اکرم ﷺ کا یہ تیسرا اور چوتھا معجزہ تھا کہ سراقہ کا گھوڑا زمین میں گھٹنوں تک اندر چلا گیا۔ اور شاہ ایران کے سونے کے ٹکٹن کے متعلق پہلے سے خبر کر دی کہ سراقہ انہیں ایک دن پہنے گا۔ آپ کی یہ معجزانہ پیشگوئی حضرت عمر فاروق کے دو خلافت میں پوری ہوئی۔ سراقہ غزوہ احد کے بعد مسلمان ہوا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر کے زمانے میں ایرانی دار الحکومت مدائن فتح ہوا تو شاہ ایران کسری کا تاج اور مرصع زیورات مال غنیمت میں آئے۔ حضرت عمر نے سراقہ کو بلایا اور اس کے ہاتھوں میں کسری کے ٹکٹن پہنائے تاکہ رسول اکرم ﷺ کی پیشگوئی کا پورا ہونا لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ آپ نے اس موقع پر فرمایا ”اللہ اکبر اللہ اکبر! اللہ کی بڑی شان ہے کہ اس نے کسری کے ٹکٹن ایک اعرابی کے ہاتھوں میں پہنائے۔“

ہجرت کے اس سفر کے دوران آپ کا گذر اُم معبد کے خیمہ پر ہوا۔ اس خاتون کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا یہ نہایت مہمان نواز اور نچی عورت تھی مسافروں کی خبر گیری اور ان کی تواضع کے لئے مشہور تھی۔ مسافروں کو پانی پلایا کرتی تھی اور وہ دوران سفر وہاں کچھ دیر کے لئے آرام کیا کرتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ام معبد کے خیمے کے ایک گوشے میں ایک بکری دیکھی جو خشک سالی اور کمزوری کی وجہ سے

ریوڑ کے ساتھ چلنے کے قابل نہ رہی تھی اور اس کے تھنوں میں دو دھبے خشک ہو چکا تھا۔ آپ نے ام معبد کی اجازت سے بسم اللہ پڑھ کر بکری کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ دو دھبے بھر گئے دو دھبے ہاتھ پر تن سے باہر تھلکنے لگا آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے یہ دو دھبے ہٹا لیے۔ دوسری مرتبہ بکری کو دو ہاتھ لگا کر باہر تھلکنے لگا آپ نے اور آپ کے ہمراہیوں نے پیا۔ تیسری مرتبہ دو ہٹنے پر تن پھر بھر گیا جسے ام معبد کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ دو دن سفر یہ آپ کا پانچواں معجزہ تھا۔ اس کے بعد آپ وہاں سے چل دیئے۔ ام معبد کا شوہرا ابو معبد جب گھر میں آیا تو دو دھبے بھر پر تن دیکھ کر حیران ہوا۔ ام معبد نے بتایا کہ ایک نہایت شریف و کریم شخص تھوڑی دیر کے لئے ہمارے مہمان ہوئے تھے یہ سب انہی کے ہاتھ کی برکت ہے اس نے کہا، یہ تو وہی مکہ والے بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ ام معبد کا پورا نام عاتکہ بنت خالد بن مقعد بن ربیعہ الخزاعیہ ہے ام معبد اس کی کنیت ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے بروایت بغوی لکھا ہے کہ یہ خاتون مسلمان ہوئیں اور مدینے کی طرف ہجرت کی اس کے خاوند ابو معبد کا تعلق بھی بنو خزاعہ سے ہے لیکن اس کا اصل نام مؤرخین کو معلوم نہیں ہو سکا۔ ابو معبد اس کی کنیت ہے انہوں نے بھی اسلام قبول کیا اور ہجرت کی۔ رسول اکرم ﷺ سے بعض احادیث کے راوی بھی ہیں رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی ان کا انتقال ہوا۔

دو دن سفر بریلہ سلمی سے ملاقات ہوئی یہ اپنی قوم کا سردار تھا۔ قریش مکہ نے رسول اکرم ﷺ کی گرفتاری پر سوانٹوں کے جس انعام کا اعلان کر رکھا تھا، بریلہ بھی اسی لالچ میں آپ کی تلاش میں نکلا تھا۔ رسول اکرم ﷺ سے گفتگو ہوئی تو اپنے ستر ساتھیوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ اپنی گھڑی اتار کر نیزے پر باندھی جس کا سفید پھیرا ہوا میں اہرا تا تھا، بریلہ لوگوں کو یہ بتاتا تھا کہ اللہ کا بارکات پیغمبر، صلح کا حامی اور امن کا بادشاہ تشریف لارہا ہے۔ اوپر سراقہ کا ذکر ہو چکا ہے، سراقہ نے بھی دل سے یقین کر لیا تھا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد وہ ابو جہل سے ملا جسے پہلے ابو حکم کہا جاتا تھا بعد میں اسلام دشمنی کی حماقت کی بنا پر ابو جہل کی کنیت سے مشہور ہوا۔ سراقہ نے ابو جہل کے سامنے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ اگر تم نے میرے گھوڑے کے زین میں جھنس جانے کا مشاہدہ کیا ہوتا تو تمہیں اس بات میں قطعاً شک نہ رہتا کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ میرے خیال میں تمہارے لئے لازم ہے کہ تم بھی اس کی مخالفت نہ کرو اور دوسروں کو بھی اس کی مخالفت سے منع کرو۔ مجھے یقین ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ان کی کامیابی کے آگے اس طرح روشن اور نمایاں ہوں گے کہ تمام انسان اس کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم ان سے صلح کر لیتے۔ سراقہ کو جو امان نامہ رسول اللہ ﷺ نے لکھا کر دیا تھا وہ اس

نے حجۃ الوداع کے سال مسلمان ہو کر آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا تو جس حسن سلوک کا وہ مستحق تھا وہی اس کے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کے سفر ہجرت کے دوران جب سراقہ آپ سے معافی مانگ کر واپس ہو رہا تھا تو اس نے حسب وعدہ ان تمام لوگوں کو واپس کر دیا جو رسول اکرم ﷺ کی تلاش میں نکلے تھے اور راستے میں سراقہ سے اتفاقاً ملتے رہے۔ سراقہ انہیں کہتا تھا کہ دھرے تو میں دیکھ آیا ہوں تم کوئی دوسری راہ لو۔

ہجرت کے اسی سفر کے دوران آپ کی ملاقات حضرت زبیر بن العوامؓ سے ہوئی یہ شام سے آرہے تھے چند اور تاجر مسلمان بھی ان کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں چند قیمتی سفید پارچہ جات پیش کئے۔

۱۲/ربیع الاول ۱/ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۲/جمادی الاولیٰ ۱/ہجری قمری بمطابق ۲۲ نومبر ۶۲۲ عیسوی جیولین کو بروز سوموار آپ تہام میں پہنچ گئے۔ یہ مدینے سے کوئی تین میل کے فاصلے پر بالائی آبادی ہے جسے عالیہ بھی کہا جاتا ہے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے جن میں عمرو بن عوف کا خاندان سب سے ممتاز تھا۔ حضرت کلثومؓ بن الہدم اس خاندان کے سربراہ تھے رسول اکرم ﷺ یہاں پہنچے تو اس خاندان نے فرط مسرت سے نعرہ بکبیر بلند کیا آپ نے حضرت کلثومؓ کو شرف میزبانی بخشا اور تہام میں قیام کے دوران انہیں کے ہاں ٹھہرے۔ مدینے کے لوگوں نے جب سے یہ سنا تھا کہ رسول اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت کے لئے روانہ ہو چکے ہیں تو وہ روزانہ صبح سویرے شہر سے باہر نکل آتے اور آپ کے شدید اور پرشوق انتظار میں دو پہر تک وہیں رہتے پھر حسرت کے ساتھ واپس چلے آتے۔ خواتین اور معصوم بچوں تک کو بھی آپ کا شدید انتظار تھا وہ پر جوش انداز میں کہتے پھرتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لارہے ہیں۔ ایک دن یہ لوگ حسب معمول آپ کا انتظار کر کے واپس جا رہے تھے کہ ایک یہودی نے اپنے قلعے سے آپ کو دیکھا اور قرآن سے پہچان لیا کہ آپ ہی تشریف لارہے ہیں تو بلند آواز سے چلا اٹھا کرے لوگو! تمہیں جس کا انتظار تھا وہ آ پہنچے ہیں۔ انصار مدینہ ہتھیار بند ہو کر آپ کے پر جوش استقبال کے لئے گھروں سے باہر امد پڑے، وہ آ کر آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے تھے۔ اکثر لوگوں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہیں تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سفید بال نسبتاً زیادہ تھے انہوں نے ابوبکر صدیقؓ ہی کو رسول اللہ سمجھا جب دھوپ کچھ تیز ہوئی اور ابوبکر صدیقؓ نے رسول اکرم ﷺ پر کیزے سے سایہ کیا تو انہوں نے آپ ﷺ کو پہچانا۔ صدیق اکبرؓ نہایت سجدار تھے انہوں نے لوگوں کو پہلے پہل اصل

حقیقت نہ بتائی تاکہ رسول اکرم ﷺ (جو سفر کی وجہ سے کھکھے ماندے ہیں) کے آرام میں کوئی خلل نہ ہو بعد میں لوگوں کو علم ہو ہی جائے گا۔ الغرض رسول اکرم ﷺ حضرت کلثوم بن الہدم کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ اکثر اکابر صحابہؓ جو آپ سے پہلے مدینہ منورہ آچکے تھے وہ بھی انہی کے مکان میں اترے تھے۔ ان میں حضرت ابو عبیدہ، مقداد، خباب، سمیل، صفوان، عیاض، عبداللہ بن مخزمہ، وہب بن سعد، معمر بن ابی سرح، عمیر بن عوف رضی اللہ عنہم کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت علیؓ جو رسول اکرم ﷺ کے روادار ہونے کے تین دن بعد مکہ سے چلے تھے وہ بھی قبا میں پہنچ گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے قبا میں چند روزہ قیام کے دوران سب سے پہلا کام یہ کیا کہ یہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد قبا کی تعمیر میں آپ نے دوسروں کے ہمراہ خود بھی ہنسی نہیں حصہ لیا۔

اسی ماہ ربیع الاول قمریہ شمسی میں بروز جمعہ المبارک قبا سے آپ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بنی سالم بن عوف کے مکانات کے قریب جمعہ کا وقت ہو گیا۔ آپ نے یہیں نماز ادا فرمائی اور نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ آپ کی یہ سب سے پہلی نماز جمعہ اور سب سے پہلا خطبہ جمعہ تھا۔ لوگ جوش مسرت میں آپ کی سواری کے ارد گرد چل رہے تھے انتہائی مسرت اور جوش و خروش کا سامان تھا۔ ہر قبیلہ، ہر خاندان اور ہر فرد کی دلی تمنا تھی کہ رسول اکرم ﷺ کی میزبانی کا شرف اسے حاصل ہو صحیح مسلم باب الحجۃ میں ہے کہ لوگوں میں آپ کی میزبانی پر جھگڑا ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں بنونجار کے ہاں ٹھہروں گا جو عبدالمطلب کے ماموں ہیں۔ بنونجار کے مکانات کے قریب ہر شخص آپ کو اپنا مہمان بنانے کا نہایت ہی حریصانہ انداز میں خواہش مند تھا ہر شخص آپ کی اونٹنی کی تکمیل تک پہنچنا چاہتا تھا آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کا راستہ نہ روکو یہ اللہ کی طرف سے خاص مکان کے قریب بیٹھنے کی پابند ہے، بالآخر اونٹنی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔ سفر ہجرت میں یہ آپ کا چھٹا معجزہ ہے کہ اللہ کے حکم سے یہ اونٹنی مخصوص جگہ پر جا کر بیٹھی۔ سفر ہجرت کی ابتدا بھی آپ کے ایک معجزے سے ہوئی دوران سفر بھی آپ کے معجزات کا ظہور ہوا اور سفر کا اختتام بھی معجزے پر ہوا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کا اسم گرامی خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ ہے۔ بنونجار سے آپ کا تعلق ہے کنیت ابو ایوب ہے۔ بیعت عقبہ، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دو رخصت تک زندہ رہے۔ یزید بن معاویہ کے اس لشکر میں بھی شامل ہوئے جس نے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی تھی، وہیں اسی دوران آپ کا انتقال ہوا اور بسو جب وصیت اسی علاقے میں مدفون ہوئے۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ رسول اکرم ﷺ کا سامان اٹھا کر آپ کو اپنے دو منزلہ مکان پر لے گئے اور رہائش کے لئے آپ کو بلائی منزل پیش کی لیکن اپنی او رملقات کے لئے آنے والے لوگوں کی سہولت کے لئے آپ ﷺ نے نچلے حصے کو پسند فرمایا۔ حضرت ابو ایوبؓ دونوں وقت صبح و شام آپ کی خدمت میں کھانا بھیجتے تھے جو بیچ جاتا تھا ابو ایوبؓ او رانگی اہلیہ سے انتہائی با برکت ہونے کی بنا پر ذوق و شوق سے تناول کرتے، کھانے میں جہاں رسول اکرم ﷺ کی متبرک انگلیوں کا نشان پڑا ہوتا ابو ایوبؓ وہیں سے کھانا شروع کرتے۔ حضرت ابو ایوبؓ آپ کے آرام و آسائش کا بہت خیال رکھتے ایک دن اتفاقاً بلائی منزل میں پانی کا برتن ٹوٹ گیا تو سارے پانی کو فوراً گھر کے لحاف میں جذب کر لیا تا کہ یہ پانی نچلی منزل تک نہ پہنچے پائے جس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہو۔ کوئی سات ماہ تک آپ نے یہیں قیام فرمایا۔ بعد میں جب مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجرے تیار ہو گئے تو آپ ان حجروں میں منتقل ہو گئے۔ آپ کے ہمسایہ انصار مدینہ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت سعد بن معاذ، حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہم خوشحال اور دولت مند تھے۔ یہ حضرات آپ کی خدمت میں دودھ بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہ روزانہ آپ کو کبھی سائیں، کبھی دودھ وغیرہ اپنے گھر سے بھیجا کرتے تھے۔ حضرت ام انس رضی اللہ عنہا نے اپنی جائداد آپ کی خدمت میں پیش کی آپ نے قبول فرما کر اپنی دایہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو دیدی اور خور و نفقہ فاقہ کی زندگی اختیار فرمائی۔

مدینہ منورہ میں آپ کے غیر معمولی اور پر جوش استقبال میں خواتین اور بچے بھی اظہار عقیدت و محبت میں بیچھے نہیں رہے تھے۔ فرط محبت و عقیدت میں بچیاں دف بجاری تھیں اور گیت گاری تھیں:

طلع البدر علینا، من ثیاب الوداع

وجسب الشکر علینا، ما دعی اللہ داع

ہم پر کوہ وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے۔ جب تک دعائے گننے والے اللہ سے دعائے گنیں، ہم پر اس کا شکر وا جب ہے۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبنا محمدنا من جار

ہم بنو نجاری لڑکیاں ہیں۔ ہماری کس قدر نیک بنتی ہے! محمد (ﷺ) کتنے اچھے ہمسائے ہیں!

”طلع البدر علینا“ والے اشعار خواتین نے غزوہ تبوک کے موقع پر بھی گائے تھے۔

یوں رسول اکرم ﷺ کا یہ پُرخطر سفر ہجرت بخیر و خوبی پُر مسرت انجام کو پہنچا۔ یہ وہ سفر تھا جس کے آغاز میں آپ ﷺ بروایت ابن اسحق اللہ تعالیٰ سے یوں مناجات کر رہے تھے:

الحمد لله الذي خلقني ولم اكن شيئا، اللهم اعني هول الدنيا
و بوائق الدهر و مصائب الليالي والايام، اللهم اصحبنى في سفرى
واصلفنى في اهلى و بارك لى فيما رزقتنى ، ولك فذللتنى و على
صالح خلقتى فقومتنى ، واليك رب فحسبى ، والى الناس فلا تكننى
رب المستضعفين وانت ربى اعوذ بوجهك الكريم الذى اشرفت
له السموات والارض وكشفت به الظلمات و صلح عليه امر
الاولين والآخرين ان تجعل على غضبك وتنزل بى سخطك،
اعوذ بك من زوال نعمتك و فجاءة نقتك و تحول عافيتك
و جميع سخطك، لك العقبى عندى خير ما استطعت، لاحول
ولا قوة الا بك.

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا جبکہ میرا (اس دنیا میں) وجود ہی نہ تھا۔ اے اللہ! دنیا کے خوف و خطر، زمانے کی تکلیف، راتوں اور دنوں کے مصائب پر میری مدد فرما۔ اے اللہ! میرے سفر میں میرا ساتھ دے اور میرے پیچھے میرے گھرانے کی خبر گیری فرما اور جو رزق تو نے مجھے عنایت فرمایا ہے اس میں برکت ڈال دے۔ (اے اللہ! تو) اپنے لئے مجھے (اپنا) عاجز (بندہ) بنا اور میرے اخلاقی حسنہ پر مجھے قائم رکھ اور اے میرے رب! مجھے اپنا محبوب بنا اور مجھے لوگوں کے حوالے نہ کر۔ اے کنز روں کے رب کہ تو ہی تو میرا رب ہے۔ تیرے اس عزت والے چہرے کے طفیل جس کی برکت سے آسمان اور زمین اس (اللہ) کے لئے روشن ہو گئے، جس سے اندھیرے چھٹ گئے اور جس سے انگوں اور پچھلوں کا معاملہ اس پر درست ہوا، میں اس سے پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب اترے اور مجھ پر تیرا غضب ازل ہو۔ میں اس بات سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں کہ تیری نعمت مجھ سے زائل ہو جائے۔

تیری ناراضگی مجھ پر اچانک آپڑے، تیری عافیت مجھ سے منہ پھیر جائے اور تیرے ہر طرح کے غصے سے پناہ چاہتا ہوں۔ ہر کام کا نیک انجام تیرے ہی ہاتھوں میں ہے میں تو (اپنے طور پر) وہی بھلائی حاصل کر سکتا ہوں جو میرے بس میں ہے۔ نیکی کی طرف آنے کی طاقت اور بدی سے بچنے کی قوت تیری ہی طرف سے ہے۔

سفر ہجرت میں آپ ﷺ نے جہاں ظاہری و مادی اسباب اختیار فرمائے وہاں آپ دعا و مناجات ایسے روحانی و باطنی اسباب سے بھی غافل نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیہی قوتوں نے بھی آپ کی مدد فرمائی۔

ہجرت کا یہ واقعہ ربیع الاول اربعہ قمریہ شمسی کا ہے جس کے بالمقابل سال اربعہ قمری کی خالص قمری تقویم کا مہینہ جمادی الاولیٰ تھا۔ جولین عیسوی تقویم کا مہینہ نومبر ۶۲۲ عیسوی تھا۔ اھو ہجرت کی تو قیت کے قمریہ شمسی ہونے پر دلائل آئندہ صفحات میں تو قیقی مباحث کے عنوان کے ذیل میں مذکور ہوں گے۔

۲۔ مسجد نبوی کی تعمیر:

مدینہ میں قیام کے بعد آپ نے سب سے پہلے مسجد نبوی تعمیر فرمائی جس کی زمین دو تہیم بچوں کی تھی وہ اسے بلا قیمت مژر کرنا چاہتے تھے لیکن رسول اکرم ﷺ نے اس زمین کو بلا قیمت لینا مناسب خیال نہ فرمایا تو حضرت ابو ایوب انصاری نے قیمت ادا کی۔ مسجد کی تعمیر میں آپ نے خود بھی مزدوروں کی طرح کام کیا۔ سجا پہ کراٹم پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ مسجد کچی اینٹوں سے بنائی گئی تھی۔ ستون کھجور کے تھے چھت بھی کھجور کے پتوں کی تھی۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا بعد میں جب خانہ کعبہ قبلہ ہوا تو مسجد کی شمالی جانب ایک نیا دروازہ قائم کر دیا گیا۔

مسجد کی تعمیر کے بعد اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے لئے دو حجرے تعمیر کرائے۔ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سوڈہ آپ کے نکاح میں تھیں۔ بعد میں جب اور ازواج آتی گئیں تو حسب ضرورت مزید حجرے تعمیر کئے جاتے رہے۔ کچی اینٹوں سے بنے ہوئے یہ حجرے نہایت سادہ تھے یہ کوئی چھ سات ہاتھ چوڑے اور دس ہاتھ لمبے تھے۔ چھت اتنی اونچی تھی کہ کوئی شخص کھڑا ہو تو اسے چھو سکتا تھا۔ دروازے پر سادہ کپڑے کا پردہ پڑا رہتا تھا۔ ان حجروں کے اندر راتوں کو

جھاغ نہیں جلانے جاتے تھے۔

مسجد کے ایک حصے میں چھت والا چبوترہ تھا۔ چبوترے کو عربی زبان میں ”عُصْبَة“ کہا جاتا ہے یہ جگہ ان لوگوں کے لئے تھی جو اسلام قبول کئے ہوئے تھے مگر ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ یہ لوگ اسی حصے میں رہتے ہوئے رسول اکرم ﷺ سے تعلیم و تربیت پاتے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ان کی تعداد کم و بیش ہوتی رہتی تھی عصبہ کی حیثیت اولین اسلامی درس گاہ کی ہے جہاں علم حاصل کرنے والے اصحاب صغہ کی اخلاقی تربیت اور تطہیر و تزکیہ کا بھی اہتمام تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی احادیث کا بڑا ذخیرہ انہی اصحاب صغہ سے امت تک منتقل ہوا ہے۔ لباس اور خورد و نوش جیسی ضرورتوں میں یہ اصحاب صغہ توکل علی اللہ پر قائم تھے دیگر صحابہ کرامؓ بسا اوقات ضرورت کی چیزیں انہیں بھیجتے رہتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے پاس کہیں سے کھجوریں یا دو دھو غیرہ خوردنی اشیاء تیں تو آپ ان اصحاب صغہ کا خاص خیال فرماتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دو رخلافت میں مسجد میں کچھ توسیع کی مگر قیرا سی وضع کی باقی رکھی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اپنے دو رخلافت میں اس میں بڑی تہذیبی کی جگہ بھی بہت بڑھادی اور دیواروں کو منقش پتھروں اور چاندی کے نقش و نگار سے آراستہ کر دیا گیا۔ ستون بھی منقش پتھروں کے تھے اور چھت سال کی لکڑی کی بنائی گئی۔ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مسجد میں اور توسیع کی۔ ازواج مطہرات کے حجروں کو بھی مسجد میں شامل کر دیا۔ بعد کے ادوار میں دو رجا ضربتک اس میں توسیع و تعمیرات ہوتے چلے آئے ہیں۔ دو رجا ضربت میں یہ مسجد نہایت وسیع و عریض رقبے پر مشتمل ہے اور فن تعمیر کے لحاظ سے بھی نہایت عمدہ و خوبصورت ہے۔ یہ ان تین مساجد میں سے ہے جن کی طرف حصول برکت کے لئے سفر کی رسول اکرم ﷺ نے ترقیب دی ہے۔ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد قصبی۔

۳۔ رسول اکرم ﷺ کے اہل و عیال کی مدینہ منورہ میں آمد:

ہجرت کے بعد آپ نے حضرت زیدؓ اور حضرت ابو رافعؓ کو دو اونٹ اور پانچ سو درہم دے کر مکہ بھیجا، یہ دونوں حضرات آپ کے آزاد کردہ غلام تھے انہیں اس لئے مکہ بھیجا گیا کہ آپ کے اہل و عیال کو مدینہ لے آئیں چنانچہ ام المؤمنین حضرت سوڈہؓ اور دو صاحبزادیاں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ مدینہ آ گئیں۔ تیسری صاحبزادی حضرت زینبؓ کو ان کے شوہر ابو العاص نے نہ آنے دیا۔ ابو العاص اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

ادھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے عبداللہؓ کو لکھا تو وہ اپنی والدہ اور دونوں بہنوں حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ کو لے کر مدینہ پہنچ گئے۔ حضرت عثمانؓ اس وقت حبشہ میں تھے اور ان کی زوجہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ وہیں تھیں۔ رسول اکرم ﷺ کی مدینہ میں ہجرت کے جلد بعد حضرت عثمانؓ اپنی اہلیہ سمیت حبشہ سے مکہ میں واپس آ گئے پھر وہاں سے دونوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

۴۔ رشتہ موآخات:

مکہ سے ہجرت کرنے والے مسلمان انتہائی بے سرو سامانی کی حالت میں مدینہ پہنچے تھے مدینے کے مسلمانوں سے ان مہاجرین کے دینی رشتے اور محبت کو استحکام بخشنے کے لئے نیز ان مہاجرین کی معاشی کفالت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ان میں باہم موآخات (بھائی چارے) کا تعلق قائم فرمایا۔ ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصاری کا بھائی قرار دیا گیا۔ اسی رشتہ موآخات کی بنا پر بعد میں احکام وراثت نازل ہونے سے پہلے مہاجرین اور انصار میں باہم وراثت کا سلسلہ بھی ابتدا میں قائم رہا۔ مدینہ کے مسلمانوں نے ان مہاجرین کو دل و جان سے قبول کیا اور ان کی بھرپور مالی و اخلاقی مدد جاری رکھی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں انصار کے لقب سے نوازا۔ انصار مدینہ نے اپنے ان مہاجر بھائیوں کی خدمت اور مالی احسانات میں ایثار و قربانی کی لازوال مثالیں دنیا کے سامنے پیش کیں۔ حضرت سعد بن الربیع انصاری کی دو بیویاں تھیں مہاجرین میں سے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کو ان کا بھائی بتایا گیا تھا۔ حضرت سعدؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمنؓ کو یہ پر خلوص پیشکش کی کہ میں اپنی بیویوں میں سے ایک کو طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیجئے لیکن حضرت عبدالرحمنؓ نے اپنے انصاری بھائی کے لئے دعائے خیر کرتے ہوئے شکر یہ ادا کیا اور اس پیشکش کو قبول کرنے سے معذرت کر دی۔ حضرت سعدؓ نے اپنے گھر کی ایک ایک چیز ان کے سامنے رکھ دی اور سب مال و اسباب کا نصف لینے کی درخواست کی۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ یہ سب کچھ اللہ آپ کو مبارک کرے مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ انہوں نے تھمتاع کے مشہور بازار کا راستہ بتا دیا۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کچھ گھی اور نیچر خرید کر شام تک خرید و فروخت کی کچھ ہی عرصے میں ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہو گیا کہ شادی کر لی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے کاروبار میں بے حد برکت ہوئی و خود یہ کہا کرتے تھے کہ میں خاک میں بھی ہاتھ ڈالوں تو سونا بن جاتی ہے۔ مہاجرین

مکہ اکثر تجارت پیشہ تھے۔ مدینہ میں بھی انہوں نے تجارت میں دلچسپی لی تا کہ انصار بھائیوں پر ان کا زیادہ بوجھ نہ ہو۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور بعض دیگر مہاجرین نے بھی چھوٹی بڑی تجارت شروع کر دی۔

۳ ہجری میں غزوہ بنو نضیر ہوا جس میں بنو نضیر کو بالآخر جلا وطن ہونا پڑا۔ مدینہ کے اس یہودی قبیلے نے زمین اور کھجوروں کے جو باغات چھوڑے تھے، رسول اکرم ﷺ نے انصار مدینہ سے فرمایا کہ اگر تم رضامند ہو تو یہ باغات وغیرہ مہاجرین کو دے دئے جائیں تا کہ وہ اپنا معاشی بوجھاب خود اٹھائیں۔ ایثار پیشہ انصار مدینہ نے عرض کیا کہ ہم نے اپنے ان مہاجرین بھائیوں کو پہلے سے جو کچھ دے رکھا ہے واپس نہیں لے گئے اور اب بنو نضیر سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ بھی ہمارے انہی بھائیوں کو ہی عنایت فرما دیجئے۔ ۶ ہجری میں جب خیبر فتح ہوا تو مہاجرین نے انصار کو عطایا واپس کر دینے کا اب انہیں ان کی ضرورت نہ رہی تھی۔

۵۔ بیثاق مدینہ:

مدینہ میں تین یہودی قبائل آباد تھے، بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قریظہ۔ انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج تھے۔ اسلام سے قبل اوس اور خزرج میں باہم لڑائی جاری رہتی تھی۔ آخری جنگ نے جو جنگ باعث کہلاتی ہے، انصار کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا تھا۔ یہودیوں کا مفاد اسی میں تھا کہ اوس و خزرج میں اتحاد نہ ہونے پائے۔ عربوں میں تعلیم کا رواج نہ ہونے کے برابر تھا۔ یہودیوں میں تعلیم عام تھی، یہودی تہذیب و تمدن سے عرب مرعوب تھے۔ قریش مکہ اور دیگر عرب قبائل نے قریشیہ سنی تقویم بھی یہودیوں کی عبرانی تقویم کے مطابق ڈھال رکھی تھی، صرف مہینوں کے نام عربی تھے مگر تقویمی ڈھانچہ یہودی تقویم والا ہی تھا۔ دیگر عرب قبائل کی طرح مدینے کے اوس و خزرج قبائل بھی یہودیوں سے سودی قرضے لیتے رہتے تھے۔ باہمی خونریز جنگوں کی وجہ سے جنگی ہتھیار جمع کرنے کے لئے بھی انہیں سرمایہ درکار ہونا تھا جس کے لئے وہ ان یہودیوں سے سود پر قرضہ لینے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ یہودیوں کا معاشی کاروبار زراعت، تجارت کے علاوہ سود پر دیئے گئے ان قرضوں پر چلتا رہتا تھا۔ یہودی بھی عربوں میں گھل مل گئے تھے۔ ان کے نام تک عربی ہوتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل یہ یہودی قبائل مدینے کے اوس و خزرج قبائل کو بتایا کرتے تھے کہ پیغمبر آخراثر ماں کا ظہور جلد ہونے والا ہے ہم اس پیغمبر کا ساتھ دیں گے اور تم پر ہمیشہ کے لئے ہم غالب رہیں گے۔ رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو اسلام قبول کرنے کی نعت سے

اوس و خزرج تو بہرہ مند ہوئے لیکن یہودیوں کی اکثریت اس نعمت سے محروم رہی، انہیں یہ حسد کھائے جا رہا تھا کہ اللہ کا آخری پیغمبر بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسماعیل میں کیوں مبعوث ہوا ہے۔

ہجرت کے بعد ابتدائی ایام میں یہودی علماء رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امتحان کے طور پر آپ سے کچھ سوالات کئے، چند سعادت مند یہودیوں کو قبول اسلام کی توفیق ہوئی لیکن اکثریت کفر پر قائم رہی، حالانکہ انہیں یقین حاصل ہو گیا تھا کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں مگر وہ مال اور دھپ چاہنے انہیں حق کو قبول کرنے سے روکے رکھا۔ یہودی علماء میں سے حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام قبول کیا، آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور تو رات کے بہت بڑے عالم تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کا نام حصین بن سلام تھا۔ قبول اسلام کے بعد آپ کا نام رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ رکھا۔ اسی طرح یہودی رؤسا میں سے میمون بن یامین نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا۔

ہجرت سے کوئی پانچ ماہ بعد رسول اکرم ﷺ نے ان یہودی قبائل سے امن کا ایک تحریری معاہدہ فرمایا جسے بیثاق مدینہ کہا جاتا ہے۔ یہودی درپردہ حاد اور اسلام کے دشمن تھے، ان کے فتنے اور حسد و عناد کے پیش نظر انسدادی تدابیر کے تحت ان سے امن کا معاہدہ کیا گیا تھا کہ شاید حاد امین میں مسلمانوں کے ساتھ میل جول اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر ان کے دل اسلام قبول کرنے کی طرف راغب ہوں اور مسلمان ان کی طرف سے جنگ و جدال کے خطرے سے بھی محفوظ و مامون رہیں۔ بیثاق مدینے کی اہم دفعات یہ تھیں کہ یہودی اور مسلمان آپس میں اچھے تعلقات رکھیں گے۔ یہودیوں اور مسلمانوں میں سے کسی فریق کو بھی جنگ سے واسطہ پڑے تو وہ باہم ایک دوسرے کے مددگار رہوں گے۔ مدینہ پر حملہ ہو تو دونوں فریق مشترک طور پر اس حملے کی مدافعت کریں گے۔ فریقین میں سے کوئی بھی قریش کو امان نہ دے گا۔ کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے تو دوسرا فریق بھی اس صلح میں شریک ہوگا لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ مسلمانوں اور یہودیوں میں جھگڑوں اور اسی طرح کے دیگر فیصلہ طلب امور میں رسول اکرم ﷺ سے رجوع کیا جائے گا۔ دیت اور خون بہا کا جو طریقہ پہلے سے چلا آ رہا ہے وہ بحال رہے گا۔ رسول اکرم ﷺ صلح اور امن کے معاہدوں کو اردگرد کے عرب قبائل تک بھی پھیلا نا چاہتے تھے بعد میں بنو مدیج اور بنو صمرہ قبائل سے امن کے معاہدے اسی سلسلے میں ہوئے تھے لیکن ایک طرف قریش مکہ نے اپنے فتنے و فساد سے اور مدینے کے مسلمانوں کے خلاف پے در پے جنگیں مسلط کر کے امن کی اس راہ میں رکاوٹ ڈالی تو دوسری طرف

مدینے کے پڑوس میں آباؤ مذکورہ بیہوشی قبائل بدقسمتی سے بدترین خدار اور عہد شکن ثابت ہوئے، وہ کفار مکہ اور اسلام کے دوسرے دشمنوں سے مل کر برابر سازش کرتے رہے۔ بنو قینقاع نے دوسرے سال، بنو نضیر نے چوتھے سال اور بنو قریظہ نے پانچویں سال بدعہدی اور بغاوت کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے مدینہ منورہ اور اس کے اردگرد کے علاقے کو بالآخر بیہوشیوں سے پاک کرنا پڑا۔

۶۔ فرضیت جہاد:

مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی ہجرت کے بعد مکہ مکرمہ اور دیگر علاقوں کے مشرک قبائل عرب کی مسلمانوں سے عداوت کم ہونے کی بجائے مزید شدت اختیار کر گئی بیہوشیوں سے اگرچہ بیثاق مدینہ ہو چکا تھا لیکن وہ انتہائی ناقابل اعتماد تھے بعد کے حالات نے ان کے متعلق مسلمانوں کے خدشات کو درست ثابت کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی ہجرت سے پہلے عبداللہ بن ابی مدینہ میں انصار کا رئیس سمجھا جاتا تھا۔ انصار نے اس کی تاج پوشی کی شاہانہ رسم ادا کرنے کی تیاری کرنی تھی لیکن مدینہ منورہ میں اسلام کی روز افزوں اشاعت، مکہ سے مسلمان مہاجرین کی لگاتار آمد اور پھر رسول اکرم ﷺ کی مدینے کی طرف ہجرت سے یہ منصوبہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ عبداللہ بن ابی محرومی کی وجہ سے حسد میں مبتلا ہوا۔ غزوہ بدر کے بعد ازراہ نفاق، وہ اور اس کے ساتھی بظاہر اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔ جہاد اور قتال فی سبیل اللہ کی فرضیت سے پہلے بھی وہ مسلمانوں کے خلاف ہی تھا۔ رسول اکرم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو تھوڑے ہی عرصے کے بعد قریش مکہ نے عبداللہ بن ابی کو خط لکھا کہ تم نے ہمارے آدمی (حضرت محمد ﷺ) کو اپنے ہاں پناہ دی ہے، ہم اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تم لوگ انہیں مار ڈالو یا مدینہ سے نکال باہر کرو، ورنہ ہم سب لوگ تم پر حملہ کریں گے تم سے کشت و خون ہوگا ہم تمہاری عورتوں پر قبضہ کریں گے اور تمہارے جوانوں کو قتل کریں گے۔ تمہارا مال و اسباب لوٹ لیں گے۔ اوس اور خزرج کے وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا، وہ بھی عبداللہ بن ابی کے ساتھ تھے۔ تاہم عبداللہ بن ابی مسلمانوں کے خلاف کسی جنگی اقدام کی ہمت نہ کر سکا گو وہ زندگی بھر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زیر زمین کام کرتا رہا۔

جب قریش مکہ نے عبداللہ بن ابی کو مذکورہ مضمون کا خط لکھا تو اسی زمانے کے قریب قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ عمرے کی ادائیگی کی لئے مکہ مکرمہ گئے۔ امیہ بن خلف سے حضرت سعد کی

دو جاہلیت سے دوستی تھی وہ مکہ میں اب بھی اسی کے مہمان ہوئے۔ ایک دن وہ امیہ بن خلف کے ہمراہ کعبہ کے طواف کے لئے آئے تو ابو جہل سے ملاقات ہو گئی۔ ابو جہل نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ تم لوگوں نے صحابیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ شریکین مکہ رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو صابنی (بمعنی مرد) کہا کرتے تھے۔ ابو جہل نے کہا کہ اگر تجھے امیہ کی پناہ حاصل نہ ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا اس پر حضرت سعدؓ نے کہا کہ اگر تم نے ہمیں حج سے روکا تو ہم تمہارا شام کی تجارت والا مدینہ کا راستہ روک دیں گے۔ قریش چونکہ کھانا کعبہ کے متولی تھے اس لئے دیگر قبائل ان سے مرعوب تھے اور ان کا احترام کرتے تھے۔ قریش مکہ کی وجہ سے وہ بھی اسلام اور مسلمانوں کے مخالف تھے۔ ان قبائل کی وجہ سے یمن وغیرہ کے لوگ ہجرت کے چھٹے سال تک رسول اکرم ﷺ تک پہنچنے سے قاصر رہے۔ چنانچہ ۶ ہجری میں جب بحرین سے بنو عبدالمطلب کا وفد آیا تو ان لوگوں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ مضر کے قبائل ہم کو آپ تک پہنچنے نہیں دیتے اس لئے ہم صرف ایام حج میں ہی آپ کی خدمت میں آسکتے ہیں۔ ایام حج میں حرمت کے مہینوں کی وجہ سے جنگ عموماً موقوف ہو جاتی تھی۔

صرف یہی نہیں بلکہ قریش مدینہ پر حملہ آور ہونے کی منصوبہ سازی میں لگے رہتے تھے۔ ہجرت کے بعد ابتدائی عرصے میں رسول اکرم ﷺ راہیں اکثر جاگ کر گزارتے تھے۔ آپ کے حکم پر ایک مرتبہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے مسلح ہو کر رات بھر پہرہ دیا۔ اکثر مسلمان راتوں کو ہتھیار باندھ کر سوتے تھے۔ یہ وہ عام حالات تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے خلاف مسلح جہاد کی اجازت دی۔ جب قریش مکہ کی جارحانہ روش جاری رہی تو مسلمانوں پر ہجرت کے پہلے سال ہی جہاد فرض کر دیا گیا۔ یوں کفار کے خلاف جنگوں کا سلسلہ چل پڑا۔ جس لڑائی میں خود رسول اکرم ﷺ شریف لے گئے اسے اصطلاح میں غزوہ کہا جاتا ہے اور جس میں آپ نے خود شرکت نہ فرمائی بلکہ اپنے اصحاب کو بھیج دیا اسے سریہ کہا جاتا ہے۔ لغوی معنی کے اعتبار سے بڑے لشکر کو ہمیشہ اور تھوڑے سپاہیوں پر مشتمل دستے کو سریہ کہا جاتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ اہل علم نے غزوہ اور سریے کے مفہوم میں بہت توسیع سے کام لیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اگر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کسی مہم پر روانہ ہوئے ہوں تو اسے بھی غزوہ کا نام دیا گیا خواہ جنگ مقصود ہو یا نہ ہو لیکن جنگ کا خطرہ ہو، مثلاً صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ کا مقصد صرف عمرہ کرنا تھا۔ جنگ کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن حدیبیہ کے اس سفر کو بھی سیرت نگار غزوہ حدیبیہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر کسی خاص موقع پر جنگ سرے سے ہوتی ہی نہ ہو تو بھی اس مہم کو غزوہ ہی کہا جاتا ہے۔ یہی حال سریا کا

ہے، اگر رسول اکرم نے ایک دو آدمیوں کو کسی معاملے کی تحقیق یا کسی گروہ سے گفتگو یا اس طرح کے کسی اور کام کے لئے بھیجا ہوا بھیجا تو جنگ کے لئے ہو لیکن اس کی نوبت نہ آئی ہو تو اس طرح کے تمام واقعات کو سرایا میں ہی شمار کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ غزوات و سرایا کی تعداد میں سیرت نگاروں کا اور راویوں کا اختلاف رونما ہوا، کسی نے کسی خاص واقعہ کو غزوہ یا سریہ قرار دیا اور کسی نے نہیں دیا۔ جن غزوات میں فی الواقع جنگ ہوئی ان کی تعداد بہت کم ہے۔ کتب سیرت میں ہر سال کے غزوات و سرایا کا جو حال بیان کیا گیا ہے، اس کے پیش نظر ہمارے خیال میں مجموعی تعداد کچھ یوں بنتی ہے:-

سال ۱/ ہجری قمریہ شمسی:

(تین سردایا): سریہ جزہ بن عبدالمطلب، سریہ عبیدہ بن حارث، سریہ سعد بن ابی وقاص۔

سال ۲/ ہجری قمریہ شمسی:

(دس غزوات): غزوہ ذی العشیر، غزوہ ابوا، غزوہ ہدراولی، غزوہ ہواط، غزوہ شیع، غزوہ بدر اکبری، غزوہ قرقر، لکدر، غزوہ بستی، قینقار، غزوہ سویق، غزوہ مھطفان، (چار سردایا): سریہ عبداللہ بن جحش، سریہ عمیر بن عدی، سریہ سالم بن عمیر، سریہ غالب بن عبداللہ۔

سال ۳/ ہجری قمریہ شمسی:

(تین غزوات): غزوہ بجران، غزوہ احد، غزوہ حمراء الاسد۔ (پانچ سردایا): سریہ زید بن حارثہ، سریہ محمد بن مسلمہ، سریہ عبداللہ بن عتیک، سریہ ابی سلمہ، سریہ رجب۔

سال ۴/ ہجری قمریہ شمسی:

(تین غزوات): غزوہ بنی نضیر، غزوہ بدر الموند، غزوہ دومہ الجندل، (ایک سردیہ): سریہ منذر بن عمرو (حادثہ بفر معوضہ)۔

سال ۵/ ہجری قمریہ شمسی:

(چار غزوات): غزوہ بنی مصطلق، غزوہ احزاب، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی لحيان۔ (چھ سردایا): سریہ عبداللہ بن انیس، سریہ محمد بن مسلمہ (مہم قرطاء)، سریہ عکاشہ بن محض، سریہ محمد بن مسلمہ، سریہ ابو عبیدہ بن الجراح، سریہ زید بن حارثہ۔

سال ٧ هجرى قمریه شمسی:

(دو غزوات): غزوہ حدیبیہ، غزوہ ذی قرد،

(دس سردایا): سر یہ عمیس، سر یہ طرف، سر یہ وادی القرئی، سر یہ سیف البحر، سر یہ دومتہ الجندل، مہم فدک، سر یہ زید بن حارثہ، سر یہ عبداللہ بن رواحہ، سر یہ کرز بن چاہر، سر یہ عمرو بن امیہ قمری،

سال ٨ هجرى قمریه شمسی:

(تین غزوات): غزوہ خیبر، غزوہ وادی القرئی، غزوہ ذات الرقاع۔

(تیسرہ سردایا): سر یہ ابان بن سعید، سر یہ حنی، سر یہ عمر بن خطاب، سر یہ ابی بکر، سر یہ بشیر بن سعد انصاری، سر یہ غالب بن عبداللہ، سر یہ بشیر بن سعد انصاری، سر یہ ابن ابی العوجاء، سر یہ غالب بن عبداللہ، سر یہ غالب بن عبداللہ، سر یہ شجاع بن وہب لاسدی، سر یہ کعب بن عمیر، سر یہ موت۔

سال ٩ هجرى قمریه شمسی:

(تین غزوات): غزوہ فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف۔

(دس سردایا): سر یہ ذات السلاسل، سر یہ ابوققادہ انصاری، سر یہ ابوققادہ انصاری (٢)، سر یہ سعید بن زید الاشجلی، سر یہ خالد بن ولید، سر یہ عمرہ بن العاص، سر یہ جریر بن عبداللہ الجلی، سر یہ خالد بن ولید، سر یہ ابو عادی اشعرئ، سر یہ طفیل بن عمرو الدوسی۔

سال ١٠ هجرى قمریه شمسی:

(ایک غزوہ): غزوہ تبوک،

(آٹھ سردایا): سر یہ عبید بن حصن الغزازی، سر یہ قطیبہ بن عامر انصاری، سر یہ شحاک بن سفیان، سر یہ عاتقہ بن مجر المدلجی، سر یہ علی بن ابی طالب، سر یہ خالد بن ولید، سر یہ ابیہند ام مسجد ضرار، سر یہ ابوسفیان بن حرب و منیرہ بن شعبہ۔

سال ١٠ هجرى قمریه شمسی:

(تین سردایا): سر یہ خالد بن ولید، سر یہ علی بن ابی طالب، سر یہ اسامہ بن زید۔

کل تعداد غزوات = ٢٩

کل تعداد ۶۳ =

جملہ غزوات و سرایا کی مجموعی تعداد = ۶۳ + ۲۹ = ۹۲

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی ”محمد“ کے اعداد بھی بحساب ابجد ۹۲ ہیں۔

غزوات میں غزوہ بدر اکبری، غزوہ احد، غزوہ احزاب، غزوہ حدیبیہ، غزوہ خیبر، غزوہ فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ تبوک زیادہ اہم اور مشہور ہیں۔

۷۔ سر یہ حمزہ بن عبدالمطلب:

اسے سر یہ سیف البحر بھی کہا جاتا ہے۔ جہاد کا حکم ملنے کے بعد یہ پہلا سر یہ تھا جو ہجرت کے ساتویں مہینے رمضان ۱ ہجری قمریہ شمسی، بمطابق ذی قعدہ ۱ ہجری قمری بمطابق مئی ۶۲۳ عیسوی جولین میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں روانہ کیا گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ کو لوہائے انیس (سفید چھنڈا) عطا فرمایا تھا۔ اس سر یہ میں تیس مہاجرین تھے اور کوئی انصاری نہ تھا۔ یہ لوگ مشرکین کے ایک تجارتی قافلے کے تعاقب میں نکلے تھے جو شام سے مکہ واپس آ رہا تھا۔ مشرکین کی تعداد تین سو تھی اور ابو جہل ان کا سردار تھا۔ سیف البحر پر دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے، مگر مہدی بن عمرو الجہنی کی مدخلت پر جنگ نہ ہوئی وہ دونوں کا حلیف تھا۔ اس نے درمیان میں پڑ کر فریقین میں جنگ نہ ہونے دی۔ سیف البحر مقام صحص کے نواح میں ساحل سمندر ہے۔ اور صحص بحر احمر کے اطراف میں بلخ اور عروہ کے درمیان مدینے سے چار رات کی مسافت پر ایک مقام ہے۔

۸۔ سر یہ عبیدہ بن حارث:

یہ سر یہ بلن رافع کی جانب شوال ۱ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ذی الحجہ ۱ ہجری قمری بمطابق جون ۶۲۳ عیسوی جولین میں ساٹھ مہاجرین پر مشتمل روانہ ہوا۔ اس میں کوئی انصاری نہیں تھا۔ اس کا مقصد ابو سفیان بن حرب کے تجارتی قافلے کا تعاقب کرنا تھا۔ ابوسفیان کے ہمراہ دو سو افراد تھے۔ اس سرے میں بھی قریش سے جنگ نہ ہوئی البتہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف ایک تیر پھینکا جو مسلمانوں کی طرف سے کفار پر پھینکا جانے والا پہلا تیر تھا۔ رافع، جھم سے دس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ جھم مدینے سے چھ مرہلے پر اور مکہ سے تین مرہلے پر اور غدیر خم سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

یہ مصر اور شام سے آنے والے حاجیوں کی میقات ہے یعنی وہ مقام ہے جہاں سے وہ حج اور عمرے کے لئے احرام باندھتے ہیں۔ اب یہاں کوئی آبادی نہیں۔ اسے نہیغہ بھی کہا جاتا ہے۔

۹۔ سریہ سعد بن ابی وقاص:

ہجرت کے نویں مہینے ذی قعدہ ۱۱ ہجری قمریہ شمسی بمطابق محرم ۲۱ ہجری قمری بمطابق جولائی ۶۲۳ عیسوی جیولین میں قریش کے ایک قافلے کو روکنے کے لئے یہ سریہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی سربراہی میں نہیں یا اکیس مہاجرین کے ساتھ خراہیجا گیا جو جھگڑے کے قریب واقع ہے۔ قریش کا قافلہ ایک دن پہلے ہی نکل چکا تھا۔

۱۰۔ دیگر واقعات:

اسی سال یعنی ۱۱ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۱ ہجری قمری میں حضرت کلثوم بنت الہدم المدوی نے وفات پائی۔ ہجرت کے موقع پر قباء میں انہی کے مکان پر رسول اکرم ﷺ نے قیام فرمایا تھا۔ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ بھی اسی سال فوت ہوئے یہ ان چھ مردوں میں سے تھے جنہوں نے نبی صحتِ عقبہ اولیٰ سے پہلے مکہ مکرمہ میں رسول اکرم ﷺ سے ملاقات کی تھی اور اسلام قبول کیا تھا۔ انہوں نے ہی مدینہ منورہ میں جمعہ کی نماز قائم کی تھی۔ آپ قبیلہ بنو نجاہر کے قریب تھے۔ ان کی وفات کا رسول اکرم ﷺ کو نہایت صدمہ ہوا۔ منافقین اور یہود نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر آپ سچے رسول ہوتے تو اس طرح کے حوادث کیوں پیش آتے؟ آپ نے سنا تو فرمایا: لا املک لنفسی ولا لصاحبی شیاً۔ ”میں اپنی ذات اور اپنے ساتھی کے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں“ اسی سال حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی ان کے والد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کے چھوٹے زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا تھیں۔ اب تک مہاجرین میں سے کسی کی اولاد نہیں ہوئی تھی لوگوں میں مشہور تھا کہ یہودیوں نے ان مہاجرین پر جا دو کر رکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے تو مہاجرین کو نہایت مسرت ہوئی۔ نمازوں میں اب تک صرف دو رکعتیں تھیں اب ظہر، عصر اور عشاء میں چار چار رکعات مقرر ہوئیں البتہ شرعی سفر کے دوران دو رکعتیں ہی بحال رہیں۔ اسی سال راج قول کے مطابق نمازوں کے لئے اذان اور اقامت شروع ہوئی۔ اسی سال حضرت عثمان

غنی نے ہجرت کا مشہور کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ اسی سال قریش مکہ کے مشہور اسلام دشمن رؤسائیں سے ولید بن عتبہ اور عاص بن وائل سحمی کا انتقال ہوا۔

توفیقی مباحث:

تقابلی تقویمی جدول برائے سال ۱۱ ہجری قمریہ شمس ۱۱-۲۱ ہجری قمریہ، ۶۲۲-۶۲۳ عیسوی
 جیولین بمطابق عبرانی سال ۳۳۸۳ خلیفہ (غیر مکبوس) ۲۳۱ ویں ۱۹ سالہ دور کا تیرہواں سال۔
 کیم ۱۳ ستمبر ۶۲۲ عیسوی جیولین = (۲۳۳ تقسیم ۳۶۵ + ۶۲۲) تقسیم ۳۶۵ = ۶۲۳.۶۵۲۶ = ۶۲۳
 ۱۳۵۸۷ء، ۱۳۵۸۷ = ۱۲۴۰۳۳ = ۶۳۰۳۳ - ۳۲، ۶۳۰ - ۶۳۰ = ۲۹، ۵۹ = ۱۹ صفر ۱۱ ہجری قمری، پس کیم
 ربیع الاول ۱۱ ہجری قمری = ۳۲ - ۱۹ = ۱۳ ستمبر ۶۲۲ عیسوی، تاریخ قرآن شمس بقرا ۱۱ ستمبر بوقت ۰۳:۲۷ پس کیم
 محرم ۱۱ ہجری قمریہ شمس = ۱۳ ستمبر ۶۲۲ عیسوی جیولین۔
 ۱۳ ستمبر ۶۲۲ عیسوی جیولین کا دن = (۲۵ × ۶۲۱) + ۲۵ = ۱۵۶۱ = ۱۰۳۲، ۱۰۳۲
 تقسیم ۷ کا باقی ماند = ۳ = سوموار

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمس ہجری	قمری ہجری	تاریخ قرآن	وقت قرآن
۱۳ ستمبر ۶۲۲ء	سوموار	کیم محرم ۱۱ ہجری	کیم ربیع الاول ۱۱ ہجری	۱۱ ستمبر ۶۲۲ء	۰۳:۲۷
۱۲ اکتوبر	منگل	کیم صفر	کیم ربیع الثانی	۱۰ اکتوبر	۱۲:۴۳
۱۱ نومبر	جمعرات	کیم ربیع الاول	کیم جمادی الاولیٰ	۸ نومبر	۲۲:۴۳
۱۰ دسمبر	جمعہ	کیم ربیع الثانی	کیم جمادی الاخریٰ	۸ دسمبر	۰۹:۵۵
۹ جنوری ۶۲۳ء	اتوار	کیم جمادی الاولیٰ	کیم رجب	۶ جنوری ۶۲۳ء	۲۲:۴۹
۷ فروری	سوموار	کیم جمادی الاخریٰ	کیم شعبان	۵ فروری	۱۲:۴۷
۹ مارچ	بدھ	کیم رجب	کیم رمضان	۷ مارچ	۰۳:۵۳
۷ اپریل	جمعرات	کیم شعبان	کیم شوال	۵ اپریل	۱۹:۲۳
۷ مئی	ہفتہ	کیم رمضان	کیم ذی القعدہ	۵ مئی	۱۰:۵۵
۶ جون	سوموار	کیم شوال	کیم ذی الحجہ	۴ جون	۰۲:۰۳

۱۶:۲۰	۳ جولائی	یکم محرم ۲ ہجری	یکم ذی قعدہ	منگل	۵ جولائی
۰۵:۵۴	۲ اگست	یکم صفر	یکم ذی الحجہ	جمعرات	۳ اگست

۱۔ ہجرت مدینہ:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ

عیسوی جوبلیں دن قمریہ شمسی ہجری قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
۱۱ نومبر ۶۲۲ء جمعرات یکم ربیع الاول ۱ھ یکم جمادی الاولیٰ ۱ھ ۸ نومبر ۶۲۲ء 22:43

سیرت نگاروں نے واقعات ہجرت کی توقیت قمریہ شمسی تقویم میں کی ہے۔ ہم شواہد درج ذیل ہیں:
(الف) تقریباً تمام حنفی سیرت نگاروں نے رسول اکرم ﷺ کے قباء میں ورود مسعود کی تاریخ
۱۲ ربیع الاول ۱ھ ہجری بروز سوماریان کی ہے اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے:

وقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة حين هاجر من مكة
يوم الاثنين لاثنتي عشرة ليلة مضت من شهر ربيع الاول و
هو المجتمع عليه وقد روى بعضهم أنه قدم لليلتين خلتا من شهر
ربيع الاول. (۳)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو پہنچے
جب آپ نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور اس تاریخ پر (مؤرخین اور سیرت
نگاروں کا) اجماع ہے اور بعض نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ کی تشریف
آوری ۲ ربیع الاول کو ہوئی تھی۔

واقندی نے لکھا ہے:

يوم الاثنين لاثنتي عشر من شهر ربيع الاول ويقال لليلتين
خلتا من شهر ربيع الاول والثابت لاثنتي عشر. (۴)

بروز سوموار بارہ ربیع الاول اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ماہ ربیع الاول کی دو راتیں
گزری تھیں مگر ثابِت بارہ (ربیع الاول) ہی ہے۔

یہی تاریخ ابن ہشام، بطری اور ابن کثیر نے بھی بیان کی ہے (۵)۔ جدول سے ثابت ہو رہا

ہے کہ کیم ربیع الاول ۱۲ ہجری قمریہ شمسی کو جمعرات کا دن تھا پس ۱۲ ربیع الاول قمریہ شمسی کو ٹھیک سوموار کا دن ہی برآمد ہوتا ہے جبکہ ۱۲ ربیع الاول ۱۲ ہجری قمریہ شمسی کو سوموار نہیں بلکہ جمعہ تھا کیونکہ کیم ربیع الاول ۱۲ ہجری قمریہ شمسی کو سوموار تھا پس ۱۲ ربیع الاول قمریہ شمسی کو جمعہ کا دن ہوا۔ جدول کا متعلقہ حصہ نیچے ملاحظہ ہو:-

عیسوی جولین دن قمریہ شمسی ہجری قمریہ شمسی تاریخ قرآن وقت قرآن
۱۳ ستمبر ۶۲۲ء سوموار کیم محرم ۱ھ کیم ربیع الاول ۱ھ ۱۱ ستمبر ۶۲۲ء ۰۳:۲۷

چونکہ خالص قمری تقویم میں سوموار کا دن ۱۲ ربیع الاول کو نہیں بلکہ ۸ ربیع الاول کو بنتا ہے تو بعض متاخرین مثلاً قاضی محمد سلیمان منسور پورٹی نے رحمۃ اللعالمین میں یہی تاریخ بیان کر دی جس کے مقابل عیسوی تاریخ ۲۰ ستمبر ۶۲۲ عیسوی تھی اور عبرانی تاریخ ۱۰ تشری ۳۳۸۳ ضلیہ تھی جو یہودیوں کے یوم کپوری تاریخ ہے (۶)۔

علامہ شبلی نعمانی نے بھی سیرۃ النبی میں ۸ ربیع الاول کی تاریخ پر مؤرخین کا اتفاق نقل کیا ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ان حضرات کو یہ غلطی اس لئے گئی کہ عربوں میں دو برہانیت سے چلی آ رہی قمریہ شمسی تقویم کا انہیں علم نہ ہو سکا، چونکہ خالص قمری تقویم میں ۱۲ ربیع الاول کو سوموار نہیں تھا اس لئے بعض حنفیہ میں نے ۱۲ ربیع الاول کی بجائے ۲ ربیع الاول کی تاریخ سمجھی۔ کیم ربیع الاول کو سوموار تھا تو ۲ ربیع الاول کو منگل ہوا قمری تقویم میں ایک دن کا فرق معمولی بات ہے لہذا انہوں نے ۲ ربیع الاول کے صحیح ہونے کا گمان کر لیا۔ اجتماع شمس وقمر (قرآن) بغداد کے معیاری وقت کے مطابق ۱۱ ستمبر ۶۲۲ عیسوی جولین کو بوقت تین بج کر ستائیس منٹ پر ہوا۔ ۱۲ ستمبر کو غروب شمس کے وقت چاند کی عمر کوئی چالیس گھنٹے کے قریب ہو چکی تھی لہذا عام حالت میں اس عمر کے چاند کے نظر نہ آنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ یہ تو نہایت روشن چاند ہو گا پس ۱۲ ستمبر کو چاند نظر آیا اور ۱۳ ستمبر بروز سوموار ربیع الاول قمریہ شمسی کی پہلی تاریخ تھی اور ۲ ربیع الاول کو یقیناً منگل کا دن تھا پس ۲ ربیع الاول قمریہ شمسی کا وہ وقت کی تاریخ ہونا جدید تحقیق سے غلط ثابت ہو گیا ہے پس ہجرت کا مہینہ ربیع الاول قمریہ شمسی نہیں بلکہ قمریہ شمسی ہے جس کے مقابل خالص قمری تقویم کے اعتبار سے سال ۱ ہجری قمریہ شمسی کا مہینہ جمادی الاولیٰ تھا اور عیسوی مہینہ نومبر کا تھا۔

(ب) احادیث عاشوراء کے مطابق مدینہ کے یہودی ۱۰ محرم کا روزہ رکھتے تھے کہ اس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات حاصل ہوئی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا

کہ اس خوشی میں مسلمانوں کو روزہ رکھنے کا زیادہ حق ہے چنانچہ آپ نے ۱۰ احرم کے روزے کا مسلمانوں کو حکم دیا۔ رمضان المبارک کے روزوں کے فرض ہونے سے پہلے ۱۰ احرم کا یہ روزہ فرض تھا بعد میں اس کی فرضیت منسوخ ہوئی اور یہ روزہ مستحب قرار پایا (۷) یہودیوں کا پہلا مہینہ قمری ہے اور ۱۰ اشری کا روزہ ان کے ہاں آج بھی فرض ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہودیوں کا ۱۰ اشری عربوں کے ۱۰ احرم کے بالمقابل ہوا کرتا تھا۔ اگر ہجرت کے مہینے ربیع الاول کو نفا لسن قمری تقویم کا مہینہ بھی قرار دیا جائے تو بھی یہودیوں کا ۱۰ اشری ۸ ربیع الاول کی بجائے ۱۰ احرم کے بالمقابل ہونا چاہئے پس قاضی محمد سلیمان منصور پوری کا ۸ ربیع الاول اشری ہجری کو یہودیوں کے ۱۰ اشری کے مقابل ٹھہرانا ہرگز درست نہیں بلکہ ۱۰ اشری تو ۸ احرم کے مقابل بھی ہو سکتا بلکہ ۱۰ احرم کے مقابل ہو سکتا ہے۔ قرآن سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ اس دور کے یہودی طلوع ہلال کی بجائے رؤیت ہلال سے تاریخ کا شمار کرتے تھے ان تمام امور پر کمال و مدلل بحث مقالے کی دوسری قسط میں کی جا چکی ہے۔

(ج) ہجرت کے موقع پر رسول اکرم ﷺ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی چادر اوڑھ کر لیٹے تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے:-

فیہ فیہ علی و تعشیٰ برداء احمر حضر میا کان رسول اللہ بنام

فیہ (۸)

تو وہاں حضرت علیؑ نے رات گزاری اور سرخ رنگ کی حضرمی چادر اوڑھے رہے جس میں رسول اللہ ﷺ سویا کرتے تھے۔

جیسا کہ اوپر واضح ہو چکا ہے ربیع الاول قمری ان دنوں ستمبر کے بالمقابل تھا اس گرم موسم میں کمرے کے اندر چادر اوڑھ کر سونا قرآن فہم نہیں بلکہ اس فصل سے تو مکان کا محاصرہ کرنے والے مشرکین مکہ خواہ چوہاہ تک میں مبتلا ہو کر فوراً چوکنے ہو جاتے یوں حقائق نظائر نگاہ سے بھی گرم موسم میں حضرت علیؑ کا چادر اوڑھ کر بستر پر لیٹنا قابل فہم نہیں۔ اس کے برعکس ربیع الاول قمریہ شمسی نومبر کے بالمقابل تھا۔ نومبر میں دن کے وقت تو دھوپ تیز ہو سکتی ہے لیکن عام حالات میں رات کو اتنی سردی ضرور ہو جاتی ہے کہ چادر وغیرہ اوڑھ کر سونا پڑتا ہے پس ہجرت کا مہینہ قمریہ شمسی ہے اور حضرت علیؑ کا چادر لپیٹ کر سونا موسمی تقاضے کے عین مطابق ہے۔

(د) سن سکندری کا پہلا مہینہ قمری اول حیولین عیسوی تقویم کے اکتوبر کے بالمقابل ہوا کرتا تھا (۹) اس لئے سکندری سال کا آخری مہینہ ایول عیسوی سال کے ستمبر کے مقابل آتا ہے۔ اکتوبر کے مہینے

سے پہلے کے مہینوں میں عیسوی سال میں تین سو گیارہ اور اکتوبر سے بعد تک کے مہینوں میں عیسوی سال میں تین سو بارہ جمع کرنے سے سکندری سال برآمد ہوتا ہے (۱۰) پس ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء بمطابق ۱۸ ربیع الاول ۱ قمری ہجری کو رومی تاریخ ۲۰ اپریل ۹۳۳ سکندری تھی۔ محمد موسیٰ خوارزمی نے بھی ہجرت کے ماہ ربیع الاول قہری سمجھتے ہوئے ہجرت کا رومی مہینہ اپریل لکھ دیا (۱۱) اس کا غلط ہونا واضح ہو چکا ہے۔

۲۔ سریہ حمزہؓ بن عبدالمطلب:

تقابل تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ

عیسوی جولیئن دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قرآن	وقت قرآن
۱۰ مئی ۶۲۳ء	کیم رمضان ۱ھ	کیم ذی قعدہ ۱ھ	۵ مئی ۶۲۳ء	۱۰:۵۵

ذمہ ترتیب کے اعتبار سے یہ سریہ رمضان ۱ ہجری قمریہ شمسی کا ہے جس کے بالمقابل قمری تقویم کا مہینہ ذی قعدہ ۱ ہجری قمری ہے۔ عیسوی مہینہ مئی ۶۲۳ عیسوی ہے

۳۔ سریہ عبیدہؓ بن حارث:

تقابل تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ

عیسوی جولیئن دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قرآن	وقت قرآن
۶ جون ۶۲۳ء	سوار کیم شوال ۱ھ	کیم ذی الحجہ ۱ھ	۳ جون ۶۲۳ء	۰۲:۰۳

ذمہ ترتیب کے اعتبار سے یہ سریہ شوال ۱ ہجری قمریہ شمسی کا ہے جس کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ ذی الحجہ ۱ ہجری قمری ہے۔ عیسوی مہینہ جون ۶۲۳ عیسوی جولیئن ہے۔

۴۔ سریہ سعدؓ بن ابی وقاص:

تقابل تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ

عیسوی جولیئن دن	قمریہ شمسی ہجری	قمری ہجری	تاریخ قرآن	وقت قرآن
۱۵ جولائی ۶۲۳ء	منگل کیم ذی قعدہ ۱ھ	کیم محرم ۲ھ	۳ جولائی ۶۲۳ء	۱۶:۲۰

ذمہ ترتیب کے اعتبار سے یہ سریہ ذی قعدہ ۱ھ کا ہے خالص قمری تقویم میں یہ قمری سال ۲

ہجری کا محرم کا مہینہ ہے۔ عیسوی مہینہ جولائی ۶۲۳ عیسوی جیولین ہے۔

توفیقی جدول سال ہجری قمریہ شمسی = ۱-۲ ہجری قمری = ۶۲۲-۶۲۳ عیسوی جیولین
نمبر شمار اہم واقعات قمریہ شمسی ہجری دن قمری ہجری عیسوی جیولین

۱	ہجرت مدینہ، مکہ سے رواگی	۲/ربیع الاول ۱ھ	شب جمعہ	۲/جمادی الاولیٰ ۱ھ	۱۲/۱۱ نومبر ۶۲۲ء
۲	غار ثور میں قیام	۳/ربیع الاول	جمعہ اتوار	۳/جمادی الاولیٰ	۱۳/۱۲ نومبر
۳	غار ثور سے مدینہ کی چانب رواگی	۵/ربیع الاول	سوار	۵/جمادی الاولیٰ	۱۵/نومبر
۴	ورود ثبّا	۱۲/ربیع الاول	سوار	۱۲/جمادی الاولیٰ	۲۲/نومبر
۵	مکہ بنی سالم میں پہلا جمعہ	۱۶/ربیع الاول	جمعہ	۱۶/جمادی الاولیٰ	۲۶/نومبر
۶	سریہ حمزہ بن عبدالمطلب	رمضان	-	ذی قعدہ	مئی ۶۲۳ء
۷	سریہ عبید بن جراح	شوال	-	ذی الحجہ	جون
۸	سریہ سعد بن ابی وقاص	ذی قعدہ	-	محرم ۲ ہجری	جولائی

مذکورہ بالا توفیقی جدول میں اور اسی طرح اگلے سالوں کی توفیقی جدول میں ہم نے ہر اس
(مکمل یا جزوی) توفیق کے اوپر خط کھینچ دیا ہے جو کتب سیرت میں مذکور ہے۔ جو قمری یا قمریہ شمسی توفیق
کتب سیرت میں مذکور نہیں بلکہ اس کی تخریج خود ہم نے حسابی قواعد سے کی ہے اسے ویسے ہی چھوڑ دیا ہے
اس پر خط نہیں کھینچا گیا۔

سال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲-۳ ہجری قمری

۱۔ غزوة ذی العُشیرہ:

اسے ذی العسیرہ اور ذی العشیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ اس غزوة کے لئے کم
صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق کم جمادی الاولیٰ ۲ ہجری قمری کو روانہ ہوئے۔ عیسوی تاریخ ۳۱ اکتوبر ۶۲۳

عیسوی جیولین بروز سوموار تھی۔ توثیقی مباحث میں ہم ثابت کریں گے کہ غزوات میں سب سے پہلا غزوہ یہی ہے۔ سیرت نگاروں نے دو توثیقی التباس کی وجہ سے اسے ناحق مؤخر کر دیا۔ اس غزوے کا مقصد بنو مدلج اور ان کے حلفاء بنو صمرہ سے امن کا معاہدہ کرنا تھا۔ قریش کے ایک تجارتی قافلے کو روکنا بھی مقصود تھا جو شام کی طرف جا رہا تھا تاہم لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ڈیڑھ یا دو سو مہاجرین کے ہمراہ پہلے عشرہ پہنچے جو شیع کے قریب ہے۔ آپ نے یہاں بنو مدلج اور ان کے حلفاء بنو صمرہ سے معاہدہ کیا۔ آپ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔

۲۔ غزوة ابواء یا غزوة وڈان:

یہ دونوں ایک ہی غزوے کے نام ہیں۔ غزوہ ذی العشرہ کے ضمن میں مذکور ہو چکا ہے کہ آپ بنو مدلج اور بنو صمرہ سے امن کے معاہدے کے خواہش مند تھے چنانچہ عشرہ میں یہ معاہدہ ہو چکا تھا لیکن اس لحاظ سے نامکمل تھا کہ بنو صمرہ کے اصل مساکن ابواء اور وڈان کے مقامات پر تھے اس لئے صفر ۲ ہجری قمریہ شمس بمطابق جمادی الاولیٰ ۲ ہجری قمریہ میں ہی آپ ساٹھ مہاجرین کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہ کو مدینے میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ اس غزوے میں شام سے مکہ واپس آنے والے قریش کے تجارتی قافلے کا تعاقب بھی مقصود تھا لیکن یہ قافلہ نکل چکا تھا اس لئے جنگ نہ ہوئی البتہ بنو صمرہ سے آپ کا معاہدہ امن مکمل ہوا۔ بنو صمرہ کا سردار بجدی بن عمرو اور بقول بعض عقی بن عمرو تھا۔ چونکہ ان دونوں غزوات کا اصل مقصد مدلج اور صمرہ کے قبائل سے امن کا معاہدہ کرنا تھا اس لئے غزوہ ابواء دراصل غزوہ ذی العشرہ ہی کا حصہ ہے اس غزوے سے آپ کی مراجعت کیم ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمس بمطابق کیم جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ بمطابق ۳۰ نومبر ۶۲۳ عیسوی جیولین کو بروز بدھ ہوئی۔ ابواء اور وڈان دو الگ الگ بستیوں کے نام ہیں۔ ابواء، جھ سے ۲۳ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کا صدر مقام أضرع ہے۔ مدینے سے اس کا فاصلہ آٹھ رُردکا ہے۔ رُرد کا لفظ ’رُردی‘ کی جمع ہے۔ ایک برید چار فرسخ کا اور ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور میل چار ہزار ہاتھ کا ہوتا ہے۔ ان دونوں غزوات میں علمبردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔

۳۔ غزوة بدر اولیٰ:

اسے غزوہٴ عثمان، غزوہٴ بتعاقب کرز بن جابر فہری بھی کہتے ہیں۔ کرز بن جابر فہری شرمکین مکہ کے رؤسا میں سے تھا۔ اس نے مدینہ منورہ کی ایک چراگاہ پر حملہ کر کے رسول اکرم ﷺ کے موبیثی لوٹ لئے تھے۔ آپ نے مدینہ میں حضرت زید بن حارثہ کو نائب مقرر فرمایا اور خود کرز بن جابر کے تعاقب میں نکلے۔ علمبردار حضرت علیؓ تھے۔ آپ بدر کے نواح میں وادی عثمان تک پہنچ گئے لیکن کرز بن جابر چاچکا تھا۔ یہ کرز بن جابر بعد میں مسلمان ہو گئے اور فتح مکہ میں تمہارا راہِ چلنے شہید ہوئے تھے آپ اس غزوہ کے لئے مدینہ منورہ سے ۱۲ ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۲ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ بمطابق ۱۱ دسمبر ۶۲۳ عیسوی جوبیلین کو بروز اتوار روانہ ہوئے تھے۔

۴۔ غزوہٴ بواط:

ربیع الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق رجب ۲ ہجری قمریہ بمطابق دسمبر ۶۲۳ء/ جنوری ۶۲۳ عیسوی جوبیلین میں رسول اکرم ﷺ دو سو مہاجرین کے ہمراہ قریش کے ایک تجارتی قافلے کے لئے نکلے تھے اس قافلے میں قریش کے سو آدمی اور ۲۵۰ اونٹ تھے۔ ان میں اُمیہ بن خلف بھی تھا۔ لیکن جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ بواط ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ سے شام جانے والے راستے میں صحیحہ کے قریب مدینہ سے ۲۸ میل کے فاصلے پر صحیحہ سلسلے کا ایک دو شاخہ پہاڑی ایک شاخ کا نام ہے یہ شیبج کے قریب ہے اور شیبج مدینہ سے سمندر کی جانب جاتے ہوئے رضوی سے دائیں جانب ایک رات کی مسافت پر واقع ہے۔ مدینہ میں آپ نے حضرت سائب بن عثمان بن مظعمون رضی اللہ عنہما کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

۵۔ سریہ عبداللہ بن جحش:

اسے سریہ حملہ بھی کہا جاتا ہے اواخر جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اواخر رمضان ۲ ہجری قمریہ بمطابق مارچ ۶۲۳ عیسوی جوبیلین میں رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن جحش بن رباب الاسدی کی سربراہی میں یہ سریہ روانہ فرمایا تھا۔ اس میں بارہ یا اٹھارہ آدمی تھے، عبداللہ بن جحش کو آپ نے ایک خط دیا تھا کہ دو دن سفر کرنے کے بعد اسے کھولا جائے اور اس میں دی گئی ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے۔ دو دن کے بعد یہ خط کھولا گیا تو اس میں لکھا تھا کہ چلنے جاؤ یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے درمیان مغلہ تک پہنچ جاؤ اور قریش کے حالات کا پتہ لگاؤ۔ لیکن مغلہ، مکہ اور طائف کے درمیان مکہ سے ایک دن کی

مسافت پر واقع ہے یہ وہی جگہ ہے جہاں طائف سے واپسی پر جنات نے آپ سے قرآن سنا تھا۔ عبداللہ بن جحش کا اتفاقاً قریش کے کچھ لوگوں سے سامنا ہو گیا جو شام سے تجارت کا مال لے کر آ رہے تھے۔ حضرت عبداللہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص عمرو بن الحضرمی مارا گیا اور دو شخص عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان گرفتار ہو گئے۔ باقی لوگ بھاگ گئے مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ چونکہ رسول اکرم ﷺ کی طرف سے حضرت عبداللہ بن جحش کو مشرکین مکہ کی جاسوسی کا حکم دیا گیا تھا جنگ مقصود نہ تھی، اس لئے آپ اس واقعہ پر ناراض ہوئے اور مال غنیمت قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن بعد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی اس اجتہادی خطا کو معاف کر دیا گیا اور مال غنیمت بھی قبول کر لیا گیا۔

عمرو بن الحضرمی قریش مکہ کے معززین میں سے تھا اس لئے اس کے قتل پر وہ سخت برہم ہوئے۔ غزوہ بدر کے اسباب میں عمرو بن الحضرمی کا قتل بھی نہایت اہم سبب ہے بلکہ قریش مکہ کا مسلمانوں کے خلاف یہ روز افزوں اشتعال بعد کے غزوات کا بھی سبب بنا۔ اسلام میں یہ سب سے پہلا مالی غنیمت تھا اور عمرو بن الحضرمی کا مسلمانوں کے ہاتھوں یہ سب سے پہلا قتل تھا۔ اس سر یہ میں پکڑے جانے والے قیدیوں کو فد یہ لے کر چھوڑ دیا گیا تھا۔

عمرو بن الحضرمی کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کا یہ واقعہ ۳۰ ہجادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کبیسہ محرم بمطابق ۳۰ رمضان قمری بمطابق ۲۶ مارچ ۶۲۳ء صیویہ جولین بروز سوموار ہوا۔ قریش مکہ نے ہجادی الاخریٰ قمریہ شمسی کے مہینے کو ۲۹ دن کا ٹھہرا کر اسے یکم رجب ۲ ہجری قمریہ شمسی کا واقعہ قرار دیا۔ عربوں میں رجب، ذی قعدہ، ذی الحجاء و محرم کے چار مہینے اشہر حرم (حرمت والے مہینے) سمجھے جاتے تھے اس لئے مشرکین نے مسلمانوں کو خوب بدنام کیا اور رطعہ دیا کہ انہوں نے حرمت والے مہینے رجب کی حرمت کو پامال کیا ہے۔ ممکن ہے قریش مکہ کو غلط فہمی ہوئی ہو مگر اصل حقیقت یہی ہے کہ ہجادی الاخریٰ قمریہ شمسی ۳۰ دن کا ہی تھا اور مسلمانوں نے رجب کی حرمت کو پامال نہیں کیا تھا۔ چونکہ قریش مکہ کا مسلمانوں کے خلاف طعن و تشنیع کا یہ سلسلہ طول پکڑتا گیا اور وہ قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرتے رہے تو مسلمانوں نے کبیسہ کا (نسی والا) مہینہ محرم کے بعد ڈالنے کی بجائے شوال قمریہ شمسی کے بعد ڈال دیا اور رجب ۲ ہجری قمریہ شمسی کو اس طریقے سے شعبان ۲ ہجری قمریہ شمسی میں بدل دیا یہی وجہ ہے کہ سال ۲ ہجری قمریہ شمسی کے واقعات کی توفیق محرم سے ہجادی الاخریٰ تک کے مہینوں میں اس قمریہ شمسی تقویم کے مطابق ہوتی جس میں کبیسہ کا مہینہ محرم کو کمر کر کے ڈالا گیا تھا۔ بعد کے مہینوں میں واقعات کی توفیق

اس قمریہ شمسی تقویم کے مطابق ہوتی جس میں کیسے کا مہینہ محرم کی بجائے شوال کو مکرر کر کے ڈالا گیا۔ آئندہ صفحات میں توفیقی مباحث کے عنوان کے تحت اسے انشا اللہ بخوبی واضح کیا جائے گا۔

۶۔ تحویل قبلہ:

اس کی تاریخ ۱۵ شعبان ۲ ہجری قمریہ شمسی (بمساب کیسے شوال) بمطابق ۱۵ شوال ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۰ اپریل ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز منگل ہے۔ اس سے پہلے سترہ ماہ تک مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے پابند رہے۔ اسی لئے اسے قبلہ اول کہا جاتا ہے رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کی دلی خواہش یہ تھی کہ خانہ کعبہ قبلہ مقرر ہو کہ وہ مقدس ترین اور افضل ترین مقام ہے۔ رسول اکرم ﷺ تحویل قبلہ کے لئے وحی کے منتظر رہتے تھے، بالآخر آپ کی یہ خواہش پوری ہوئی۔

۷۔ غزوہ یثرب:

اکثر سیرت نگاروں نے سریہ عبداللہ بن جحش اور غزوہ بدر اکبری کے درمیانی عرصے میں کسی اور غزوے کا ذکر نہیں کیا ہے لیکن ابن حبیب بغدادی نے کھبر میں غزوہ یثرب کا ذکر کیا ہے چونکہ سریہ عبداللہ بن جحش کے ایام میں ابوسفیان کے تجارتی قافلہ روانہ ہو چکا تھا اس لئے رسول اکرم ﷺ نے اس کے تعاقب کا اس وقت بھی ارادہ فرمایا جب یہ شام روانہ ہو رہا تھا لیکن یہ قافلہ یثرب نکلا۔ آپ ﷺ کا دوسرا مقصد یہ تھا کہ پڑوس کے قبائل بنوعفار اور بنوعاسلم سے امن کا معاہدہ کیا جائے۔ یثرب چونکہ عسیرہ سے قریب واقع ہے اس لئے ابن حبیب کے سوا دیگر سیرت نگاروں مثلاً ابن سعد نے غزوہ یثرب کو غزوہ ذی العسیرہ کے ساتھ گنڈ کر دیا ہے اور لکھا ہے کہ غزوہ ذی العسیرہ بعد میں غزوہ بدر کا سبب بنا حالانکہ سطور بالا میں لکھا جا چکا ہے کہ غزوہ ذی العسیرہ سب سے پہلا غزوہ ہے جو صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق جمادی الاولیٰ ۲ ہجری قمری میں ہوا تھا۔ بالفرض جمادی الاولیٰ کو قمریہ شمسی بھی قرار دیا جائے تو بھی اسے غزوہ بدر کا فوری سبب قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ اوخر جمادی الاخریٰ قمریہ شمسی میں وقوع پزیر سریہ عبداللہ بن جحش، غزوہ بدر کا اصل سبب ہے جو قریش کے فوری اشتعال کا نتیجہ تھا اور ان کے اس اشتعال میں مزید شدت اس لئے پیدا ہوئی کہ ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کا اس غزوہ یثرب اور بعد میں غزوہ بدر کے ایام میں تعاقب کیا گیا تھا۔ یہ غزوہ شعبان ۲ ہجری قمریہ شمسی بمساب کیسے شوال بمطابق شوال ۲ ہجری قمری بمطابق مارچ/اپریل ۶۲۳

عیسوی جیولین کا واقعہ ہے۔

۸۔ بنو غنار اور بنو اسلم سے معاہدات:

اس کی توفیق حسب سابق ہے۔ مزید وضاحت توفیقی مباحث میں ہوگی۔

۹۔ غزوہ بدر الکبریٰ:

یہ نہایت ہی اہم اور مشہور ترین غزوہ ہے۔ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں یہ کفر و اسلام کی پہلی باخراطین جگہ ہے۔ جس سے اسلام کے روز افزوں نچلے اور کفر کے لگانا رزوال اور انحطاط کا آغاز ہوا۔ اس غزوے سے پہلے کے واقعات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ صحتی الامکان قریش مکہ اور دیگر قبائل عرب سے جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتے تھے چنانچہ ساتھ غزوات میں مشرکین مکہ کے جن تجارتی قافلوں کا تعاقب کیا گیا تو کہیں بھی جنگ کی نوبت نہیں آئی۔ سر یہ عبداللہ بن جحش میں لڑائی کی ابتدا مسلمانوں سے ہوئی تو آپ نے اس سر یہ کے سردار عبداللہ بن جحش سے مارا ننگی کا اظہار فرمایا تھا۔ آپ کا اپنے دشمنوں کے خلاف رویہ ہجرت کے بعد ابتدائی سالوں میں محض دفاعی نوعیت کا تھا، اقدامی نہ تھا۔ اقدامی جہاد کا آغاز غزوہ احزاب کے بعد ہوا۔

غزوہ فحج مکہ، غزوہ حنین و طائف، غزوہ خیبر، غزوہ تبوک سب اقدامی نوعیت کے غزوات ہیں۔ شروع میں آپ نے اس وقت کے معروضی حالات کے پیش نظر مدافعتی جنگیں لڑیں ورنہ ہر مرتبہ تجارتی قافلے آپ کی زد سے بچ نکلنے میں کامیاب نہ ہوا کرتے، آپ یقیناً بہتر سے بہتر منصوبہ بندی فرما سکتے تھے۔ آپ کا اصل مقصد قریش مکہ کو ان کے چارہا نہ عزائم سے روکنے کے لئے مسلسل نفسیاتی خوف اور دباؤ میں مبتلا رکھنا تھا کہ اگر وہ باز نہ آئے تو ان کے تجارتی مفادات بری طرح بمرحوم ہو سکتے ہیں جن پر ان کی معیشت کا دارومدار تھا۔ قریش مکہ کے چارہا نہ عزائم خفی نہیں تھے انہوں نے مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کوخط لکھ کر مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارا۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو رسول اکرم ﷺ نے سمجھایا کہ اگر تم نے مسلمانوں سے جنگ کی تو یہ تمہاری ہی قوم کے اپنے ہی ہم نسب بھائیوں کے خلاف جنگ ہوگی جبکہ قریش سے ان کی لڑائی ہوتی تو یہ انہوں سے نہیں بلکہ اخیار سے ہوگی اس پر وہ تمام مجمع منتشر ہو گیا جو عبداللہ بن ابی کی معیت میں مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر آمادہ ہو رہا

تھا یہ اوس اور خزرج کے وہ لوگ تھے جنہوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ قریش مکہ نے مدینہ کے پڑوس میں آباد یہودیوں سے بھی خفیہ سازباز شروع کر رکھی تھی۔ ان حالات میں یہی مناسب تھا کہ قریش کے تجارتی قافلوں کو جو مکہ سے شام اور وہاں سے واپس مکہ آیا کرتے تھے، خوف زدہ رکھا جائے۔ سریہ عبداللہ بن جحش میں قریش کے معزز رئیس عمرو بن العھر می کا قتل قریش کی مسلمانوں کے خلاف مزید عداوت اور فوری اشتعال کا سبب بنا۔ انہی دنوں ان کا ایک تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سرکردگی میں شام روانہ ہوا جس میں قریش کے ہر چھوٹے بڑے فرد نے سرمایہ لگا رکھا تھا۔ اس سرمایہ کاری میں عورتیں بھی پیچھے نہ رہی تھیں اگر کسی کے پاس ایک دینار بھی تھا تو اسے تجارت میں لگا دیا گیا تا کہ تجارت میں ہونے والے خطر نفع کو مسلمانوں کے خلاف جنگی مصارف میں استعمال کیا جاسکے۔ قریش مکہ نے اس تجارت میں کوئی پچاس ہزار دینار کا سرمایہ لگایا تھا دینار سونے کا سکہ تھا جو ساڑھے چار ماشے وزن کا تھا۔ وزن کے اعشاری نظام کے جدید پیمانے کے مطابق کل سرمایہ تقریباً دو سو انیس کلوگرام سونے کے برابر بنتا ہے اور آج کل کے سونے کے نرخ کے مطابق اس کی قیمت تقریباً سو اچھترہ کروڑ روپے بنتی ہے۔ اس کے تجارتی منافع کو مسلمانوں کے خلاف جنگوں میں استعمال ہونا تھا، لہذا انسدادی تدابیر اور دفاعی مقاصد کی خاطر مسلمانوں کو پورا حق حاصل تھا کہ وہ اس تجارتی قافلے پر حملہ کر کے اس کے اموال کو چھین لیں۔ اس قافلے میں قریش کے تیس یا چالیس ایسے مرد تھے جو قریش کے سرداروں میں سے تھے ان میں عمرو بن العاص اور خزیمہ بن نوفل خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس قافلے کے مقابلے کے لئے لوگوں کو ترغیب دی بعض حضرات نے چستی اور ہمت کا اظہار کیا اور بعض نے زیادہ توجہ اس لئے نہ دی کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ اتنا بڑا نہیں کہ سب کا جنگ کے لئے نکلنا ضروری ہو۔ خود رسول اکرم ﷺ نے بھی اسی خیال کے پیش نظر تفسیر عام یعنی عام گوج کا حکم صادر نہیں فرمایا تھا محض ترغیب دی تھی کہ جن کے پاس سواری کے جانور ہوں وہ ہمارے ساتھ چلیں۔ اس طرح بہت سے لوگ ساتھ جانے سے رک گئے اور جن کی سواریاں دیہات میں تھیں انہوں نے اجازت طلب کی کہ ہم اپنی سواریاں لے آئیں تو ساتھ چلیں، مگر وقت اسنے انتظار کا نہ تھا اس لئے وہی لوگ ساتھ چل سکے جن کے پاس گھر میں سواری کے جانور موجود تھے اور بہت سے بغیر سواری کے ہی ساتھ چل دیئے، کیونکہ یہ کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ ابوسفیان کا قافلہ توجہ نکلے گا اور قریش کی باقاعدہ منظم اور مسلح فوج سے اچانک جنگ کی نوبت آجائے گی۔

رسول اکرم ﷺ ۱۲/رمضان المبارک ۲ ہجری قمریہ شمس بروز اتوار (بھساب کپڑے شوال)

بمطابق ۱۲ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۶ مئی ۶۲۳ عیسوی جو لین مدینہ سے روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ تین سو سے زائد صحابہ کرام تھے۔ ابن کثیر نے الفہول فی سیرۃ الرسول میں تاریخ روایتاً ۸ رمضان بیان کی ہے (۱۲)۔ مدینہ میں آپ نے نماز کے لئے اپنے نا بیجا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو اپنانا جب مقرر فرمایا لیکن بعد میں جب آپ روجاء کے مقام پر پہنچے تو آپ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمندک کو مدینہ کا حاکم مقرر فرمایا اور انہیں مدینہ واپس جانے کا حکم دیا کیونکہ مدینہ میں اپنی عدم موجودگی میں آپ کو منافقین اور ریبودیوں کی طرف سے اطمینان نہ تھا۔ مدینہ کی بالائی آبادی (عالیہ) پر آپ نے حضرت عاصم بن عدی کو اپنانا جب مقرر فرمایا تھا۔

اس سے پہلے جب آپ مدینہ سے کوئی ایک میل چل آئے تھے، آپ نے فوج کا جائزہ لیا۔ فوج میں جو کم عمر تھے انہیں واپس کر دیا گیا۔ عمیر بن ابی وقاص بھی کم سن بچے تھے انہیں واپس جانے کو کہا گیا تو وہ رونے لگے تو رسول اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ ان کے بڑے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص نے ان کے گلے میں تلوار سجائی۔

مدینہ سے دو دن کی مسافت پر واقع بئر سقیاء کے مقام پر پہنچے تو رسول اکرم ﷺ نے اس کنوئیں کا شیریں پانی پیا اور صحابہ کرام کو بھی اس کے پینے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے سقیاء کے گھروں کے قریب نماز ادا کی۔ آپ نے حضرت قیس بن حصصہ کو فوج کی مردم شماری کا حکم دیا تو یہ اطلاع سنے پر آپ خوش ہوئے کہ تین سو تیرہ حضرات ہیں آپ نے اسے نیک فال قرار دیا کہ صحابہ طالوت کی بھی یہی تعداد تھی جو چالوت پر غالب آئے تھے۔ صحابہ کرام کے پاس صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے۔ ایک گھوڑا حضرت زبیر بن العوام اور دوسرا حضرت مقداد بن اسود الکندی کا تھا۔ اونٹوں پر دو دو اور تین تین آدمی باری باری سوار ہوتے تھے۔ جب آپ کے پیڈل چلنے کی باری آتی تو یہ حضرات اس خواہش کا اظہار کرتے کہ آپ سوار رہیں، ہم آپ کے بدلے پیڈل چلیں گے آپ یہ جواب دیتے کہ تم مجھ زیادہ قوی نہیں ہو اور نہ ہی میں پیڈل چلنے کے ثواب سے مستغنی ہوں کہ پیڈل چلنے کی اپنی باری تمہیں دے دوں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک ہی اونٹ پر باری باری سوار ہونے والے اور پیڈل چلنے والے رسول اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ، افسہ اور ابو کبیر رضی اللہ عنہم تھے۔ حضرت ابو بکر کے ساتھ ایک اونٹ پر اسی طرح باری باری سوار ہونے والے اور پیڈل چلنے والے حضرت عمر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما تھے۔ یہی حال باقی حضرات کا تھا۔

اسلامی فوج کا بڑا جھنڈا حضرت مصعبؓ بن عمیر کو دیا گیا تھا۔ ایک چھوٹا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس تھا اور انصار کا جھنڈا حضرت سعدؓ بن معاذ کو دیا گیا تھا۔ ساقہ (فوج کے پچھلے حصے) کی کمان حضرت قیس بن ابی صعصعہ کو سونپی گئی تھی جب آپ صغراء کے مقام پر پہنچے تو آپ نے سہس بن عمرو الجبلی اور عدی بن ابی الزغباء الجبلی کو ابوسفیان کے قافلے کے حالات معلوم کرنے کے لئے آگے بھیج دیا۔ ادھر ابوسفیان کو اطلاع ہو چکی تھی کہ رسول اکرم ﷺ اس کے تعاقب اور مقابلے کے لئے نکلے ہیں تو اس نے مصعب بن عمرو وغفاری کو نہیں مشتاق سونے کے عوض مکہ میں بھیجا کہ وہ تیز رفتار اونٹنی پر سوار ہو کر جلد از جلد اہل مکہ کو مطلع کر دے کہ ان کے تجارتی قافلے کو سخت خطرہ لاحق ہے۔ مصعب بن عمرو نے عرب دستور کے مطابق اس خطرے کا اعلان کرنے کے لئے اپنی اونٹنی کے ناک کان کاٹ دیئے اور اپنے کپڑے آگے پیچھے سے پھاڑ ڈالے اور کباہے کو اونٹنی کی پشت پر الٹا کر کے رکھا۔ اس زمانے میں یہ علامات سخت خطرے کی سمجھی جاتی تھیں جب وہ اس حال میں مکہ میں داخل ہوا تو پورے مکہ میں ایک طوفان برپا ہو گیا، اور قریش مکہ تجارتی قافلے کو بچانے اور مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے پورے جوش و خروش، غیظ و غضب، اور فخر و ریا کے عالم میں باہر نکلے۔ ابو جہل سردار مکہ نے سب کو مقابلے کے لئے نکلنے کا جوش دلایا۔ اس لئے جو لوگ کسی وجہ سے خود جنگ میں شامل نہیں ہو سکتے تھے انہوں نے اپنی جگہ دوسرے لوگوں کو بھیج دیا۔ ابو لہب نے بھی اپنی جگہ ایک ایسے شخص کو قائم مقام بنایا جو اس کا مقروض تھا۔ جو لوگ مثلاً بنو ہاشم جنگ میں شریک نہیں ہونا چاہتے تھے، انہیں بطور خاص مجبور کیا گیا جو ذرا چنگچاتا اسے بزوں کا ٹھنڈا دیا جاتا۔ جنگ کے لئے نکلنے والے ان مشرکین مکہ کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی تمواروں، زرہوں وغیرہ سامان جنگ کی کوئی کمی نہ تھی ہر شخص لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ان کے لشکر میں حارث بن عامر، نضر بن حارث، ابو جہل، امیہ بن خلف، عباس بن عبدالمطلب وغیرہ روزانہ نو یا دس اونٹ ذبح کرتے اور لوگوں کو کھلاتے تھے۔ جب بن ربیعہ فوج کا سپہ سالار تھا۔ ترانے گانے والی لوندیاں بھی باجوں اور ڈبلوں وغیرہ آلات ابولہب سمیت لشکر کے ہمراہ تھیں۔ یہ لوگ بڑی آن بان اور ٹھاٹھ باٹھ سے روانہ ہوئے۔ اور چند ہی دنوں میں بدر کے نواح میں پہنچ گئے۔ بدر ایک کنویں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے کوئی اسی میل کے فاصلے پر ہے اور اسی کے نام سے ایک گاؤں کی آبادی بھی ہے۔

قریش مکہ کے بدر کے نواح میں پہنچنے سے پہلے ہی ابوسفیان کی طرف سے انہیں اطلاع مل چکی تھی کہ اس کا تجارتی قافلہ مسلمانوں سے بچ نکلا ہے لہذا جنگ کی فی الحال کوئی ضرورت نہیں لیکن ابو جہل

نے والہی سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا واللہ! ہم بدر کے چشموں تک پہنچے بغیر واپس نہیں ہوں گے ہم وہاں تین دن ٹھہریں گے، بادہ نوشی کریں گے، گانے والیاں گانے لگیں گی، یوں عرب کے لوگ ہم سے ہمیشہ کیلئے مرعوب رہیں گے۔ بنو مدی کے لوگ تو پہلے ہی اس لشکر میں شامل نہ ہوئے تھے اب بنو زہرہ بھی یہ کہہ کر واپس ہو گئے کہ جب ابوسفیان کا قافلہ بحفاظت مکہ پہنچ گیا ہے تو اب لڑائی کا کوئی جواز باقی نہیں رہا۔ بنو زہرہ میں صرف دو افراد جنگ میں شامل ہوئے اور دونوں ہی مشغول ہوئے یہ مشہور محدث محمد بن مسلم المعروف بابن شہاب زہری کے والد مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری کے دو چچا تھے۔

ابوسفیان کے بیٹے نکلنے کی صورت یہ ہوئی تھی کہ رسول اکرم ﷺ کے دونوں چاسوں ہمس بن عمرو اور عدی بن ابی الرخاء بدر کے علاقے میں پہنچے تو انہوں نے دو عورتوں کو آپس میں باتیں کرتے سنا۔ وہاں مجدی بن عمرو الجبلی بھی موجود تھا۔ ایک عورت دوسری سے پوچھ رہی تھی کہ تو میرا قرض کب واپس کرے گی؟ دوسری نے جواب دیا کہ کل یا پرسوں تک ابوسفیان کا تجارتی قافلہ یہاں سے گزرنے والا ہے میں قافلے کے لئے محنت اور مزدوری کروں گی تو جو رقم مجھے حاصل ہوگی اس سے تمہارا قرض بے باقی کر دوں گی۔ اس پر مجدی بن عمرو نے بھی ابوسفیان کے تجارتی قافلے کی متوقع آمد کی تصدیق کی۔ رسول اللہ ﷺ کے یہ قاصد واپس چلے آئے اور آپ کو ان حالات سے باخبر کیا۔ ان کے بعد ابوسفیان بھی بدر کے علاقے میں اسی مقام پر پہنچا اس نے مجدی بن عمرو سے پوچھا کہ کیا تم نے محمد ﷺ کے کسی ساتھی کو یہاں دیکھا ہے؟ مجدی نے جواب دیا کہ میں انہیں نہیں جانتا البتہ میں نے دو سواروں کو اس ٹیلے کے قریب ٹھہرے دیکھا تھا ابوسفیان اس مقام تک پہنچا اور وہاں پڑی اونٹوں کی بیٹھکیوں کو توڑ کر دیکھا تو بول پڑا واللہ! ان بیٹھکیوں سے جو گھٹلیاں نکلی ہیں یہ تو ثرب (مدینہ) کی کھجوروں کی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مکہ جانے کا اپنا راستہ فوراً بدلا اور راسل سمندر کے ساتھ ساتھ اپنے قافلے کو لے گیا اور مسلمانوں سے صاف بیچ کر نکل گیا۔

مکہ سے قریش کے لشکر کے روانہ ہونے کی اطلاع رسول اکرم ﷺ کو ہو چکی تھی۔ آپ نے اپنے ساتھ آنے والے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا کہ قریش کے اس لشکر سے جنگ کرنا ہے یا نہیں؟ حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور بعض دیگر اصحاب نے عرض کیا کہ ہم میں ان کے مقابلے کی طاقت نہیں اور نہ ہی ہم اس قصد سے مدینے سے نکلے تھے ہمارا مقصد تو صرف ابوسفیان کے قافلے کو روکنا تھا۔ ان حضرات کا یہ مشورہ ظاہری حالات کے مطابق تھا مسلمان کسی بڑی جنگ کے لئے تیار ہو کر نہیں نکلے

تھے موجودہ یمنین صورت تو اچانک پیدا ہو گئی تھی مسلمانوں کے پاس کل دو گھوڑے، ستر اونٹ اور چند تلواریں تھیں۔ اس بے سرو سامانی کی حالت میں قریش مکہ کے پوری طرح مسلح اور مستعد لشکر کا مقابلہ بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا یہ لشکر تعداد میں بھی اسلامی لشکر کے تین گنا سے بھی کچھ زائد تھا۔ اس کے باوجود یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ قریش کے اس بڑے لشکر کا ہی سامنا کرنا پڑے گا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور قبیل حکم کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا پھر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے قبیل حکم اور وفاداری کا یقین دلایا۔ پھر حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ”جو کچھ آپ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ملا ہے اس کو آپ جاری فرمائیں ہم سب پوری طرح آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ کو وہ جواب نہیں دیں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا: اذهب انت وربک فقسا تلالا انا لھینا قساعدون۔“ یعنی جائیے آپ اور آپ کا رب دونوں ہی لڑائی لاتے رہیں ہم تو نہیں بیٹھے رہیں گے۔“ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں ملک حبشہ کے مقام برک انعام تک بھی لے جائیں گے تو ہم جنگ کے لئے آپ کے ساتھ چلیں گے۔ رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے اس دینی جذبے اور حمایت پر نہایت خوش ہوئے اور دعائیں دیں لیکن آپ کو انصاری کی رائے کا انتظار تھا کیونکہ انصاری نے آپ سے نصرت اور امداد کا جو معاہدہ کیا تھا وہ اندرون مدینہ دشمن سے لڑنے کا تھا مدینہ سے باہر امداد کرنے کے وہ معاہدے کی رو سے پابند نہ تھے اس لئے آپ نے پھر چند مرتبہ لوگوں سے یہ کہا مجھے مشورہ دو کہ ہم یہ جہاد کریں یا نہ کریں۔ انصاری نے لڑنے کو حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ انصاری کی طرف سے کھڑے ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ! ہم آپ پر ایمان لائے اور ہم نے شہادت دی کہ جو کچھ آپ لائے ہیں سب حق ہے اور ہم نے آپ سے اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کر رکھا ہے ہم ہر حال میں آپ کی اطاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا جو حکم بھی آپ کو ملا ہوا ہے ہم پر جاری فرمائیے۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو دین حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اگر ہمیں سمندر میں لے جائیں تو بھی ہم آپ کے حکم کے قیام کریں گے ہم میں سے کوئی شخص بھی پیچھے نہ رہے گا۔ آپ ہمیں دشمن سے کل ہی لڑنے کا حکم دیں تو ہمیں ناگوار نہ ہوگا ہم جنگ میں ثابت قدم رہنے والے اور دشمن سے لڑتے وقت اپنے قول میں کچے اور سچے رہنے والے لوگ ہیں شاید اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعہ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے آپ اللہ کی برکت سے جہاں چاہیں ہمیں لے چلیں۔“ رسول اللہ ﷺ اپنے ان جاں نثار اصحاب کی وفاداری، استقامت اور عزیمت سے نہایت سرور ہوئے اور حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر چلو اور بتا رت بھی سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے

مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ ان دو جماعتوں میں سے ایک پر ہمارا غلبہ ہوگا۔ (ان دو جماعتوں سے مراد ایک ابو سفیان کا تہجرتی قافلہ اور دوسرا مکہ سے آنے والا شریکین مکہ کا یہ لشکر ہے) پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں گویا اپنی آنکھوں سے شریکین کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنگ میں کہاں کہاں بچھاڑے جائیں گے۔ یعنی اللہ کا یہ وعدہ عمیر یا نفیر کا تھا۔ ”عمیر“ قافلے کو کہتے ہیں اس سے ابو سفیان کا قافلہ مراد ہے اور ”نفیر“ فوج کے عام کوچ کو کہتے ہیں یہاں اس سے شریکین مکہ کا بڑا لشکر مراد ہے۔

پھر رسول اکرم ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چل پڑے اور بدر کے قریب جا آئے۔ وہاں آپ اپنے ایک صحابی کے ہمراہ سوار ہو کر نکلے تاکہ قریش کی کوئی خبر معلوم ہو پھر آپ واپس تشریف لائے اور حضرت علیؓ، سعد بن ابی وقاص اور زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ قریش کا پتہ لگائیں یہ حضرات قریش کے دو غلاموں کو پکڑ لائے۔ رسول اکرم ﷺ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ صحابہ کرام نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم قریش کے ستے ہیں، آنحضرت ﷺ کے اصحاب ان کے اس جواب کو ناپسند کرتے تھے ان کی خواہش تھی کہ یہ ابو سفیان کے قافلے کے ہوں کیونکہ ابو سفیان کے قافلے پر حملہ کرنا اور اسے قابو میں کر لینا آسان تھا اور قریش کے بڑے لشکر سے مقابلہ بہت مشکل اور صبر آزما دکھائی دے رہا تھا۔ تو یہ حضرات ان دونوں غلاموں کو مارنے لگے۔ مار کھانے پر وہ یہ کہہ دیتے کہ ہم تو ابو سفیان کے آدمی ہیں جب انہیں چھوڑ دیا جاتا تو وہ پھر یہی کہنے لگتے کہ ہم تو قریش کے لشکر کے ساتھ ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے نماز پوری کی تو فرمایا اس اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جب یہ دونوں سچ کہتے ہیں تو تم انہیں مارنے لگتے ہو اور جب وہ جھوٹ بولتے ہیں تو تم انہیں چھوڑ دیتے ہو۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا مجھے بتاؤ کہ قریش کہاں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس نشیبی علاقے کے پیچھے وہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں۔ آپ نے دریا فت فرمایا کہ ان کی تعداد کتنی ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں صحیح تعداد معلوم نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کتنے جانور روزانہ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ کسی روز نو اور کسی روز دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ نوسو سے لے کر ہزار کے درمیان ہیں۔

قریش چونکہ پہلے پہنچ چکے تھے اس لئے انہوں نے مناسب جگہوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس کے برعکس مسلمان نشیبی علاقے میں تھے، زمین بھی بہت رتھلی تھی، اونٹوں کے پاؤں اس میں ڈھنس جاتے تھے۔ حضرت خبابؓ بن منذر نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جس جگہ آپ آتے ہیں کیا یہ اللہ کا حکم ہے یا اپنی طرف سے فوجی تدبیر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہی نہیں ہے، اپنے طور پر ایسا کیا ہے۔ حضرت

حبابؓ نے مشورہ دیا کہ ہم آگے بڑھ کر چشمے پر قبضہ کر لیں اور ماروگر دے کنویں بے کار کر دیے جائیں۔ آپ نے یہ مشورہ قبول فرمایا اور اسی پر عمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی کہ بارش بھی ہو گئی جس سے رہتلی زمین ٹھیک ہو گئی اور دم گئی۔ جاہلی پانی کو روک کر وضو اور غسل وغیرہ کے لئے چھوٹے چھوٹے حوض بنائے گئے پانی پراگر چہ آپ نے قبضہ کر لیا تھا لیکن دشمنوں کو بھی پانی لینے کی عام اجازت تھی۔ جہاں قریش مکہ ٹھہرے وہاں کی زمین ایسی تھی کہ بارش سے کچھڑ ہو گیا اور چلنا پھرنا مشکل ہو گیا۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے لئے ایک سائبان محفوظ جگہ پر بنا دیں جہاں آپ مقیم رہیں اور آپ کی سواریاں بھی آپ کے قریب ہی رہیں۔ ہم دشمن کے خلاف جہاد کریں گے ہمیں اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو ہمارا مقصد یہی ہے اگر خدا نخواستہ کوئی دوسری صورت ہو تو آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں وہاں آپ کے جو اصحاب موجود ہیں وہ آپ سے محبت اور چاں ٹاری میں ہم سے پیچھے نہیں ہیں۔ اگر مدینے سے نکلنے وقت علم ہو جاتا کہ ہمارا مقابلہ اس بڑے لشکر سے ہوگا تو یقیناً وہ بھی ساتھ دیتے۔ رسول اکرم ﷺ ان کی اس چاں ٹار نہ پیش کش پر سرور ہوئے اور دعائیں دیں۔ آپ کے لئے ایک مختصر سائبان بنا دیا گیا جس میں آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا دروازے پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ پہرہ دیتے رہے۔

رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ بدر کے مقام پر رات کے قریب پہنچے تھے، یہ ۱۷ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمس بمطابق ۱۷ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری کی رات تھی۔ رسول اکرم ﷺ رات بھر بیدار رہ کر نماز اور دعا میں مشغول رہے۔ ان پریشان کن حالات میں صحابہ کرامؓ شکر اور پریشان تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اونگھ طاری فرمادی جس سے ان کا اضطراب جاتا رہا۔

رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مشرکین کی قتل گاہ دکھائی کہ فلاں شخص فلاں جگہ پر مشغول ہوگا حضرت عبداللہ بن مسعود کا بیان ہے کہ جیسے آپ نے فرمایا تھا اگلے روز نہینہ اسی طرح ہوا جس کو جہاں قتل ہونا تھا وہ اپنی جگہ سے ذرا بھی ادھر ادھر نہ ہوسکا۔

صبح کے وقت جب قریش کی فوج کے دستے میدان میں آگئے تو رسول اکرم ﷺ نے یوں دعا فرمائی کہ اے اللہ! یہ قریش کے لوگ فخر و غرور اور تکبر کے ساتھ آئے ہیں۔ اے اللہ! یہ تیرے بھی مخالف ہیں اور تیرے رسول کے بھی دشمن ہیں۔ ادھر قریش میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو غوزین کی اور جنگ

کو ٹالنا چاہتے تھے ان لوگوں میں حکیم بن حزام بھی شامل تھے جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ حکیم بن حزام ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ عمر میں رسول اکرم ﷺ سے پانچ برس بڑے تھے وہ گوزمانہ جاہلیت میں آپ سے محبت رکھتے تھے اور آپ کے ظہور نبوت کے بعد ان کی یہ محبت آپ سے قائم رہی لیکن فتح مکہ تک ایمان نہیں لائے۔ وہ قریش کے ایک اہم رئیس تھے۔ دارالندوہ کے بہتم بھی وہی تھے۔ یہ قریش مکہ کی فوج کے سردار عتبہ بن ربیعہ سے جا کر ملے کہ قریش کا بڑا مطالبہ سریرہ عبد اللہ بن جحش میں قتل ہونے والے عمرو بن حفصی کے قصاص کا ہے چونکہ وہ آپ کا حلیف تھا اس لئے اگر اس کا خون بہا آپ ادا کر دیں تو جنگ سے بھی بچ جائیں گے اور آپ کی نیک نامی بھی ہوگی۔ عتبہ بخوشی تیار ہو گیا لیکن ابو جہل اس تجویز پر سخت غضبناک ہوا۔ عتبہ کے فرزند حضرت ابو جہلؓ اسلام لائے تھے۔ ابو جہل نے بدگمانی کی کہ عتبہ اپنے بیٹے کی وجہ سے جنگ سے جی چھوڑ رہا ہے کیونکہ حضرت ابو جہلؓ اس معرکہ میں رسول اکرم کے ساتھ آئے تھے اور اسلامی سپاہ میں شامل تھے۔ عتبہ اور ابو جہل میں سخت کلامی بھی ہوئی۔ ابو جہل نے عمرو بن حفصی کے بھائی عامر کو بلا کر کہا کہ تمہارے مشغول بھائی کے خون بہا کا معاملہ ہاتھ سے جانا نظر آتا ہے اس نے عرب دستور کے مطابق اپنے کپڑے پھاڑے اور گرداڑا کر زور زور سے چیخنے لگا و اعمر او، و اعمر او (ہائے عمرو! ہائے عمرو!) اس واقعہ نے تمام لشکر میں انتقام کا جوش پیدا کر دیا۔

دونوں افواج میں باقاعدہ جنگ کا اب آغاز ہونے والا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اسلامی فوج کی صف آرائی کی۔ آپ کے دست مبارک میں ایک تیر تھا جس کے ذریعہ آپ صفیں سیدھی فرما رہے تھے کہ کوئی شخص مقررہ حد سے ادھر ادھر نہ پائے۔ آپ نے فرمایا کہ جب دشمن قریب آجائے تو اس پر حملہ کرو حملے میں جلدی نہ کرو۔ اس موقع پر جبکہ معمولی سے معمولی مدد بھی مسلمانوں کے لئے بہت بڑی نعمت کا وسیعہ رکھتی تھی، رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی حضرت حدیفہؓ اور حضرت ابو جہلؓ ادھر آ گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں قریش کے آدمیوں نے راستے میں پکڑ لیا تھا اور انہوں نے یہ عہد لے کر ہمیں چھوڑا کہ تم جنگ میں محمد (ﷺ) کا ساتھ نہیں دو گے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں حضرات کو جنگ میں حصہ لینے سے منع فرما دیا کہ ہم ہر حال میں عہد کی پاسداری کریں گے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کافی ہے۔ صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد آپ سائبان میں تشریف لے گئے ابو بکرؓ بھی آپ کے ساتھ تھے حضرت سعدؓ بن معاذ انصاری چند دیگر انصاری مردوں کے ساتھ سائبان کے دروازے پر بطور حفاظت کھڑے رہے تاکہ دشمن آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ آپ پر سخت خشوع و خضوع کی حالت طاری تھی آپ نہایت

عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا کر رہے تھے کہ اللہ! تو اپنی مدد کا وعدہ پورا فرما اگر آج یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ آپ کے کندھوں سے چادر بار بار نیچے سرک جاتی تھی اور حضرت ابو بکرؓ سے درست کرتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کی اس حالت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے عرض کیا یا رسول اللہ! اب بس کیجئے اللہ یقیناً آپ سے اپنی مدد کا وعدہ پورا فرمائے گا۔ آپ پر تھوڑی دیر کے لئے اونگھ طاری ہوئی پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا سیدہ زینبؓ جمع و یوں کن اللہ بصر۔ عتق رب (کفار کی) فوج کو شکست دی جائے گی اور وہ بیٹھ پھیر جائیں گے۔ ابو بکر صدیقؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ”ابو بکر! خوش ہو جاؤ یہ جبرئیل اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہیں گھوڑے کی پیٹائی اور ناگوں پر (میدان جنگ کا) غبار ہے۔“

جنگ کی ابتدا میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ مشرکین کی طرف سے نکلے اور مسلمانوں سے اپنا مبارز (مقابل) طلب کرنے لگے۔ اس دور کے دستور کے مطابق مبارزت کے لئے مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری صحابی حضرت عوف اور معوذ بن جعفر کے بیٹے تھے اور عبداللہ بن رواحہ نکلے۔ عتبہ نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے کہا ہم انصار ہیں تو عتبہ نے کہا تم اپنی جگہ پر بھلے ہو ہم اپنے عم زاذبہنی مہاجرین سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اس پر مہاجرین میں سے حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ بن الجارث رضی اللہ عنہم مقابلے کے لئے میدان میں آئے۔ ولید کا مقابلہ حضرت علیؓ سے اور عتبہ کا حضرت حمزہؓ سے ہوا تو عتبہ اور ولید دونوں مارے گئے۔ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہؓ کو زخمی کر دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا اور حضرت عبیدہؓ کو اپنے کندھے پر اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اپنے پائے مبارک سے نگیں لگا کر انہیں لٹا دیا اور خود اپنے دسب مبارک سے ان کے چہرے کا غبار صاف فرمایا۔ حضرت عبیدہؓ نے آپ سے پوچھا کہ کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں تم شہید ہو اور میں اس پر گواہ ہوں اس پر حضرت عبیدہؓ نہایت مسرور ہوئے۔ جب فوت ہوئے تو خود رسول اللہ ﷺ ان کی قبر میں اترے اور اپنے دست مبارک سے انہیں دفن فرمایا۔ علامہ ابن کثیرؒ نے روایت کے مطابق حضرت عبیدہؓ کے زخم کا خون بند نہیں ہوا تھا جس سے ان کا انتقال مقام صغراء پر ہوا تھا۔

عبیدہ بن سعید بن العاص مشرکین کے طرف سے میدان میں آیا اور پکار کر کہا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں۔ یہ اس کی کنیت تھی وہ ہر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا صرف اس کی آنکھیں نظر آتی تھی۔ حضرت زبیرؓ اس کے مقابلے کے لئے نکلے۔ تاک کر آنکھ میں برچھی ماری جس سے وہ زمین پر گرا

اور مر گیا۔ برجعی اس کی آنکھ میں اس طرح جیو مست ہو گئی تھی کہ حضرت زبیرؓ نے اس کی لاش پر پاؤں رکھ کر پوری طاقت سے کھینچی تو باہر نکلی اس کے دونوں سرے خم ہو گئے یہ برجعی ایک یادگار بن گئی۔ حضرت زبیرؓ سے یہ برجعی رسول اکرم ﷺ نے ماگ لیا پھر چاروں خلفائے راشدینؓ کے پاس رہی پھر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس آئی۔

حضرت زبیرؓ نے اس جنگ میں کئی گہرے زخم اٹھائے۔ کندھے کا زخم اتنا گہرا تھا کہ اس کے اندر انگلی چلی جاتی تھی آپ کے صاحبزادے حضرت عروہ بن زبیرؓ عقیقین میں ان زخموں سے کھیلا کرتے تھے۔ اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہوئے تو عبدالملک کے کہنے پر حضرت عروہ بن زبیرؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار کو پھینکا تھا جس میں بدر کے معرکہ میں دہانے پڑ گئے تھے۔ یہ تلوار عبدالملک نے حضرت عروہؓ کو دے دی تھی۔

گھمسان کی جنگ جاری تھی کرا نصار میں سے دو لڑکوں معاذ بن عمرو بن الجموح اور معوذ بن عفران نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف سے ابو جہل کا پوچھا کہ وہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا چوکنکوہ رسول اللہ ﷺ کا پکا دشمن ہے اس لئے ہم اسے قتل کر کے ہی رہیں گے (۱۴) انہیں جب ابو جہل کا پتہ چلا تو وہ اس پر جھپٹ پڑے اور اسے گرا دیا۔ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے بائیں کندھے پر تلوار ماری جس سے بازو کٹ گیا لیکن تسمہ باقی لگا رہا۔ حضرت معاذؓ نے عکرمہ کا پیچھا کیا لیکن وہ بچ کر نکل گیا۔ حضرت معاذؓ لڑائی میں مصروف رہے لیکن ہاتھ کے ٹٹکنے سے تکلیف ہوئی تھی انہوں نے ہاتھ کو پاؤں کے نیچے رکھ کر دبا لیا جس سے تسمہ بھی الگ ہو گیا۔ ابو جہل کا نام ابو الجهم عمرو بن ہشام تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی رسالت کے ظہور سے پہلے اسے ابو الجهم کہا جاتا تھا۔ اس لعین نے اسلام اور مسلمانوں سے بدترین عداوت دکھائی تو وہ ابو جہل کے نام سے مشہور ہوا۔ ابو جہل کے قتل کی رسول اکرم ﷺ کو حضرت معاذؓ اور معوذؓ دونوں نے اطلاع دی ہر ایک کا دعویٰ تھا کہ اس نے ابو جہل کو قتل کیا ہے آپ نے دونوں کی تلواروں کا معاہدہ فرما کر تصدیق فرمائی کہ دونوں نے ابو جہل کو قتل کیا ہے۔ جنگ کے اختتام پر آپ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تھا کہ کوئی ابو جہل کی خبر لے کر آئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر لاشوں میں دیکھا تو وہ وہاں پڑا دم توڑ رہا تھا۔ ابو جہل نے کہا کہ ایک شخص کو اس کی قوم نے مار ڈالا تو اس میں فخر کی کوئی بات ہے؟ ابو جہل نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو تھپڑا مارا تھا۔ انہوں نے اب انتقام لینے کے لئے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا تو ابو جہل بولا کہ اے بکری چرانے والے! دیکھ تو کہاں پاؤں رکھ رہا ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود اس کا سر کاٹنے لگے

تو کہنے لگا تمہاری تلوار کند ہے میری تلوار سے میری گردن کا ٹوا اور ذرا لمبی رکھ کر کاٹو کہ سردار کی گردن ہے لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس کے سر کو گردن کے بالکل اوپر کے حصے سے کاٹا اور لاکر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ جنگ کی ابتدا میں متبہ جنگ سے بچنا چاہتا تھا جس پر اسے ابو جہل نے بزدلی کا طعن دیا تھا اور اس سے سخت کلامی سے پیش آیا تھا۔ متبہ ابو جہل کے اسی طعن کی وجہ سے اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کو لے کر میدان میں نکلا تھا اور مسلمانوں سے اس دور کے دستور کے مطابق مبارزت طلب کی تھی۔ یہ تینوں مارے گئے تھے یوں ابو جہل خود بھی ڈوبا اور ان تینوں کو بھی لے ڈوبا۔

امیہ بن خلف رسول اکرم ﷺ کا سخت دشمن تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سے کسی زمانے میں وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ کبھی مدینہ آیا تو یہ اس کی جان کے ضامن ہوں گے۔ بدر کے دن حضرت عبدالرحمن کی کوشش تھی کہ امیہ کی جان بچ جائے وہ اسے لے کر ایک پہاڑ پر چلے گئے اتفاقاً حضرت بلالؓ نے دیکھ لیا اور کہا کہ آج اسے ہرگز نہیں جانے دوں گا۔ انہوں نے انصار کو خبر کر دی تو وہ امیہ پر ٹوٹ پڑے حضرت عبدالرحمن بن عوف نے امیہ کے بیٹے کو آگے کر دیا لیکن انہوں نے اسے قتل کر دیا اور پھر امیہ کی طرف چلے۔ امیہ فریاد مائدہ تھا حضرت عبدالرحمن نے اسے زمین پر لٹ جانے کو کہا اور خود اسے ڈھانپ لیا کہ لوگ اسے قتل نہ کرنے پائیں۔ انصار نے حضرت عبدالرحمن کی مانگوں کے نیچے سے امیہ کو کھینچ لیا اور قتل کر کے دم لیا۔ خود حضرت عبدالرحمن کو بھی کچھ ڈرم آئے۔

ابو البختری ان لوگوں میں شامل تھا جو جنگ میں خوشی سے شریک نہیں ہوئے تھے بلکہ قریش کے مجبور کرنے سے ان کے ساتھ آئے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ایسے لوگوں کے نام بھی بتا دیئے تھے۔ ہبذری نظر ابو البختری پر پڑی۔ ہبذرا انصار کے حلیف تھے۔ ہبذرنے ابو البختری سے کہا کہ چونکہ تیرے قتل سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس لئے تجھے چھوڑ دیتا ہوں۔ ابو البختری نے اپنے ایک ساتھی کے متعلق پوچھا کہ کیا اسے بھی چھوڑ دو گے؟ اسے جب نفی میں جواب ملا تو کہنے لگا کہ میں عورتوں کا یہ طعن نہیں سن سکتا کہ اپنی جان تو بچائی مگر ساتھی کو موت کے حوالے کر دیا پھر وہ رجز پڑھتا ہوا ہبذر پر حملہ آور ہوا اور مارا گیا۔

غزوہ بدر میں مسلمانوں کے لئے ایک سخت ترین آزمائش یہ بھی تھی کہ ان کے انتہائی قریبی رشتے دار کفار کی فوج میں تھے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ایک بیٹے عبدالرحمن بن ابی بکر کفار کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ یہ بعد میں مسلمان ہوئے تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ایک مرتبہ انہوں نے اپنے والد

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہا کہ بدر کے دن آپ میری تلوار کی زد میں آئے تھے لیکن باپ ہونے کی وجہ سے میں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کراے بیٹے! اگر تو ایک مرتبہ بھی میرے قابو میں آتا تو ہرگز تجھے نہ چھوڑتا۔ حنبہ میدان میں آیا تو حضرت ابو حذیفہؓ جو اس کے فرزند تھے، اس کے مقابلے کو آگے بڑھے۔ حضرت عمر فاروقؓ ہی تلوار اپنے ماموں کے خون سے رنگین ہوئی۔

جب گھمسان کی لڑائی جاری تھی رسول اکرم ﷺ نے لشکر یوں کی ایک صفی کفار کے لشکر کی طرف پھینکی۔ آپ کا یہ بھڑہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوا کہ یہ لشکر یاں مشرکین کے لشکر میں سے ہر سپاہی کی آنکھوں میں لگیں جس سے انہیں تکلیف ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ بھی نازل فرمائے جن کی تعداد پہلے ایک ہزار تھی پھر تین ہزار اور اس کے بعد پانچ ہزار ہوئی۔ بدر میں شریک بعض صحابہ کرام کا بیان ہے کہ بسا اوقات ہم اپنے کسی مقابل کے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھتے تھے تو ان کی گردنیں پہلے ہی کٹ کر گر جاتیں۔ اس غزوے میں اور بھی کئی عجیب باتیں ظاہر ہوئیں جنگ سے پہلے فریقین کو ایک دوسرے کی تعداد بہت کم دکھائی دی تا کہ دونوں جماعتیں خوب تندہی سے باہم ٹھٹھم گھا ہو جائیں تا کہ اسلام کے نعلیے اور کفر کی شرمناک پڑمیت کا مقصد پورا ہو۔ کبھی ایسا ہوا کہ مشرکین مکہ کو جنگ کے دوران مسلمانوں کی تعداد اپنے سے دو چند نظر آتی جس سے وہ ابتدا ہی میں مرعوب اور خوف زدہ ہو گئے۔ کفار تو ویسے ہی مسلمانوں سے تین گنا تھے اس لئے مسلمانوں نے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور نعلیے و نصرت کی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔

ابو جہل اور حنبہ جیسے رؤسائے قریش کے قتل ہونے سے مشرکین مکہ کی ہمت جواب دے گئی۔ مسلمانوں نے انہیں گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کے چچا عباس، حضرت علیؓ کے بھائی عقیل، عبداللہ بن زمعہ، نوفل، اسود بن عامر وغیرہ بڑے بڑے معزز لوگ گرفتار کر لئے گئے۔ ان قیدیوں میں رسول اکرم ﷺ کے داماد ابو العاص بھی شامل تھے جو آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے۔ ان جنگی قیدیوں کی تعداد کوئی ستر کے قریب تھی تقریباً ستر ہی لوگ مارے گئے۔ ان مارے جانے والوں میں قریش کے نامور بہادر سردار اور سپہ سالار تھے ان میں ابو جہل، حنبہ، شیبہ، ابو البختری، زمعہ بن الاسود، امیہ بن خلف، منہ بن الحجاج، عاص بن ہشام وغیرہ وغیرہ نامور لوگ شامل تھے۔ کئے میں جن لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کے مکان کا محاصرہ کیا تھا ان میں تین کے سوا باقی سب مارے گئے۔ مسلمانوں میں صرف چودہ آدمی شہید ہوئے ان میں سے چھ مہاجرین میں سے، چھ انصار کے

قبیلہ خزرج کے اور دو قبیلہ اوس کے تھے۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے شہید ہونے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام بھٹیج تھے اور بقول بعض سب سے پہلے شہید ہونے والے حارث بن سراقہ انصاری تھے۔ صحیح کو عامر حنفی نے قتل کیا تھا جو اپنے بھائی عمرو بن الحنفی کے خون کا دھویا ارتقا۔ جنگ کے آغاز میں یہی عامر حنفی سب سے پہلے آگے بڑھا تھا جس کے مقابلہ میں صحیح لنگے اور مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے۔

اس جنگ میں شیطان مدح کے سردار سراقہ بن مالک بن حشم کی صورت میں قریش کے سامنے نمودار ہوا۔ اس نے قریش سے کہا کہ تم پر آج کوئی غالب نہیں آسکتا اور میں اپنے ان ساتھیوں کے ہمراہ تمہارے ساتھ ہی شریک ہوں۔ قریش کو بنو مدح کا خوف تھا کہ مکہ سے ان کی عدم موجودگی میں وہ مکہ میں ان کے اہل و عیال اور اسواں پر چڑھائی نہ کر دیں۔ شیطان قریش کے سامنے سراقہ بن مالک کی شکل میں اس طرح آیا کہ اس کے ہاتھ میں جھنڈا اور اس کے ساتھ ایک دست بہادرفوج کا تھا یہ دراصل شیطانی لشکر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب مسلمانوں کی مدد کے لئے جبریل و میکائیل کی قیادت میں ملائکہ کا لشکر بھیجا تو شیطان اپنے ان ساتھیوں سمیت بھاگ کھڑا ہوا۔ اس وقت اس کا ہاتھ ایک قریشی جوان حارث بن ہشام کے ہاتھ میں تھا۔ حارث نے اسے ٹوکا کہ تم کیوں بھاگ رہے ہو تو اس نے اس کے سینے پر مار کر اسے نیچے گرا دیا اور یہ کہتا ہوا چلتا ہٹا کر میں تمہارے کام سے بری ہوں۔ میں اللہ سے ڈتا ہوں، میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

جنگ بدر میں شامل ارفع کی بشارت اہل مدینہ تک پہنچانے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا۔ مدینہ میں یہ خوشخبری اتوار کے روز ۱۹ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمس بمطابق ۱۹ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۳ مئی ۶۲۳ عیسوی جولین اس وقت پہنچی جب حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کی تدفین ہو چکی تھی۔ حضرت رقیہ ایام بدر میں بیمار تھیں اس لئے رسول اکرم ﷺ نے ان کی تیمارداری اور دیکھ بھال کے لئے ان کے شوہر حضرت عثمان غنی ذی النورینؓ کو مدینہ ہی میں رہنے کا حکم دیا تھا اور جنگ کے لئے انہیں اپنے ساتھ نہیں لے کر گئے تھے۔ لیکن غزوہ بدر کے اسواں غنیمت میں حصہ ان کا بھی رکھا گیا تھا۔ یعنی حضرت عثمانؓ کو حقیقتاً اس غزوے میں شریک نہ ہو سکے لیکن حکماً انہیں شریک ہی سمجھا گیا۔

ابن حزم کی روایت کے مطابق حضرت عثمان کے علاوہ سات اور حضرات بھی ایسے ہیں جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن انہیں غنیمت میں شریک کیا گیا ان میں حضرت طلحہؓ اور حضرت سعیدؓ بن زید بھی شامل ہیں۔ اسی لئے شرکائے بدر کی تعداد میں سیرت نگاروں میں کچھ اختلاف واقع ہوا چنانچہ

اس غزوے میں شریک مہاجرین کی تعداد ۸۶، قبیلہ اوس کے شرکا کی تعداد ۶ اور خزرج کے شرکا کی تعداد ۷۰ ایمان کی جاتی ہے اس طرح کل تعداد ۳۱۳ کی بجائے ۳۱۷ بنتی ہے گو مشہور تعداد ۳۱۳ ہی ہے۔ اسی طرح غزوہ بدر میں شریک بعض صحابہ کرام کے اسما گرامی میں بھی اختلاف ہے۔

رسول اکرم ﷺ میدان بدر میں تین دن رہے قریش مکہ کے محتولین کی لاشوں کو وہاں موجود ایک وسیع کنویں میں ڈالا گیا آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے جو وعدہ (کامیابی اور نصرت کا) مجھ سے کیا تھا وہ پورا ہوا تو جو وعدہ (ذلت و رسوائی اور عذاب کا) تم سے ہوا تھا وہ پورا ہوا یا نہیں؟ تم نے مجھے جھٹلایا لوگوں نے میری تصدیق کی تم نے مجھے نکالا لوگوں نے مجھے ٹھکانا دیا تمہارا ساتھ بدترین ساتھ تھا۔ امیہ بن خلف کی لاش زیا دہ گل مز چکی تھی اس لئے اسے وہیں دبا دیا گیا۔ پھر آپ سیران بدر اور اموال غنیمت کے ساتھ مدینہ کی جانب روانہ ہوئے۔ مال غنیمت پر آپ نے حضرت عبداللہ بن کعب الخزرجی کو امین بنایا تھا۔ جب آپ مقام صفرا پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان غنیمتوں کو اصحاب میں تقسیم فرمایا۔ قیدیوں میں سے نضر بن حارث کو قتل کر دیا گیا کیونکہ یہ شخص انتہائی خبیث اور مفسد تھا۔ اس کی بہن یا بیٹی ثقیلہ نے مرثیے کے اشعار کہے جو مشہور رہیں اور جن کا ذکر ابن ہشام نے کیا ہے کہا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے ان اشعار کا پہلے سے علم ہو جاتا تو میں اسے قتل نہ کرتا۔ جب آپ بمرق الطیبہ کے مقام پر پہنچے تو آپ نے عقبہ بن ابی معیط (جنگی قیدی) کے قتل کا بھی حکم صادر فرمایا۔ اور اسے قتل کر دیا گیا۔ یہ شخص بھی آپ کا بدترین دشمن تھا آپ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا یہی وہ خبیث شخص تھا جس نے آپ کے سر مبارک پر اوچھڑی لاکر ڈالی تھی جب آپ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے ہوئے حالت سجدہ میں تھے۔ مقام روجاء پر مدینہ کے کچھ مسلمان ملے جو غزوے میں عظیم الشان فتح پر آپ کو مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ جب آپ جنگی قیدیوں کو لے کر مدینہ منورہ پہنچے تو یہ دو منافقین حیران و ششدر رہ گئے۔ اس سے پہلے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ان قاصدوں کا اعتبار نہیں کیا تھا جو فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے مدینہ منورہ بھیجے گئے تھے۔ ان جنگی قیدیوں میں ام المؤمنین حضرت سودہ کے ایک عزیز سہیل بن عمرو بھی تھے، ام المؤمنین نے اسے دیکھا تو کہا کہ تم نے بھی عورتوں کی طرح بیڑیاں پہن لیں اس سے تو بہتر تھا کہ تم لڑتے ہوئے مرجاتے یا سیران جنگ دو دو چار چار کر کے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیئے گئے اور سب کو حکم فرمایا کہ ان قیدیوں کو آرام کے ساتھ رکھا جائے اور ان سے اچھا سلوک کیا جائے چنانچہ صحابہ کرام انہیں عمدہ کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوروں پر گزارہ کر لیتے تھے۔ حضرت مصعب بن عمیر کے بھائی ابو عزیز بھی ان قیدیوں

میں سے تھے وہ کہتے ہیں کہ مجھے جن انصاریوں نے گھر میں قید رکھا تھا جب وہ کھانا لاتے تو روٹی میرے سامنے رکھ دیتے تھے اور خود کھجوروں پر بسر کرتے تھے۔ مجھے شرم آتی اور میں روٹی انہیں دینے کی کوشش کرتا مگر وہ اسے ہاتھ بھی نہ لگاتے۔ قیدیوں میں ایک شخص سمیل بن عمرو تھا جو فصیح و بلیغ مقرر تھا اور عام مجموعوں میں رسول اکرم ﷺ کے خلاف تقریریں کیا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے خواہش ظاہر کی کہ اس کے نیچے کے دو دانت اکڑوا دیئے جائیں لیکن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اگر اس کے ساتھ آیا کروں گا تو تم کو میں نبی ہوں لیکن اللہ اس کے بدلے میرے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ حضرت عباس کے بدن پر کرتا نہ تھا ان کا قدر لمبا تھا کسی کا قمیص ان کے بدن پر پورا نہیں اترتا تھا عبداللہ بن ابی ریحس المناقین کا قدر بھی لمبا تھا اس نے اپنا قمیص دیدیا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے مرنے پر اس کے کفن کے لئے رسول اللہ ﷺ نے جہاں قمیص عتابت فرمایا تھا، وہ اسی احسان کا بدلہ تھا۔

اسیران جنگ کے متعلق رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے رائے تھی کہ ان سب کو قتل کیا جائے اور ہم میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو قتل کرے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ دیا کہ یہ سب اپنے ہی عزیز و اقارب ہیں۔ فد یہ لے کر انہیں چھوڑ دیا جائے۔ رضی اللعالمین ﷺ نے حضرت عمرؓ کو مزاج کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام سے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے تشبیہ دی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے رائے تھی کہ ان قیدیوں کو ککڑیوں میں ڈال کر آگ لگا دی جائے آپ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مشورہ قبول فرمایا۔ ان اسیران جنگ سے چار چار ہزار درہم فد یہ لیا گیا لیکن جو جو لوگ نادار تھے انہیں فد یہ لئے بغیر چھوڑ دیا گیا البتہ ان میں جو لکھنا جانتے تھے انہیں حکم ہوا کہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا سکھا دیں، حضرت زید بن ثابت نے جو شہور کا حب وحی ہیں، اسی طرح لکھنا سکھا تھا۔ انصار چاہتے تھے کہ رسول اکرم ﷺ کے چچا عباس سے فد یہ نہ لیا جائے لیکن آپ نے اسلامی مساوات کے پیش نظر فد یہ معاف نہیں فرمایا بلکہ دیگر امرا کی طرح عباس سے فد یہ چار ہزار درہم سے بھی زیادہ لیا گیا۔ ایک طرف تو مساوات کا یہ حال تھا دوسری طرف آپ کو اپنے چچا سے اتنی محبت تھی کہ حضرت عباس جب بیڑیوں میں قید ہونے کی وجہ سے کراہنے لگے تو آپ کی نیند اڑ گئی اور آپ نے تب آرام فرمایا جب لوگوں نے ان کی گرہ کھولی۔ جنگی قیدیوں میں آپ کے داماد ابو العاص بھی تھے۔ حضرت عباس اور حضرت عقیل بن ابی طالب کی طرح یہ بھی بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت زینب

بنت رسول اللہ ﷺ نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے مکہ سے وہ قیمتی ہار بھیجا جو ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے اپنی اس بیٹی کے جہیز میں دیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے یہ ہار دیکھا تو ماضی کا پورا نقش آپ کے سامنے تھا آپ بے اختیار رو پڑے اور صحابہؓ سے فرمایا اگر تمہاری مرضی ہو تو میں اس ہار کو واپس کر دوں۔ سب نے بخوشی تسلیم کیا۔ آپ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو مدینہ بھیج دیں۔ ابوالعاص نے وعدہ پورا کیا۔ وہ ایک حمل ۹ ماہ تک رہا۔ چند سال کے بعد شام سے سامان تجارت لے کر آ رہے تھے کہ مسلمان دستوں نے ان کے مال پر قبضہ کر لیا اور انہیں بھی پکڑ کر مدینہ لے آئے۔ حضرت زینبؓ نے انہیں پناہ دی اور رسول اکرم ﷺ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے لوگوں نے ان کا سارا سامان انہیں واپس کر دیا۔ اب ابوالعاص مکہ آئے لوگوں کا حساب بے باق کیا اور مسلمان ہونے کا اعلان کرتے ہوئے کہہ دیا کہ میں مکہ آ کر اس لئے مسلمان ہوا ہوں کہ مدینے کے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں ڈر کر مسلمان ہوا ہوں اور مکے کے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے مدینے میں قبول اسلام کی خواہش اس لئے کی تھی کہ قریش مکہ کا مال واپس نہ کرنا پڑے۔ میں یہاں آ کر اس لئے مسلمان ہوا ہوں کہ قریش مکہ یہ نہ کہیں کہ چونکہ ہماری رقم کھا گیا تھا اس لئے تقاضے کے ڈر سے مدینے میں جا کر مسلمان ہوا ہے۔ پھر آپ مکہ سے ہجرت کر کے مدینے آ گئے۔ حضرت زینبؓ سے آپ کے ساتھ نکاح ہی کو بحال رکھا گیا۔

رسول اکرم ﷺ کی غزوہ بدر سے مدینہ میں واپسی ۲۲ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۲ ذی قعدہ ۲ ہجری قمریہ بمطابق ۱۶ مئی ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز بدھ ہوئی۔ غزوہ بدر اور قیدیوں کے معاملات سے مکمل فراغت شوال قمریہ شمسی بمطابق ذی الحجہ قمریہ میں ہوئی۔

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی اور مشرکین مکہ کی شکست کے جہاں باطنی و روحانی اسباب پیدا ہوئے وہاں ظاہری اور مادی اسباب یہ تھے کہ مسلمان شوقی جہاد سے سرشار تھے مدینہ سے نکلنے وقت صرف ابو سفیان کے تجارتی قافلے کا ارادہ تھا، کسی کو یہ خیال تک نہ تھا کہ اچانک قریش مکہ کی بڑی فوج سے لڑائی کا سامان ہوگا شروع شروع میں اگرچہ کچھ مسلمان گھبرائے لیکن جلد ہی پختہ عزم سے کفار کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ اکثر حضرات تو مدینہ ہی سے جہاد کے شوق میں نکلے تھے۔ بچوں تک کے شوق کا یہ عالم تھا کہ وہ بھی ساتھ چل پڑے مدینے سے کچھ فاصلے پر لشکر کا جائزہ لیا گیا تو کم عمر بچوں مثلاً عبداللہ بن عمرو وغیرہ کو واپس بھیج دیا گیا کہ ان کی عمریں پندرہ سال سے کم تھیں مگر جب ایک کم سن صحابی حضرت عمیر بن ابی وقاص نے رونا شروع کر دیا تو انہیں ساتھ آنے کی اجازت دے دی گئی۔ جہاد کے شوق کا یہ حال تھا کہ مثلاً حضرت ابویشمہ

انصاری نے اپنے بیٹے سعد سے کہا کہ مجھے جانے دو اور تم یہاں مستورات کی خبر گیری کرو۔ لیکن حضرت سعد نے یہ کہہ کر اٹھا کر دیا کہ یہ شہادت کا موقع ہے میں کسی قیمت پر یہ موقع ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ بالآخر قرعہ اندازی ہوئی اور سعد کے نام قرعہ نکلا۔ وہ غزوہ بدر میں شریک ہو کر شہید ہوئے۔ اس کے برعکس قریش مکہ بظاہر تو بڑے کروفر سے باہر نکلے تھے لیکن ان میں سے بہت سے لوگ اس جنگ میں دل سے شریک نہ ہوئے۔ فوج کا سپہ سالار متعب بن ولید بھی ہرگز جنگ میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا، ابو جہل کے مجبور کرنے پر اور اس کے طعنوں سے تک آ کر شریک جنگ ہوا تھا۔ جنگ بدر سے چند روز قبل عائکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا تھا کہ اونٹ پر سوار ایک شخص بظلاء کے مقام پر یعنی وادی مکہ میں کھڑا نہایت اونچے آواز سے پکار رہا تھا کہ اے ال غدر (عہد شکن اور بی وفالو گوا!) تم اپنی قتل گاہوں کی طرف تین دن کے اندر کوچ کر جاؤ۔ لوگ اس شخص کے ارد گرد جمع ہو گئے پھر وہ اپنے اونٹ سمیت ابونتیس پہاڑ پر چڑھ گیا وہاں بھی اسی طرح اس نے پکارا پھر اس نے ایک بڑا چٹانی پتھر لے کر نیچے پھینکا جو نیچے گر کر اس بری طرح ٹوٹ کر کھرا کہ مکہ میں کوئی گھرایا نہ تھا جس میں اس کا کوئی ٹکڑا نہ گرا ہو۔ عائکہ نے یہ خواب اپنے بھائی حضرت عباس سے بیان کیا انہوں نے اپنے دوست ولید بن متعب کو بتا دیا پھر آگے ولید نے اپنے بیٹے کو بتایا تو قریش کے سب لوگوں میں اس خواب کی شہرت ہو گئی۔ حضرت عباس ایک روز خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے ابو جہل چندا عیان قریش کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا یہ سب اس خواب کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔ ابو جہل نے عباس کو آواز دے کر کہا کہ اے ابوالفضل! (یہ حضرت عباس کی کنیت ہے) طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آؤ۔ جب حضرت عباس بعد میں اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ اے بنو عبدالمطلب! تم میں یہ نبی خاتون (عائکہ بنت عبدالمطلب) کب سے ظاہر ہوئی ہے؟ پہلے تو تمہارے مرضیوت کا دعویٰ کرتے تھے (اشارہ رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی طرف تھا) اب تمہاری عورتیں بھی نبی بنتے لگی ہیں۔ اگر یہ خواب سچا ثابت نہ ہو تو تمہیں بدترین جھوٹے لوگ قرار دیا جائے گا۔ حضرت عباس اس وقت پریشان ہوئے اور یہی کہہ سکے کہ عائکہ نے ایسا کوئی خواب نہیں دیکھا ہے۔ بعد میں خاندان عبدالمطلب کی خواتین نے حضرت عباس کو طعن دیا کہ خبیث ابو جہل پہلے ہمارے مردوں کے متعلق بکواس کرتا تھا اب اس کی ہمت اتنی بڑھی ہے کہ عورتوں کا بھی ذکر کرنے لگا ہے۔ حضرت عباس نے وعدہ کیا کہ اگر ابو جہل نے آئندہ اس طرح کی کوئی بات کی تو میں اس کی خوب خبر لوں گا مگر ایسی نوبت نہ آئی۔ عائکہ کے اس خواب کے بعد تیسرے روز ابوسفیان کا قاصد مصعب بن عمرو الغفاری مکہ پہنچا تھا اور ابوسفیان کے قافلے کے خطرے میں ہونے کا دہشت انگیز انداز میں چیخ چیخ کر اعلان کیا تھا۔ مکہ کے اکثر

لوگ مشرک ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ کو صادق و امین کہتے چلے آئے تھے اس لئے وہ اس خواب سے پریشان تھے کہ کہیں مسلمانوں کے ہاتھوں وہ واقعی سخت نقصان نہ اٹھائیں۔ زمانہ جاہلیت میں انصاری سردار حضرت سعد بن معاذ مکہ کے امیر بن خلف کے دوست چلے آ رہے تھے۔ قبول اسلام کے بعد آپ مکہ گئے تو امیر کے ہاں مہمان ٹھہرے پھر اس کے ساتھ خانہ کعبہ کے طواف کے لئے گئے تو ابو جہل نے ابو صفوان امیر سے کہا یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ مدینے کے سعد بن معاذ ہیں ما ابو جہل نے حضرت سعد سے سخت کلامی کی کہ تم نے اپنے ہاں صابیوں کو پناہ دے رکھی ہے۔ اس کا اشارہ مہاجرین کی طرف تھا جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں آ باہو گئے تھے ما ابو جہل نے کہا کہ اگر ابو صفوان (امیر) تمہارے ساتھ نہ ہوتا تو تم زندہ واپس نہیں جا سکتے تھے۔ اس پر حضرت سعد نے پلٹ کر جواب دیا کہ اگر تم نے ہمیں حج اور عمرے سے روکا تو تمہارے تجارتی قافلے محفوظ نہیں رہیں گے جو مدینے کے قریب سے گزرتے ہوئے شام کو جاتے ہیں، امیر نے حضرت سعد سے کہا یہ ہمارا سردار ہے اس کے خلاف اونچی آواز سے نہ بولئے۔ تو حضرت سعد نے کہا کہ امیر! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہی لوگ تیرے قاتل ثابت ہوں گے۔ امیر نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھے مکہ میں قتل کریں گے؟ حضرت سعد نے فرمایا کہ مجھے اس کا تو علم نہیں ماسی روز سے امیر سخت پریشان رہنے لگا اپنے گھر جا کر اپنی بیوی سے سارا واقعہ بیان کیا اور اسے کہا کہ میں کسے سے باہر نہیں جاؤں گا۔ جنگ بدر کے لئے ابو جہل نے اسے نکلنے کو کہا۔ امیر نے چاہا تھا لیکن ابو جہل کے طعنوں سے بیوی سے کہنے لگا اے ام صفوان! میری تیاری کا سامان کرو۔ بیوی نے کہا کہ کیا سعد کی بات تو بھول گیا ہے اس نے کہا بھولا تو نہیں ہوں مگر میں مجبور ہو کر جا رہا ہوں۔ موقع کی تلاش میں رہوں گا۔ موقع ملے ہی واپس آ جاؤں گا۔ چنانچہ امیر قریش کے لشکر میں شامل ہو گیا مگر ہر منزل پر وہ ایسی کے لئے بہانے اور موقع کی تلاش میں رہا لیکن اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا، بالآخر بدر کے معرکے میں مشغول ہوا۔ ان تاریخچی روایات سے واضح ہو رہا ہے کہ قریش کے لشکر میں بددلی تھی، نظم و نسق کا فقدان تھا۔ پھر بارش نے ان کے ٹھہرنے کی جگہ پر کچھ کر دیا، لڑائی کے وقت سورج ان کے سامنے تھا جس کی روشنی سے ان کی آنکھیں چندھیاری تھیں۔ سامان جنگ کی گمان کے لئے فروانی تھی لیکن یہ سامان جنگ بھی بعض حالات میں ان کے لئے معیبت بلکہ موت کا سبب بن گیا ان کا تقریباً ہر شخص لوہے میں ڈوبا ہوا تھا اس وزن کے ساتھ میدان جنگ سے فرار ہو کر جان بچانا بھی ان کے لئے مشکل ثابت ہو رہا تھا۔

اس کے برعکس مسلمان عزم و استقامت کا پہاڑ بنے ہوئے تھے۔ ان میں زبردست اعتماد تھا۔

صفوں کی ترتیب خود رسول اکرم ﷺ نے فرمائی تھی۔ نظم و نسق مثالی تھا۔ بارش نے ان کی رہنمائی جگہ کی مٹی اور ریت کو جھا دیا تھا اس لئے نقل و حرکت میں اسلامی سپاہ کو کوئی دشواری پیش نہیں آ رہی تھی۔ کفار کو اپنی تعداد کی کثرت اور سامان حرب پر بھروسہ تھا جبکہ مسلمانوں کا بھروسہ صرف ذات باری تعالیٰ پر تھا۔ بنو عدی کے لوگ قریش کے ساتھ شامل نہ ہوئے تھے۔ بنو زہرہ بھی واپس چلے گئے تھے۔ بنو مدلج کی طرف سے بھی قریش کو اطمینان نہ تھا تو یقیناً طور پر شیطان نے بنو مدلج کے سردار سراقہ بن مالک کی صورت اختیار کر کے اپنے شیطان ساتھیوں سمیت قریش کا ساتھ دیا اور جھوٹے وعدوں سے انہیں اطمینان دلایا لیکن عین موقع پر وہ اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیا جس سے قریش مکہ کی رہی سہی ہمت بھی ٹوٹ گئی، ابو جہل نے یہ کہہ کر اپنے لوگوں کو اطمینان دلانے کی کوشش کی کہ سراقہ تو شروع ہی سے دل سے محمد ﷺ اور مسلمانوں کے ساتھ تھا۔ قریش مکہ سراقہ کی اس بے وفائی کو بھی اپنی ٹھسٹ کا سبب سمجھتے تھے بعد میں کسی موقع پر سراقہ سے انہوں نے اس غدور اور بے وفائی کی شکایت کی تو اس نے حیران ہو کر کہا کہ نہ میں تمہارے ساتھ تھا نہ ہوا تھا نہ ہی مجھے تمہاری ان باتوں کا علم ہے، مجھے تو تمہاری ٹھسٹ کا بھی علم تب ہوا جب تم مکہ واپس آ گئے تھے۔ باطنی و روحانی اسباب کے ساتھ یہ وہ ظاہری اور مادی اسباب تھے جن کی وجہ سے قریش مکہ عبرت ناک ٹھسٹ اور رسوائی سے دوچار ہوئے۔

اس غزوے میں رسول اکرم ﷺ سے متعدد معجزات کا بھی ظہور ہوا۔ عین لڑائی کے موقع پر قریش کی طرف ننگریوں کی مٹی پھینکنے کے معجزہ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ حضرت عکاشہ بن صخر الاسدی اپنی تلوار سے لڑ رہے تھے کہ تلوار ٹوٹ گئی رسول اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھادی کہ اس سے لڑو اسے بلایا تو وہ تلوار بن گئی۔ یہی تلوار بعد میں ان کے پاس عمر بھر رہی۔ اس تلوار کا نام ’صحنہ‘ تھا۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ بدر کے دن کل کر خراب ہو گئی، رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا تو وہ فوراً ٹھیک ہو گئی بلکہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی۔ اور اس کی بصارت بھی دوسری آنکھ سے زیادہ ہو گئی، بعض روایات کے مطابق یہ معجزہ غزوہ احد میں ظاہر ہوا تھا۔ بروایت حضرت عبداللہ بن عمر رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن اپنے ساتھیوں کے لئے یہ دعا بھی فرمائی تھی ’اے اللہ! یہ پیدل چل رہے ہیں، انہیں سواری عطا فرما۔ اے اللہ! یہ بے لباس ہیں انہیں لباس عطا فرما۔ اے اللہ! یہ خالی شکم ہیں انہیں شکم سیر فرما۔‘ جب اللہ نے بدر میں فتح دی تو ان اصحاب رسول ﷺ میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس کے پاس ایک یا دو اونٹ نہ ہوں، انہیں لباس بھی ملا اور وہ شکم سیر بھی ہوئے۔

غزوہ بدر میں مسلمانوں کی عظیم الشان کامیابی سے مدینے کے یہودی مرعوب ہوئے، ان میں سے کئی منافقانہ طور پر اسلام میں داخل ہوئے، عبداللہ بن ابی اوس کے ساتھی بھی پردہ نفاق میں چھپنے پر مجبور ہوئے، جہاں اس فوج سے دشمنان اسلام اور مشرک قبائل عرب ہیبت زدہ ہوئے تو ساتھ ہی خلاف اسلام سازشوں میں اضافہ ہوا۔ اہل مکہ میں صیہ ماتم بچھ گئی اور ہر طرف سے مسلمانوں سے انتقام لینے کی خواہش ابھرنے لگی۔

۱۰۔ سر یہ عمیر بن عدی:

اسے سر یہ عصماء بھی کہا جاتا ہے۔ عصماء بنت مروان ایک یہودی شاعرہ تھی جو رسول اکرم ﷺ کی جو میں اشعار کہا کرتی تھی۔ غزوہ بدر کے بعد آپ کے ایک نابینا صحابی حضرت عمیر بن عدی نے بوقت شب اس کے گھر میں داخل ہو کر اسے قتل کر دیا اور فجر کی نماز میں آپ کو اس واقعے کی اطلاع دی۔ یہ واقعہ جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات میں ۲۵ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی (بسماب کیسہ شوال) بمطابق ۲۵ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۹ مئی ۶۲۳ عیسوی جوبلین کا ہے۔

۱۱۔ عمیر بن وہب حنظلی کا قبول اسلام:

غزوہ بدر کے بعد عمیر بن وہب اور صفوان بن امیہ نے مکہ میں رسول اکرم ﷺ کے قتل کی سازش کی۔ عمیر بن وہب نے صفوان سے کہا کہ اگر میں مقروض نہ ہوتا اور مجھے اپنے اہل و عیال کی فکر نہ ہوتی تو میں محمد (ﷺ) کو قتل کرتا۔ عمیر کا ایک بیٹا غزوہ بدر کے جنگی قیدیوں میں شامل تھا۔ صفوان نے کہا کہ تم قرصا اور بال بچوں کی پرواہ نہ کرو ان سب کا میں ضامن ہوں تم بے فکر ہو کر اپنا کام کرو۔ عمیر نے اپنی تلوار زہر میں بھجائی اور مدینے پہنچا۔ حضرت عمرؓ نے اس کا ارادہ بد کو بھانپ لیا اور گردن سے کٹ کر اسے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں لائے۔ آپ نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو اور میرے پاس آنے دو۔ آپ نے عمیر سے پوچھا کہ کس ارادے سے آئے ہو؟ اس نے جھوٹ بولا کہ میں اپنے قیدی بیٹے کو چھڑوانے آیا ہوں آپ نے پوچھا پھر تم نے یہ تلوار کیوں لگا رکھی ہے؟ اس نے کہا کہ اس سے پہلے ہماری تلواروں نے آپ کا کیا بگاڑ لیا اور ہمارے کس کام آئیں؟ آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے اور صفوان نے میرے خلاف سازش نہیں کی اور میرے قتل کا منصوبہ نہیں بنایا تھا؟ عمیر یہ سن کر سخت حیران ہوا کہنے لگا

کر بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میرے اور صفوان کے علاوہ ہرگز کسی اور کو اس کا علم نہیں تھا۔ اس نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور یہ ارادہ ظاہر کیا کہ جس طرح میں پہلے اسلام کی مخالفت میں پیش پیش رہا اس سے کہیں زیادہ شدت اور جوش و جذبے سے اب میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کروں گا۔ ادھر صفوان نے اپنے دوستوں سے کہہ رکھا تھا بس کچھ دن انتظار کر لو، تم بدر کے صدمے کو بھول جاؤ گے۔ جب عمیر کے مسلمان ہونے کی خبر صفوان اور دیگر قریش مکہ کو ہوئی تو وہ سخت مایوس ہوئے۔ حضرت عمیرؓ نے حسب وعدہ مکہ میں آ کر عوبتِ اسلام کو پھیلایا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بہت سے لوگ اس کے ہاتھ پر شرفِ اسلام ہوئے۔ خود صفوان بن امیہ بھی بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔

۱۲۔ صدقہ عید الفطر کا وجوب:

اسی سال عید الفطر سے دو روز پہلے صدقہ عید الفطر واجب ہوا۔ رمضان اور عید الفطر کا مہینہ شوال اس قمریہ شمسی تقویم کے مہینے تھے جس میں سال ۲ ہجری قمریہ شمسی کا کیسہ (نمی والا مہینہ) مسلمانوں نے سر یہ عبد اللہ بن جحش کے بعد شوال کو تکرار کر ڈالا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر قمریہ شمسی تقویم کو منسوخ قرار دیے جانے اور آئندہ کے لئے جملہ شرعی مقاصد کے لئے خالص قمری تقویم کو اختیار کرنے سے پہلے رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں نے مدنی دور میں قمریہ شمسی رمضان کے روزے رکھے تھے۔ ان سب امور کی وضاحت قبل ازیں مقالے کی دوسری قسط میں پیش کی جا چکی ہے۔ سال ۲ ہجری قمریہ شمسی میں رمضان اور شوال قمریہ شمسی کے بالقابل خالص قمری تقویم کے مہینے ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے تھے۔ ذی قعدہ کا یہ مہینہ تیس دن کا تھا جیسا کہ آئندہ جدول سے واضح ہو جائے گا۔ یوں صدقہ عید الفطر کا وجوب ۲۸ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۸ ذی قعدہ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۲ مئی ۶۲۳ عیسوی جولین بروز منگل کا واقعہ ہے۔

۱۳۔ عید الفطر:

یکم شوال الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی (بمساب کیسہ شوال) بمطابق یکم ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۵ مئی ۶۲۳ عیسوی جولین کو بروز جمعہ المبارک عید الفطر ہوئی۔

۱۴۔ غزوہ قرقرة الکدر:

غزوہ بدر سے واپسی پر کوئی ایک ہفتے کے بعد یہ غزوہ ہوا۔ ابن حبیب بغدادی نے اس کی تاریخ

کیم شوال ۲ ہجری بروز جمعہ بیان کی ہے یعنی اس غزوے کے لئے روانگی عید الفطر کے روز ہوئی۔ یعنی یہ روانگی کیم شوال الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق کیم ذی الحجۃ ہجری قمری بمطابق ۲۵ مئی ۶۲۴ عیسوی جیولین کو بروز جمعہ ہوئی، رسول اکرم ﷺ کو تسلیم اور عطفان کے اجتماع کی خبر ملی تو آپ ان کے تعاقب میں نکلے اور اکلدر ایک چشمے تک جا پہنچے، لیکن وہ لوگ پہلے ہی منتشر ہو گئے لہذا ان سے آپ کی لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ وہاں آپ نے تین دن اور بقول بعض دس دن قیام فرمایا۔ آپ مدینے سے پندرہ دن باہر رہے۔ بقول ابن خلدون بعض مورخین کا خیال ہے کہ آپ نے حضرت غالب بن عبداللہ اللہی کو یثیب سے قبائل تسلیم اور عطفان کے خلاف بھیجا تھا اور خود واپس تشریف لے آئے، ممکن ہے کہ آپ نے یہ سریہ مدینے کی جانب مراجعت کے سفر کے دوران روانہ فرمایا ہو، اسی لئے اکلدر میں آپ کی مدت قیام کے بارے میں کسی نے قیام تین دن کا اور کسی نے دس دن کا بیان کیا۔ بنو تسلیم اور بنو عطفان کے لوگ اگرچہ آپ کی آمد پر منتشر ہو گئے تھے لیکن ان کے دوبارہ جمع ہونے کا قوی امکان تھا اس لئے غالب بن عبداللہ کو ان کے تعاقب میں بھیجا گیا اس غزوے میں آپ نے مدینے میں انتظامی امور کے لئے حضرت سہاب بن عرفطہ کو اور رنا زپڑھانے کے لئے حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا اس غزوے کو غزوہ بنی تسلیم بھی کہا جاتا ہے۔

۱۵۔ سریہ غالب بن عبداللہ:

آپ نے یہ سریہ مذکورہ بالا وضاحت کے مطابق تسلیم اور عطفان قبائل کے خلاف بھیجا تھا۔ ان سے مقابلہ ہوا اور مسلمان لڑائی میں مالی غنیمت لے کر واپس ہوئے۔ اس مقابلے میں مسلمانوں کے تین آدمی شہید ہوئے تھے۔ یہ سریہ ۱۰ شوال الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی بروز اتوار بمطابق ۱۰ ذی الحجۃ ہجری قمری بمطابق ۳ جون ۶۲۴ عیسوی جیولین کا بیان کیا گیا ہے پوری وضاحت تو قیقی مباحث میں مذکور ہوگی۔

۱۶۔ سریہ سالم بن عمیر:

اس سریہ میں ابو عتق یہودی شاعر کو قتل کیا گیا تھا۔ یہ معرب یہودی اپنی شاعری میں رسول اکرم ﷺ کی جھوکتا تھا۔ موسم گرما کی ایک رات وہ میدان میں سویا ہوا تھا کہ حضرت سالم بن عمیر نے اسے قتل کر ڈالا۔ یہ اوائل شوال الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی (بمساب کیسہ شوال) بمطابق اوائل محرم ۳ ہجری قمری بمطابق اوائل جون ۶۲۴ عیسوی کا واقعہ ہے۔ قتل کے وقت شام رسول ابو عتق کی عمر ۱۴ سال تھی۔

۱۷۔ غزوہ بنی قینقاع:

غزوہ بدر کے پیام میں ایک مسلمان خاتون یہودی قبیلے بنو قینقاع کے محلے میں دودھ بیچنے لگی۔ ایک شہر یہودی نے اس سے بخش مذاق کیا۔ عورت کی چیخ و پکار سن کر ایک مسلمان وہاں آ نکلا، اس نے اس شہر پسند یہودی کو قتل کر دیا۔ اس پر یہودیوں نے اکٹھے ہو کر اس مسلمان کو قتل کر ڈالا۔ بدر سے واپسی کے بعد رسول اکرم ﷺ نے معاملے کو سلجھانے کے لئے یہودیوں سے وضاحت چاہی تو وہ عہد شکنی اور غداری پر اتر آئے۔ بنو قینقاع کا تعلق حضرت عبداللہ بن سلام کی قوم سے تھا۔ یہ لوگ بڑے بہادر سمجھے جاتے تھے۔ پیشہ تجارت و صنعت تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ ہم قریش مکہ نہیں ہیں۔ تمہیں بدر میں اپنی فتح پر غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ ہم سے واسطہ پڑا تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ ہم کون ہیں۔ رسول اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ ان کے مقابلے کے لئے تشریف لے گئے تو وہ قلعہ بند ہو گئے۔ ان کی تعداد سات سو کے قریب تھی آپ نے ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ جو کوئی پندرہ دن تک جاری رہا۔ اس جنگ میں اسلامی سپاہ کے علمبردار حضرت حمزہ بن عبدالمطلب تھے۔ مدینے میں حضرت بشیر بن عبدالمنذر کو جانشین مقرر کیا گیا تھا۔ باآ خر یہودیوں نے شکست قبول کر لی اور قلعے سے باہر آ گئے کہ رسول اکرم ﷺ ان کے متعلق جو فیصلہ بھی صادر فرمائیں گے انہیں منظور ہوگا۔ آپ نے انہیں مدینہ سے جلا وطن کر دیا بہت مالی غنیمت اور اسلحہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ اس غزوہ کی تاریخ ۱۵ شوال الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی (بمساب کیسہ شوال) بمطابق ۱۵ محرم ۳ ہجری قمری بمطابق ۷ جولائی ۶۲۳ عیسوی جولین ہے، دن ہفتہ تھا۔ اس غزوے سے مراجعت کیم ذی قعدہ ۲ ہجری قمریہ شمسی کو بمطابق کیم صفر ۳ ہجری قمری بمطابق ۲۳ جولائی ۶۲۳ عیسوی جولین کو بروز سوموار ہوئی۔

۱۸۔ غزوہ سویق:

غزوہ بدر میں شکست کے صدمے میں ابوسفیان نے قسم کھانی تھی کہ بدلہ لئے بغیر وہ اپنا سر نہیں دھوئے گا۔ اپنی قسم کو سچا کرنے کے لئے وہ دو سو سواروں کے ہمراہ مدینہ روانہ ہوا۔ مات سلام بن مہکم یہودی کے پاس گزاری اور خوب شراب نوشی کی پھر رات کے آخری حصے میں وہاں سے نکل کر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینے سے تین میل دور واقع مقام غریض پر حملہ کیا۔ وہاں کھجوروں کے ایک باغ کو

آگ لگا دی اور ایک انصاری کوشہید کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ اس کے تعاقب میں نکلے تو وہ بچ کر نکل گیا۔ جاتے ہوئے یہ لوگ اپنا وزن ہلکا کرنے کے لئے اپنے ساتھ لائے ہوئی ستوں کے تھیلے گراتے چلے گئے جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ عربی میں ستوں کو سویق کہا جاتا ہے اس لئے یہ غزوہ ستوں کی وجہ سے غزوہ سویق کے نام سے مشہور ہو گیا۔ یہ غزوہ ۵ ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمس کو بروز اتوار بمطابق ۵ ربیع الاول ۳ ہجری قمری بمطابق ۱۲۶ اگست ۶۲۳ عیسوی جیولین کو ہوا۔ ابوسفیان مکہ سے اوخر ذی قعدہ قمریہ شمس میں روانہ ہوا تھا۔ قریش مکہ کی تقویم قمریہ شمس تھی۔ ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے مہینے حرمت کے مہینے تھے لیکن ابوسفیان نے ان کی حرمت کو پامال کیا، حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ سر یہ عبداللہ بن جحش کے معاملے میں مسلمانوں پر حرمت والے مہینے رجب کی حرمت کو ملحوظ نہ رکھنے کا نہایت شدد مد سے غلط التزام لگاتے رہے تھے۔ اس غزوے میں رسول اکرم ﷺ نے مدینے میں حضرت ابولہبؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

۱۹۔ غزوہ غطفان:

اسے غزوہ ذی امر بھی کہا جاتا ہے۔ قبیلہ غطفان کی دو شاخوں بنو شیبہ اور بنو نجار نے دھوڑ بن محارب کی سرکردگی میں مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ رسول اکرم ﷺ ۴۵ سواروں کی معیت میں مقابلے کے لئے نکلے تو وہ بھاگ کر پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ ذوالمرجہ کے علاقے میں ایک چشمے کا نام ہے اس لئے اس غزوے کو غزوہ شہد بھی کہا جاتا ہے۔

اس غزوے میں اتفاقاً کچھ بارش ہو گئی تھی رسول اکرم ﷺ میدان سے واپس ہوئے تو آپ نے اپنے کپڑے ایک درخت پر سوکھے کے لئے ڈال دیئے اور خود سائے میں آرام فرمانے کے لئے زمین پر لیٹ گئے، دھوڑ کے لشکر کے لوگ پہاڑوں پر منتشر ہوئے تھے۔ دھوڑ نے پہاڑ سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کو ایک موقع پر تنہا پایا اور فرمایا آپ کے سر ہانے پہنچ کر اپنی تلوار کھینچ کر بولا "اب آپ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟" آپ نے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ میرا اللہ مجھے بچائے گا۔ دھوڑ یکنخت سخت مرعوب ہو گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی جو آپ نے اٹھائی اور دھوڑ سے پوچھا "بتاؤ تمہیں اب کون بچائے گا؟" دھوڑ بیعت کے مارے خاموش کھڑا رہا کوئی جواب نہ دیا۔ آپ نے اسے معاف فرما دیا وہ آپ کے اس سلوک سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور آئندہ کے لئے اپنی قوم میں اسلام کی تبلیغ کرنے لگا۔ یہ غزوہ اوخر ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمس بمطابق اوخر ربیع الاول ۳

ہجری قمری بمطابق ستمبر ۲۲۳ عیسوی جیولین کا ہے۔ اس غزوے میں آپ نے مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

۲۰۔ نکاح سیدہ فاطمہؓ:

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ کا حضرت علیؓ سے نکاح کا واقعہ اخروی قعدہ یا اوائل ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اوائل صفر یا اوائل ربیع الاول ۳ ہجری قمری بمطابق اگست ۶۲۳ عیسوی جیولین کا ہے۔

۲۱۔ دیگر واقعات متفرقہ:

اسی سال رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ صدقہ عید الفطر کا حکم بھی اسی سال سے جاری ہوا۔ عید الفطر کی نماز باجماعت بھی عید گاہ میں سب سے پہلے اسی سال ادا فرمائی گئی۔ اس سے پہلے عید کی نماز نہیں ہوتی تھی۔ زکوٰۃ کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ اسی سال فرض ہوئی تھی۔

توقیسی مباحث سال ۲ ہجری قمریہ شمسی، ۲-۳ ہجری قمری:

سال ۲ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل عبرانی سال ۳۸۳ خلیفہ تھا۔ جو انیس سالہ میطونی دور کے حساب سے دو سو اکتیسویں دور کا چودھواں سال تھا۔ عبرانی تقویم کے انیس سالہ دور میں چودھواں سال کبیسہ کے ان سالوں میں شامل ہے جن میں سال کے بارہ قمری مہینوں کی بجائے تیرہ مہینے شمار کئے جاتے تھے تا کہ یہ مہینے شمسی تقویم کے مطابق رہیں اسی لئے عبرانی تقویم خالص قمری تقویم نہیں ہے بلکہ یہ قمریہ شمسی تقویم ہے جو ان کے ہاں اب بھی مروج ہے۔ عبرانی تقویم میں کبیسہ (لیپ) کا مہینہ ”ادار“ کے بعد ڈالا جاتا ہے اس لئے کبیسہ کے سالوں میں ادار کے پہلے مہینے کو ادار اول اور دوسرے کو ادار ثانی کہا جاتا ہے۔ اس تقویم کے ابتدائی دور میں یہ پابندی نہیں تھی کہ کبیسہ کا مہینہ ہر حال میں ادار کے بعد ہی ڈالا جائے۔ یہ کام یہودیوں کے مذہبی پیشوا کا ہوا کرتا تھا کہ مکبوس (کبیسہ والے) سالوں میں وہ یہ فیصلہ کرے کہ کبیسہ کا مہینہ کہاں ڈالنا ہے۔ اس مذہبی پیشوا کو ”ناسی“ کہا جاتا تھا اور کبیسہ کا مہینہ بڑھانے کی اس رسم کو ”نسی“ کہا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت سے کوئی دو سو سال پہلے زمانہ جاہلیت کے عربوں نے مدینہ (یثرب) کے یہودیوں سے نسی کی یہ بدرسم سیکھی اور اپنے قمری کینڈر کو یہودی طرز پر قمریہ

شمسی میں بدل ڈالا لیکن مہینوں کے نام عربی ہی رہے۔ دوسری طرف کچھ قبائل مثلاً مدینے کے عرب قبائل اوس اور خزرج نے خالص قمری تقویم کو بھی بحال رکھا جس کی وجہ سے سیرت نگار دو تقویمی التباس کا شکار ہوئے اور ان سے سیرت طیبہ کے واقعات کی توثیق میں ایسا اوقات تسامح ہوا۔

عربوں کی قمریہ شمسی تقویم میں کبیسہ (نسی کے مہینے) کا اضافہ کرنے والے ’مقامسہ اور ’نسا‘ کہلاتے تھے۔ سیرت طیبہ کے جن واقعات کی توثیق قمریہ شمسی اور قمری دونوں تقاویم میں ہوئی، ان واقعات کی توثیق کا بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ کبیسہ کا مہینہ محرم کو تکرر کر کے لایا جاتا رہا۔ لیکن بعض اوقات محرم کے علاوہ کسی اور مہینے کو تکرر کرنے کی مثالیں بھی ملتی ہیں مثلاً سال ۵۳ قبل ہجرت قمریہ شمسی، جولین عیسوی سال ۵۶۹-۵۷۰ کے بالتقابل تھا۔ عبرانی سال ۳۳۰ خلیفہ تھا جو انیس سالہ دور کے دو سواٹھائیسویں دور کا ستر ہوا سال تھا۔ ستر ہوا سال بھی مکبوس سال ہوتا ہے۔ لیکن اس سال قمریہ شمسی مہینہ محرم کو تکرر کر لیا گیا بلکہ کبیسہ کا یہ مہینہ رمضان کے بعد کسی مہینے میں ڈالا گیا۔ شارژ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے کہ کبیسہ کے سالوں میں کبھی ذی الحجہ کو تکرر لایا جاتا تھا۔ ان تمام امور پر مدلل بحث مقالے کی دوسری قسط میں کی جا چکی ہے۔ (۱۳)

سال ۲ ہجری قمریہ شمسی کے غزوات و سرایا و دیگر واقعات کی توثیق کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے کہ پہلے تو محرم کو تکرر کر کے کبیسہ کا مہینہ ڈالا گیا۔ ہجادی الاخریٰ تک یہی حال رہا اس کے بعد ۳۰ ہجادی الاخریٰ کو سیرت عبداللہ بن جحش کا واقعہ ہوا تو قریش مکہ نے اسے یکم رجب قرار دے کر نہایت شد و مد سے مسلمانوں کو مطعون کرنا شروع کر دیا کہ انہوں نے رجب کے حرمت والے مہینہ کی حرمت پامال کی ہے۔ مسلمان چونکہ مشرک عرب قبائل کی نسی کے پابند نہ تھے انہوں نے اب کبیسہ کا مہینہ سوال کے بعد ڈال دیا جس سے رجب قمریہ شمسی شعبان قمریہ شمسی میں بدل گیا بعد کے واقعات کی قمریہ شمسی توثیق سال ۲ ہجری قمریہ شمسی میں اسی کے مطابق ہوئی جیسا کہ آئندہ سطور میں ہر واقعے کی توثیقی بحث سے بخوبی واضح ہو جائے گا لہذا سال ۲ ہجری قمریہ شمسی کی جدول انہی حقائق کے پیش نظر تیار کی گئی ہے۔

تقابلی تقویمی جدول سال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲-۳ ہجری قمری بمطابق ۶۲۳-۶۲۴ عیسوی جولین بمطابق ۳۳۸ خلیفہ عبرانی (۲۳۱ و یس ۱۹ سالہ دو رکاوچو صواں، مکبوس سال)

یکم ستمبر ۶۲۳ عیسوی = (۲۳۳ تقسیم ۳۶۵ + ۶۲۳) تقسیم ۳۶۵ = ۶۵۲۶ - ۶۲۳۰ = ۲۹۶، ۱۶۶۵۹، ۱۶۶۵۹
 ۱۶۶۵۹ = ۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۳۱۸، ۱۶۶۵۹ × ۵ = ۸۳۲۹۵، ۳۳۳۱۸ + ۸۳۲۹۵ = ۱۱۶۵۱۳، ۱۱۶۵۱۳ + ۱۶۶۵۹ = ۱۳۳۱۷۲، ۱۳۳۱۷۲ + ۱۶۶۵۹ = ۱۴۹۸۳۱، ۱۴۹۸۳۱ + ۱۶۶۵۹ = ۱۶۶۴۹۰، ۱۶۶۴۹۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۸۳۱۴۹، ۱۸۳۱۴۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۹۹۸۰۸، ۱۹۹۸۰۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۱۶۴۶۷، ۲۱۶۴۶۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۳۳۱۲۶، ۲۳۳۱۲۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۴۹۷۸۵، ۲۴۹۷۸۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۶۶۴۴۴، ۲۶۶۴۴۴ + ۱۶۶۵۹ = ۲۸۳۱۰۳، ۲۸۳۱۰۳ + ۱۶۶۵۹ = ۲۹۹۷۶۲، ۲۹۹۷۶۲ + ۱۶۶۵۹ = ۳۱۶۴۲۱، ۳۱۶۴۲۱ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۳۰۸۰، ۳۳۳۰۸۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۴۹۷۳۹، ۳۴۹۷۳۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۶۶۳۹۸، ۳۶۶۳۹۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۸۳۰۵۷، ۳۸۳۰۵۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۹۹۷۱۶، ۳۹۹۷۱۶ + ۱۶۶۵۹ = ۴۱۶۳۷۵، ۴۱۶۳۷۵ + ۱۶۶۵۹ = ۴۳۳۰۳۴، ۴۳۳۰۳۴ + ۱۶۶۵۹ = ۴۴۹۶۹۳، ۴۴۹۶۹۳ + ۱۶۶۵۹ = ۴۶۶۳۵۲، ۴۶۶۳۵۲ + ۱۶۶۵۹ = ۴۸۳۰۱۱، ۴۸۳۰۱۱ + ۱۶۶۵۹ = ۴۹۹۶۷۰، ۴۹۹۶۷۰ + ۱۶۶۵۹ = ۵۱۶۳۲۹، ۵۱۶۳۲۹ + ۱۶۶۵۹ = ۵۳۲۹۸۸، ۵۳۲۹۸۸ + ۱۶۶۵۹ = ۵۴۹۶۴۷، ۵۴۹۶۴۷ + ۱۶۶۵۹ = ۵۶۶۳۰۶، ۵۶۶۳۰۶ + ۱۶۶۵۹ = ۵۸۲۹۶۵، ۵۸۲۹۶۵ + ۱۶۶۵۹ = ۵۹۹۶۲۴، ۵۹۹۶۲۴ + ۱۶۶۵۹ = ۶۱۶۲۸۳، ۶۱۶۲۸۳ + ۱۶۶۵۹ = ۶۳۲۹۴۲، ۶۳۲۹۴۲ + ۱۶۶۵۹ = ۶۴۹۶۰۱، ۶۴۹۶۰۱ + ۱۶۶۵۹ = ۶۶۶۲۶۰، ۶۶۶۲۶۰ + ۱۶۶۵۹ = ۶۸۲۹۱۹، ۶۸۲۹۱۹ + ۱۶۶۵۹ = ۷۰۰۰۰، ۷۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۷۱۶۶۵۹، ۷۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۷۳۳۳۱۸، ۷۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۷۴۹۹۷۷، ۷۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۷۶۶۶۳۶، ۷۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۷۸۳۲۹۵، ۷۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۸۰۰۰۰، ۸۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۸۱۶۶۵۹، ۸۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۸۳۳۳۱۸، ۸۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۸۴۹۹۷۷، ۸۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۸۶۶۶۳۶، ۸۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۸۸۳۲۹۵، ۸۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۹۰۰۰۰، ۹۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۹۱۶۶۵۹، ۹۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۹۳۳۳۱۸، ۹۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۹۴۹۹۷۷، ۹۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۹۶۶۶۳۶، ۹۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۹۸۳۲۹۵، ۹۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۰۰۰۰۰، ۱۰۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۰۱۶۶۵۹، ۱۰۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۰۳۳۳۱۸، ۱۰۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۰۴۹۹۷۷، ۱۰۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۰۶۶۶۳۶، ۱۰۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۰۸۳۲۹۵، ۱۰۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۱۰۰۰۰، ۱۱۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۱۱۶۶۵۹، ۱۱۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۱۳۳۳۱۸، ۱۱۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۱۴۹۹۷۷، ۱۱۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۱۶۶۶۳۶، ۱۱۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۱۸۳۲۹۵، ۱۱۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۲۰۰۰۰، ۱۲۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۲۱۶۶۵۹، ۱۲۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۲۳۳۳۱۸، ۱۲۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۲۴۹۹۷۷، ۱۲۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۲۶۶۶۳۶، ۱۲۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۲۸۳۲۹۵، ۱۲۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۳۰۰۰۰، ۱۳۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۳۱۶۶۵۹، ۱۳۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۳۳۳۳۱۸، ۱۳۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۳۴۹۹۷۷، ۱۳۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۳۶۶۶۳۶، ۱۳۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۳۸۳۲۹۵، ۱۳۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۴۰۰۰۰، ۱۴۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۴۱۶۶۵۹، ۱۴۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۴۳۳۳۱۸، ۱۴۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۴۴۹۹۷۷، ۱۴۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۴۶۶۶۳۶، ۱۴۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۴۸۳۲۹۵، ۱۴۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۵۰۰۰۰، ۱۵۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۵۱۶۶۵۹، ۱۵۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۵۳۳۳۱۸، ۱۵۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۵۴۹۹۷۷، ۱۵۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۵۶۶۶۳۶، ۱۵۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۵۸۳۲۹۵، ۱۵۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۶۰۰۰۰، ۱۶۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۶۱۶۶۵۹، ۱۶۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۶۳۳۳۱۸، ۱۶۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۶۴۹۹۷۷، ۱۶۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۶۶۶۶۳۶، ۱۶۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۶۸۳۲۹۵، ۱۶۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۷۰۰۰۰، ۱۷۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۷۱۶۶۵۹، ۱۷۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۷۳۳۳۱۸، ۱۷۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۷۴۹۹۷۷، ۱۷۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۷۶۶۶۳۶، ۱۷۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۷۸۳۲۹۵، ۱۷۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۸۰۰۰۰، ۱۸۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۸۱۶۶۵۹، ۱۸۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۸۳۳۳۱۸، ۱۸۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۸۴۹۹۷۷، ۱۸۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۸۶۶۶۳۶، ۱۸۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۸۸۳۲۹۵، ۱۸۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۱۹۰۰۰۰، ۱۹۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۱۹۱۶۶۵۹، ۱۹۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۱۹۳۳۳۱۸، ۱۹۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۱۹۴۹۹۷۷، ۱۹۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۱۹۶۶۶۳۶، ۱۹۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۱۹۸۳۲۹۵، ۱۹۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۰۰۰۰۰، ۲۰۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۰۱۶۶۵۹، ۲۰۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۰۳۳۳۱۸، ۲۰۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۰۴۹۹۷۷، ۲۰۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۰۶۶۶۳۶، ۲۰۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۰۸۳۲۹۵، ۲۰۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۱۰۰۰۰، ۲۱۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۱۱۶۶۵۹، ۲۱۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۱۳۳۳۱۸، ۲۱۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۱۴۹۹۷۷، ۲۱۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۱۶۶۶۳۶، ۲۱۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۱۸۳۲۹۵، ۲۱۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۲۰۰۰۰، ۲۲۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۲۱۶۶۵۹، ۲۲۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۲۳۳۳۱۸، ۲۲۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۲۴۹۹۷۷، ۲۲۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۲۶۶۶۳۶، ۲۲۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۲۸۳۲۹۵، ۲۲۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۳۰۰۰۰، ۲۳۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۳۱۶۶۵۹، ۲۳۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۳۳۳۳۱۸، ۲۳۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۳۴۹۹۷۷، ۲۳۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۳۶۶۶۳۶، ۲۳۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۳۸۳۲۹۵، ۲۳۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۴۰۰۰۰، ۲۴۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۴۱۶۶۵۹، ۲۴۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۴۳۳۳۱۸، ۲۴۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۴۴۹۹۷۷، ۲۴۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۴۶۶۶۳۶، ۲۴۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۴۸۳۲۹۵، ۲۴۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۵۰۰۰۰، ۲۵۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۵۱۶۶۵۹، ۲۵۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۵۳۳۳۱۸، ۲۵۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۵۴۹۹۷۷، ۲۵۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۵۶۶۶۳۶، ۲۵۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۵۸۳۲۹۵، ۲۵۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۶۰۰۰۰، ۲۶۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۶۱۶۶۵۹، ۲۶۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۶۳۳۳۱۸، ۲۶۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۶۴۹۹۷۷، ۲۶۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۶۶۶۶۳۶، ۲۶۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۶۸۳۲۹۵، ۲۶۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۷۰۰۰۰، ۲۷۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۷۱۶۶۵۹، ۲۷۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۷۳۳۳۱۸، ۲۷۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۷۴۹۹۷۷، ۲۷۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۷۶۶۶۳۶، ۲۷۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۷۸۳۲۹۵، ۲۷۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۸۰۰۰۰، ۲۸۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۸۱۶۶۵۹، ۲۸۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۸۳۳۳۱۸، ۲۸۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۸۴۹۹۷۷، ۲۸۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۸۶۶۶۳۶، ۲۸۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۸۸۳۲۹۵، ۲۸۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۲۹۰۰۰۰، ۲۹۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۲۹۱۶۶۵۹، ۲۹۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۲۹۳۳۳۱۸، ۲۹۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۲۹۴۹۹۷۷، ۲۹۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۲۹۶۶۶۳۶، ۲۹۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۲۹۸۳۲۹۵، ۲۹۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۰۰۰۰۰، ۳۰۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۰۱۶۶۵۹، ۳۰۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۰۳۳۳۱۸، ۳۰۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۰۴۹۹۷۷، ۳۰۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۰۶۶۶۳۶، ۳۰۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۰۸۳۲۹۵، ۳۰۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۱۰۰۰۰، ۳۱۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۱۱۶۶۵۹، ۳۱۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۱۳۳۳۱۸، ۳۱۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۱۴۹۹۷۷، ۳۱۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۱۶۶۶۳۶، ۳۱۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۱۸۳۲۹۵، ۳۱۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۲۰۰۰۰، ۳۲۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۲۱۶۶۵۹، ۳۲۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۲۳۳۳۱۸، ۳۲۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۲۴۹۹۷۷، ۳۲۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۲۶۶۶۳۶، ۳۲۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۲۸۳۲۹۵، ۳۲۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۰۰۰۰، ۳۳۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۱۶۶۵۹، ۳۳۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۳۳۳۱۸، ۳۳۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۴۹۹۷۷، ۳۳۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۶۶۶۳۶، ۳۳۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۳۸۳۲۹۵، ۳۳۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۴۰۰۰۰، ۳۴۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۴۱۶۶۵۹، ۳۴۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۴۳۳۳۱۸، ۳۴۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۴۴۹۹۷۷، ۳۴۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۴۶۶۶۳۶، ۳۴۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۴۸۳۲۹۵، ۳۴۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۵۰۰۰۰، ۳۵۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۵۱۶۶۵۹، ۳۵۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۵۳۳۳۱۸، ۳۵۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۵۴۹۹۷۷، ۳۵۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۵۶۶۶۳۶، ۳۵۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۵۸۳۲۹۵، ۳۵۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۶۰۰۰۰، ۳۶۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۶۱۶۶۵۹، ۳۶۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۶۳۳۳۱۸، ۳۶۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۶۴۹۹۷۷، ۳۶۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۶۶۶۶۳۶، ۳۶۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۶۸۳۲۹۵، ۳۶۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۷۰۰۰۰، ۳۷۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۷۱۶۶۵۹، ۳۷۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۷۳۳۳۱۸، ۳۷۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۷۴۹۹۷۷، ۳۷۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۷۶۶۶۳۶، ۳۷۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۷۸۳۲۹۵، ۳۷۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۸۰۰۰۰، ۳۸۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۸۱۶۶۵۹، ۳۸۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۸۳۳۳۱۸، ۳۸۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۸۴۹۹۷۷، ۳۸۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۸۶۶۶۳۶، ۳۸۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۸۸۳۲۹۵، ۳۸۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۳۹۰۰۰۰، ۳۹۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۳۹۱۶۶۵۹، ۳۹۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۳۹۳۳۳۱۸، ۳۹۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۳۹۴۹۹۷۷، ۳۹۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۳۹۶۶۶۳۶، ۳۹۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۳۹۸۳۲۹۵، ۳۹۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۴۰۰۰۰۰، ۴۰۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۴۰۱۶۶۵۹، ۴۰۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۴۰۳۳۳۱۸، ۴۰۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۴۰۴۹۹۷۷، ۴۰۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۴۰۶۶۶۳۶، ۴۰۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۴۰۸۳۲۹۵، ۴۰۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۴۱۰۰۰۰، ۴۱۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۴۱۱۶۶۵۹، ۴۱۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۴۱۳۳۳۱۸، ۴۱۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۴۱۴۹۹۷۷، ۴۱۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۴۱۶۶۶۳۶، ۴۱۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۴۱۸۳۲۹۵، ۴۱۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۴۲۰۰۰۰، ۴۲۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۴۲۱۶۶۵۹، ۴۲۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۴۲۳۳۳۱۸، ۴۲۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۴۲۴۹۹۷۷، ۴۲۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۴۲۶۶۶۳۶، ۴۲۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۴۲۸۳۲۹۵، ۴۲۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۴۳۰۰۰۰، ۴۳۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۴۳۱۶۶۵۹، ۴۳۱۶۶۵۹ + ۱۶۶۵۹ = ۴۳۳۳۳۱۸، ۴۳۳۳۳۱۸ + ۱۶۶۵۹ = ۴۳۴۹۹۷۷، ۴۳۴۹۹۷۷ + ۱۶۶۵۹ = ۴۳۶۶۶۳۶، ۴۳۶۶۶۳۶ + ۱۶۶۵۹ = ۴۳۸۳۲۹۵، ۴۳۸۳۲۹۵ + ۱۶۶۵۹ = ۴۴۰۰۰۰، ۴۴۰۰۰۰ + ۱۶۶۵۹ = ۴

ربیع الاول ۲ ہجری قمری = ۳۲ - ۲۹ = ۳ ستمبر ۶۲۳ عیسوی جیولین برطانیق کیم محرم ۲ ہجری قمریہ شمسی، تاریخ
قرآن ۱۳۱ گست ۶۲۳ عیسوی یوقت ۱۱:۱۷ روز بدھ پلس صبح تاریخ ۲ ستمبر ۶۲۳ عیسوی روز جمعہ ۲ ستمبر
۶۲۳ عیسوی جیولین کا دن = (۶۲۲ × ۲۵) کا حاصل ضرب بخذف کسر) + ۲۳۵ = ۱۰۲۲، ۱۰۲۲ تقسیم ۷ کا
باقی ماہہ = صفر = جمعہ

عیسوی جیولین	دن	قمریہ شمسی ہجری بھساب کیسہ محرم	قمریہ شمسی ہجری بھساب کیسہ شوال	قمری ہجری	تاریخ قرآن	وقت قرآن
۶ ستمبر ۶۲۳ عیسوی	جمعہ	کیم محرم الاول ۲ ہجری	کیم محرم ۲ ہجری	کیم ربیع الاول ۲ ہجری	۱۳۱ گست ۶۲۳ء	۱۷:۱۷
۱۲ اکتوبر	اتوار	کیم محرم الثانی (کیسہ)	کیم صفر	کیم ربیع الثانی	۳۰ ستمبر	۰۲:۰۳
۱۳ اکتوبر	سوموار	کیم صفر	کیم ربیع الاول	کیم جمادی الاولیٰ	۲۹ اکتوبر	۰۳:۱۳
۳۰ نومبر	بدھ	کیم ربیع الاول	کیم ربیع الثانی	کیم جمادی الاخریٰ	۲۸ نومبر	۰۶:۰۱
۲۹ دسمبر	جمعرات	کیم ربیع الثانی	کیم جمادی الاولیٰ	کیم رجب	۲۷ دسمبر	۰۳:۱۲
۲۸ جنوری ۶۲۳ء	ہفتہ	کیم جمادی الاولیٰ	کیم جمادی الاخریٰ	کیم شعبان	۲۵ جنوری ۶۲۳ء	۰۳:۲۳
۲۶ فروری	اتوار	کیم جمادی الاخریٰ	کیم رجب	کیم رمضان	۲۴ فروری	۰۲:۱۲
۲۷ مارچ	منگل	کیم رجب	کیم شعبان	کیم شوال	۲۳ مارچ	۱۶:۲۳
۱۲ اپریل	بدھ	کیم شعبان	کیم رمضان	کیم ذی قعدہ	۲۳ اپریل	۲۶:۱۲
۲۵ مئی	جمعہ	کیم رمضان	کیم شوال	کیم ذی الحجہ	۲۳ مئی	۰۶:۰۲
۲۳ جون	ہفتہ	کیم شوال	کیم شوال الثانی کیسہ	کیم محرم ۳ ہجری	۲۱ جون	۰۲:۱۸
۲۳ جولائی	سوموار	کیم ذی قعدہ	کیم ذی قعدہ	کیم صفر	۲۱ جولائی	۰۳:۰۹
۱۲ گست	بدھ	کیم ذی الحجہ	کیم ذی الحجہ	کیم ربیع الاول	۲۰ گست	۰۳:۰۰

۱۔ غزوہ ذی العشیرہ:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یہ ہے

میسوی جولین دن قمریہ شمسی ہجری پکیسہ محرم قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
۱۳۱ اکتوبر ۲۲۳ء سووار یکم صفر ۲ ہجری یکم جمادی الاولیٰ ۲ ہجری ۱۲۹ اکتوبر ۱۳۰

جملہ مؤرخین ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی، ابن سعد، ابن حبیب اور طبری وغیرہ نے
غزوات کی ابتدا غزوہ ابواء سے کی ہے لیکن یہ محض دو تقویمی التباس ہے۔ مؤرخین بلکہ محدثین کرام نے بھی
سب سے پہلے وقوع پذیر ہونے والے غزوہ ذی العشرہ کو کئی ماہ مؤخر اور غزوہ ابواء کو مقدم کر دیا۔ غزوہ
عشرہ ہی سب سے پہلا غزوہ ہے۔ دلائل درج ذیل ہیں:-

(الف) صحیح مسلم میں ہے:

عن ابی اسحق السبیعی قال قلت لزیبہ بن ارقم کم غزرا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قال تسع عشرة فقلت کم غزوات انت
معہ؟ قال سبع عشرة غزوة قال قلت فما اول غزوة غزاها؟ قال
ذات العشرہ او العشر (۱۴)

ابو اسحق سبیعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے زبید بن ارقم سے پوچھا
کہ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کتنے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ انیس
غزوات ہوئے پھر میں نے پوچھا کہ آپ نے کتنے غزوات میں آپ ﷺ
کے ساتھ شرکت کی تو انہوں نے جواب دیا کہ سترہ غزوات میں شرکت کی پھر
میں نے پوچھا پہلا غزوہ کونسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ
سب سے پہلے (غزوہ) ذات العشر یا ذات العشر میں نکلے تھے۔

اسی مضمون کی روایت صحیح بخاری میں بھی موجود ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اپنی مشہور کتاب
الہدایۃ والنبایۃ میں یوں تبصرہ کیا ہے:-

هذا الحديث ظاهر في ان اول الغزوات العشرية اللهم الا ان
يكون المراد اول غزاة شهدها زيد بن ارقم مع النبي صلي الله
عليه وسلم وحينئذ لا ينفي ان يكون قبلها غيرها لم يشهدها زيد
بن ارقم و بهلنا يحصل الجمع بين ما ذكر و بين هذا الحديث
والله اعلم (۱۵)

یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ غزوہٴ العطیرہ سب سے پہلا غزوہ ہے، اسے اللہ! (تو ہی) بہتر جانتا ہے ہماری سمجھ میں تو نہیں آ رہا) مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے جس میں زید بن ارقمؓ نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس صورت میں اس امر کی نفی نہیں ہوتی کہ اس (غزوہٴ عثیرہ) سے پہلے بھی اور غزوات ہوئے ہوں جن میں زید بن ارقم شریک نہ ہوئے ہوں یوں اس حدیث اور جو کچھ پہلے مذکور ہو چکا ہے، کے درمیان جمع و تطبیق ہو جاتی ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ علامہ ابن کثیرؒ کی مذکورہ رائے سے ہرگز عقیدہ کشفانی نہیں ہوتی۔ دیگر مؤرخین کی طرح ابن کثیرؒ بھی دو تقویمی التباس کا شکار ہوئے ورنہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت اپنے مفہوم و مدلول میں بالکل واضح ہے کہ غزوہٴ ذی العطیرہ ہی سب سے پہلا غزوہ ہے۔

(ب) غزوہ بدر اوائلی جس میں کرز بن جابر قمری کا تعاقب مقصود تھا، بقول ابن سعد اور اقدی ریح الاول ۲ ہجری کا واقعہ ہے (۱۶) جبکہ ابن حبیب بغدادی نے ۱۲ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری بروز سوموار کا واقعہ قرار دیا ہے (۱۷) اس سے ثابت ہوا کہ ابن حبیب بغدادی نے غزوہ بدر اوائلی کی توفیق خالص قمری تقویم میں اور ابن سعد اور اقدی نے اس کی توفیق قمریہ شمسی تقویم میں کی ہے۔ تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:-

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی ہجری کیسہ محرم قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
۳۰ نومبر ۶۲۳ء بدھ یکم ربیع الاول ۲ ہجری یکم جمادی الاخریٰ ۲ ہجری ۲۸ نومبر ۶۰۶ء

مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی کے بالمقابل قمری مہینہ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری کا ہے۔ کئی سیرت نگاروں مثلاً ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ غزوہٴ ذی العطیرہ کے دس روز بعد غزوہٴ بدر اوائلی ہوا تھا (۱۸)۔ جب غزوہ بدر اوائلی کا ربیع الاول قمریہ شمسی میں ہونا ثابت ہو گیا تو غزوہٴ ذی العطیرہ کا صرف قمریہ شمسی میں ہونا اظہر من الشمس ہو گیا جیسا کہ ہم نے غزوہٴ ذی العطیرہ کی اس توفیقی بحث کی ابتدا ہی میں تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ پیش کر دیا ہے جس سے واضح ہو رہا ہے کہ صرف ۲ ہجری قمریہ شمسی (بمساب کیسہ محرم) کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری ہے۔ چونکہ ابتدائی مسودات میں غزوہٴ ابواء کی توفیق قمریہ شمسی تقویم میں اور غزوہٴ ذی العطیرہ کی توفیق خالص قمری تقویم میں ہوئی اس لئے سیرت نگاروں نے غزوہٴ ابواء کو ناحق مقدم اور غزوہٴ ذی العطیرہ کو ناحق کئی ماہ

مؤخر کر دیا حالانکہ دونوں کا مہینہ ایک ہی ہے۔

ابن حبیب نے غزوہ ابواء سے واپسی کی تاریخ کیم ربیع الاول ۲ ہجری بیان کی ہے (۱۹) غزوہ بدر اوتی مہینہ طور پر غزوہ عثیرہ سے کوئی دس روز بعد ہوا تھا اور غزوہ عثیرہ کا قمریہ شمسی مہینہ صفر ثابت ہو چکا ہے اور غزوہ بدر اوتی کی قمریہ شمسی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۲ ہجری بمطابق ۱۲ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری ثابت ہو چکی ہے پس واضح ہوا کہ دو تقویمی التباس کی وجہ سے سیرت نگاروں نے غزوہ ابواء اور غزوہ ذی العطیرہ کی تفصیلات کو الگ الگ سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ دونوں غزوات ایک ہی مہم کا حصہ ہیں۔ مگر فرغور کیجئے کہ سیرت نگاروں کی تصریح کے مطابق غزوہ بدر اوتی کا وقوع غزوہ ذی العطیرہ سے کوئی دس روز بعد ہوا یعنی غزوہ بدر اوتی سے پہلے جو آخری غزوہ ہوا ہے وہ غزوہ ذی العطیرہ ہے دوسری طرف غزوہ بدر اوتی کی تاریخ ابن سہاور واقدی نے ربیع الاول ۲ ہجری بیان کی ہے جبکہ ابن حبیب نے ۱۲ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری بیان کی ہے پس ۱۲ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمری توقيت ہے جس کے بالمقابل قمریہ شمسی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۲ ہجری ہوئی اور اس سے گیارہ روز قبل کی تاریخ کیم ربیع الاول ہوئی اور سبب تاریخ ابن حبیب نے غزوہ ابواء سے مراجعت کی گئی ہے کیا اس سے ثابت نہیں ہو گیا کہ مؤرخین نے دو تقویمی التباس کی بنا پر دونوں غزوات سے مراجعت کی ایک ہی توقيت کر دی ہے کہ یہ مراجعت کیم ربیع الاول ۲ ہجری کو ہوئی تھی؟ حالانکہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ آئیے دیکھیں کہ غزوہ ذی العطیرہ ہوا لیکن غزوہ ہے، اس سے مراجعت کی اصل تاریخ کوئی ہے۔ ابن حبیب نے غزوہ ذی العطیرہ سے مراجعت کی تاریخ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری لکھی ہے (۲۰) لیکن یہ یقیناً کتابت کی غلطی ہے کیونکہ خود ابن حبیب نے اس کے بعد وقوع پذیر غزوہ بدر اوتی کی تاریخ ۱۲ جمادی الاخریٰ لکھی ہے (۲۱) پس غزوہ ذی العطیرہ سے مراجعت کی صحیح تاریخ ۲۲ جمادی الاخریٰ نہیں بلکہ ۲۲ جمادی الاوتی ہو سکتی ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ قمری توقيت ہے اس کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ او ر تاریخ ۲۲ صفر ۲ ہجری قمری ہو ہے۔ پس غزوہ ذی العطیرہ سے مراجعت ۲۲ صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۲ جمادی الاوتی ۲ ہجری قمری کو ہوئی اس مہینے کے بقیہ دنوں میں غزوہ ابواء ہوا جس سے مراجعت کی تاریخ بقول ابن حبیب کیم ربیع الاول ۲ ہجری ہے یہ قمریہ شمسی توقيت ہے خالص قمری تاریخ کیم جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمری ہوئی۔

(ج) غزوہ ابواء اور غزوہ ذی العطیرہ دونوں ایک ہی مہم کا حصہ ہیں جن کا اصل مقصد بنو مدلیج اور بنو صمرہ قبائل سے صلح اور امن کا معاہدہ کرنا تھا اور رضمناً قریش مکہ کے تجارتی قافلوں کا تعاقب بھی مقصود تھا۔ مدینہ کے پڑوس میں آبا دیہود قبائل سے بیثاق مدینہ کے بعد رسول اکرم ﷺ کی خواہش یہ تھی کہ صلح اور

امن کے ان معاہدات کا دائرہ وسیع کیا جائے اور اردگرد کے عرب قبائل کو ان میں شامل کیا جائے چنانچہ آپ نے غزوہ ذی العشیرہ میں بنو مدیجہ اور ان کے حلفاء بنو صحرہ سے امن کا معاہدہ کیا لیکن بنو صحرہ کے اصل مساکن ابواء اور دقان میں تھے، اس لئے ان سے معاہدے کی تکمیل غزوہ ابواء کے ضمن میں ہوئی۔

۱۲/ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری کا دن ابن حبیب نے سوموار لکھا ہے لیکن اصل دن اتوار بنتا ہے قرآن شمس قمری تاریخ ۲۸ نومبر ۶۲۳ عیسوی بوقت ایک بج کر چھ منٹ صبح تھی۔ ۲۸ نومبر کو غروب شمس تک چاند کی عمر نہیں گھٹنے نہیں بنتی اس لئے چاند ۲۹ نومبر کو نظر آیا اور ۳۰ نومبر ۶۲۳ عیسوی بروز بدھ کیم جمادی الاخریٰ قمری بمطابق کیم ربیع الاول قمریہ شمسی ہوئی لہذا ۱۲ تاریخ کو دن اتوار ہوا۔ ویسے عام حالات میں قمری تواریخ میں ایک دن کا تفاوت معمولی بات ہے۔ عین ممکن ہے کہ وادی سٹوان اور اس کے گرد و نواح میں صفر اور ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی دونوں مہینوں کا چاند ایک دن بعد نظر آیا ہو۔

پس غزوہ ذی العشیرہ کی تاریخ کیم صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق کیم جمادی الاوٰلیٰ قمری بمطابق ۱۳۱ اکتوبر ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز سوموار ہے مراجعت کی تاریخ ۲۲ صفر ۲ ہجری قمریہ شمسی (پہ کیسہ محرم) بمطابق ۲۲ جمادی الاوٰلیٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۱ نومبر ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز سوموار ہے۔ غزوہ ابواء اس کے بعد ہوا جس سے مراجعت کی تاریخ کیم ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی (پہ کیسہ محرم) بمطابق کیم جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۳۰ نومبر ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز بدھ ہے۔

۲۔ غزوہ ابواء:

اس کی توثیق پر بحث غزوہ ذی العشیرہ پر بحث کے ضمن میں ہو چکی ہے، ابن حبیب بغدادی نے غزوہ ابواء کی تاریخ کیم صفر ۲ ہجری بیان کی ہے (۲۲) اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ قمریہ شمسی تاریخ ہے جس کے بالتقابل قمری تاریخ کیم جمادی الاوٰلیٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی ہے، اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ دراصل غزوہ ذی العشیرہ کی تاریخ ہے۔

۳۔ غزوہ بدر الاوٰلیٰ:

اس کی توثیق پر بحث بھی غزوہ ذی العشیرہ پر بحث کے ضمن میں ہو چکی ہے۔ اسکی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی (بمساب کیسہ محرم) بمطابق ۱۲ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۱ دسمبر

۶۲۳ عیسوی جیولین بروز اتوار ہے۔

۴۔ غزوہ بواط:

اس کا مہینہ ابن کثیر نے ربیع الثانی ۲ ہجری لکھا ہے (۲۳) ابن حبیب بغدادی نے اس غزوے کے لئے روا لگی ۳ ربیع الثانی ۲ ہجری بروز سوموار اور مراجعت ۲۰ ربیع الثانی ۲ ہجری بروز سوموار کی لکھی ہے۔ (۲۴) اگر ۲۰ ربیع الثانی کو سوموار ہو تو اس سے پہلے کا سوموار ۱۳ ربیع الثانی کو بنتا ہے نہ کہ ۳ ربیع الثانی کو، پس ۳ ربیع الثانی یقیناً کتابت کی غلطی ہے تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی ہجری کیسہ محرم قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
۲۹ دسمبر ۶۲۳ء جمعرات یکم ربیع الثانی ۲ ہجری یکم رجب ۲ ہجری ۲۷ دسمبر ۱۴:۰۴
مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ غزوہ بواط کا مہینہ ربیع الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل خالص قمری تقویم کا مہینہ رجب ۲ ہجری ہے۔ لیکن ۱۳ اور ۲۰ ربیع الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی کو دن سوموار کی بجائے منگل برآمد ہوتا ہے۔ قرآن کی تاریخ ۲۷ دسمبر ۶۲۳ عیسوی بوقت بارہ بج کر چار منٹ پر ہے۔ ۲۸ دسمبر کو غروب شمس کے وقت چاند کی عمر ۲۴ گھنٹے سے بھی زائد ہو چکی تھی لہذا چاند نظر آیا اور ۲۹ دسمبر بروز جمعرات یکم ربیع الثانی قمریہ شمسی ہوئی اور ۱۳ ربیع الثانی اور ۲۰ ربیع الثانی کو منگل کا دن ہوا۔ پس غزوہ بواط کی تاریخ ۱۳ ربیع الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۳ رجب ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۰ جنوری ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز منگل ہے مراجعت کی تاریخ ۲۰ ربیع الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی (پہ کیسہ محرم) بمطابق ۲۰ رجب ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۷ جنوری ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز منگل ہے۔ اگر اس ربیع الثانی کو خالص قمری تقویم کا لیا جائے تو تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہوگا:-

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی ہجری کیسہ محرم قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
۲ اکتوبر ۶۲۳ء اتوار یکم محرم الثانی کیسہ ۲ ہجری یکم ربیع الثانی ۲ ہجری ۳۰ ستمبر ۰۴:۰۲

مذکورہ جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ یکم ربیع الثانی ۲ ہجری قمری کو اتوار کا دن تھا لہذا ۱۳ اور ۲۰ ربیع الثانی قمری کو جمعہ کا دن ہوا۔ قمری تو تاریخ میں ایک دن کا فرق تو معمولی بات ہے اس سے زیادہ کا نہیں ہونا چاہئے، پس غزوہ بواط کا ربیع الثانی قمریہ شمسی ہے قمری نہیں۔ دوسرا ثبوت یہ ہے کہ قبل ازیں واضح کیا جا چکا ہے کہ سب سے پہلے غزوہ ذی العشرہ اور اس کے بعد غزوہ ابواء دونوں کا قمریہ شمسی مہینہ صفر ۲ ہجری

اور قمری مہینہ جمادی الاولیٰ ۲ ہجری ہے اگر غزوہ بواط کے ربیع الثانی کو قمریہ شمسی کی بجائے قمری قرار دیا جائے تو اس کے بالمقابل قمریہ شمسی مہینہ محرم الثانی (کیسہ) کا ہے، تو غزوہ بواط کو سب سے پہلا غزوہ قرار دینا ہوگا حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے، پس غزوہ بواط کا ربیع الثانی یقیناً قمریہ شمسی ہے لیکن سیرت نگاروں نے دو تقویمی التباس کی بنا پر اسے غزوہ ذی العشرہ سے مقدم کر دیا، کیونکہ غزوہ ذی العشرہ کا قمری مہینہ جمادی الاولیٰ ۲ ہجری ہے اور سیرت نگاروں نے غزوہ بواط کے ربیع الثانی کو غلطی سے قمری مہینہ سمجھتے ہوئے اسے مقدم کر ڈالا اور غزوہ ذی العشرہ کو مؤخر کر دیا، حالانکہ کدشہ صفحات میں ناقابل تردید دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا غزوہ ذی العشرہ کو سب سے پہلا غزوہ قرار دینا بالکل درست ہے کیونکہ اس کا قمریہ شمسی مہینہ صفر ۲ ہجری ہے۔

۵۔ سریہ عبداللہ بن جحش:

تقابلی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی قمریہ شمسی قمریہ شمسی تاریخ قرآن وقت قرآن
بھسب کیسہ محرم کیسہ شوال

۲۶ فروری ۶۲۳ء اتوار یکم جمادی الاخریٰ ۲ ہجری یکم رجب ۲ ہجری یکم رمضان ۲ ہجری ۲۳ فروری ۱۱:۰۲
یہ سریہ ۳۰ جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بھسب کیسہ محرم بمطابق ۳۰ رجب ۲ ہجری قمریہ شمسی بھسب کیسہ شوال بمطابق ۳۰ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۶ مارچ ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز سوموار کا ہے۔ لیکن قریش مکہ نے اسے یکم رجب ۲ ہجری قمریہ شمسی بھسب کیسہ محرم کا واقعہ قرار دے کر مسلمانوں کو مہطون کرنا شروع کر دیا کہ انہوں نے رجب کے حرمت والے مہینے کی حرمت کو پامال کر دیا ہے ممکن ہے انہیں غلط فہمی ہوئی ہو کیونکہ ان دنوں ولادت قرآن و قرآن شمس و قمر کے صحیح اوقات کے تعیین کی وہ سہولتیں میسر نہ تھیں جو دو ہزار حاضر میں ہمیں حاصل ہیں تو جدید تحقیق سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ جمادی الاخریٰ کا مہینہ ۲۹ دن کا نہیں بلکہ تیس دن کا تھا لہذا ۳۰ جمادی الاخریٰ کو یکم رجب قرار دینا قطعاً غلط ہے چنانچہ اگلے ماہ کے لئے تقابلی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی ہجری قمریہ شمسی ہجری بھسب کیسہ محرم کیسہ شوال تاریخ قرآن وقت قرآن

۲۷ مارچ ۱۹۲۳ء منگل تکیم رجب ۲ ہجری تکیم شعبان ۲ ہجری تکیم شوال ۲ ہجری ۱۲۳ اپریل ۲۳:۱۶
 ۱۲۵ اپریل بدھ تکیم شعبان تکیم رمضان تکیم ذی قعدہ ۱۲۳ اپریل ۱۴:۲۶
 اس سے پہلے ہم دیکھ چکے ہیں کہ تکیم جمادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کبیسہ محرم کے
 بالمقابل عیسوی تاریخ ۲۶ فروری ۱۹۲۳ عیسوی ہے کیونکہ قرآن مؤرخہ ۲۳ فروری کو بوقت گیا رہ بجز دو منٹ
 پر ہوا تھا پس چاند اگلے روز ۲۵ فروری کو نظر آیا اور ۲۶ فروری کو تکیم جمادی الاخریٰ ہوئی۔ اگلے ماہ کا قرآن
 ۲۳ مارچ ۱۹۲۳ عیسوی جولین کو ۲۳ بج کر ۱۶ منٹ پر ہوا۔ ۲۵ مارچ کو غروب شمس کے وقت تک چاند کی عمر
 ۲۰ گھنٹے نہیں بنتی لہذا چاند ۲۶ مارچ کو نظر آیا اور ۲۷ مارچ کو تکیم رجب قمریہ شمسی بحساب کبیسہ محرم ہوئی پس
 جمادی الاخریٰ کا مہینہ ۲۶ فروری سے ۲۶ مارچ تک رہا یہ مدت تیس دن بنی یہاں یہ یاد رہے کہ سال ۱۲۳
 عیسوی لیپ کا سال ہے لہذا فروری کا مہینہ ۲۹ دن کا شمار ہوگا۔

اگلے مہینہ قرآن ۲۳ اپریل ۱۹۲۳ عیسوی جولین کو بارہ بج کر چھتیس منٹ پر ہوا لہذا چاند ۲۳
 اپریل کو نظر آیا اور ۲۵ اپریل کو تکیم شعبان قمریہ شمسی بحساب کبیسہ محرم ہوئی یعنی رجب کا مہینہ ۲۷ مارچ اور
 ۲۳ اپریل کی تواریخ کے درمیان رہا یہ مدت ۲۹ دن بنتی ہے بالفاظ دیگر جمادی الاخریٰ ۳۰ دن کا تھا اور
 رجب کا مہینہ ۲۹ دن کا تھا۔ پس سر یہ عبداللہ بن جحش کی تاریخ ۳۰ جمادی الاخریٰ قرار دی جائے تو جمادی
 الاخریٰ کو ۲۹ دن کا قرار دے کر ۳۰ جمادی الاخریٰ کو تکیم رجب ٹھہرانا غلط ہوا اگر یہ سر یہ رجب کے اواخر میں
 مانا جائے تو رجب کا مہینہ تھا ہی ۲۹ دن کا، لہذا تکیم شعبان کو ۳۰ رجب ٹھہرانا درست نہ ہوا پس روز روشن کی
 طرح واضح ہو گیا کہ مسلمانوں نے ہرگز ہرگز رجب کی حرمت کو پامال نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب بات
 زیادہ بڑھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَسَالٍ فِيهِ قُلْ فِيهِ مَجْبُورٌ
 وَصَلَّعُنْ سَبِيلَ اللَّهِ وَكُفِّرْ بِهِ وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَآخِرَ نَجْ أَهْلِيهِ مِنْهُ
 أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (۲۵)۔

یہ لوگ تجھ سے حرمت والے مہینے میں لڑائی کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے کہ اس
 میں جنگ لڑنا بڑا گناہ ہے، اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنا، اس کے ساتھ اور مسجد
 حرام کے ساتھ کفر کرنا اور وہاں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکالنا بڑا گناہ اللہ کے
 نزدیک کہیں زیادہ بڑے جرائم ہیں اور فساد برپا کرنا تو قتل سے بڑا گناہ ہے۔

دیکھئے یہاں آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شہر حرام کی حرمت کو پامال کرنے کا ہرگز مجرم نہیں ٹھہرایا بلکہ مہر حرام کی حرمت کا محض شرعی حکم بیان فرما دیا ہے کہ اس میں جنگ لڑنا گناہ ہے اس کے بعد قریش مکہ کو لڑائی جناب دیا ہے کہ مسلمانوں پر تمہارا الزام بالفرض درست بھی ہو تو تمہارے جرائم تو اس سے کہیں زیادہ سنگین ہیں۔ پس ہماری نظر میں ایسی تاریخی روایات محل نظر ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن جحش سے اس لئے ناراض ہوئے تھے کہ انہوں نے مہر حرام میں کیوں جنگ کی ہے بلکہ ناصحی کا اصل سبب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحش کو قریش مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ بھیجا گیا تھا انہیں کسی سے جنگ لڑنے اور قریش مکہ کو خواہ مخواہ شدید مشتعل کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا۔ ان کا یہ قتال بلا اذن تھا بعد میں ان کی یہ اجتہادی خطا معاف کر دی گئی۔

چونکہ قریش مکہ نے ۳۰ ہجادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی (بمساب کیسہ مجرم) کی تاریخ کو ناحق کیم رجب قرار دینے پر اصرار جاری رکھا تو مسلمانوں نے کیسہ کا مہینہ مجرم کے بعد اڈائے کی بجائے شوال کے بعد ڈال دیا، یوں یہ رجب قمریہ شمسی اب شعبان قمریہ شمسی میں اور شعبان قمریہ شمسی اب رمضان قمریہ شمسی میں بدل گیا بعد کے تمام غزوات و سرایا کی توفیق سال ۲ ہجری قمریہ شمسی میں اسی کے مطابق ہوئی، جیسا کہ غزوہ بدر سے آخر تک کے تمام واقعات کی توفیقی بحث سے بخوبی واضح ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ سیرت نگاروں میں سے بعض حضرات نے اسے اوخر ہجادی الاخریٰ کے بعد کیم رجب کا واقعہ قرار دیا (۲۶) اور کسی نے اسے اوخر رجب سمجھتے ہوئے ۳۰ رجب کا واقعہ قرار دیا (۲۷) حالانکہ نہ تو ۳۰ ہجادی الاخریٰ کو کیم رجب قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کیم شعبان کو ۳۰ رجب ٹھہرایا جاسکتا ہے کیونکہ نہ تو ہجادی الاخریٰ ۲۹ دن کا ہوا تھا اور نہ ہی رجب تیس دن کا ہوا تھا، پس سریہ عبداللہ بن جحش کی قمریہ شمسی تاریخ بمساب کیسہ مجرم ۳ ہجادی الاخریٰ ۲ ہجری قمریہ شمسی بروز سوموار بمطابق ۳۰ رمضان ۲ ہجری بمطابق ۲۶ مارچ ۶۲۳ عیسوی جیولین ہے۔

۶۔ غزوہ بنیع اور بنو اسلم و بنو غنار سے معاہدات:

تقابلی توفیقی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی قمریہ شمسی بمساب قمریہ شمسی تاریخ قرآن وقت قرآن
بمساب کیسہ مجرم کیسہ شوال

۲۷ مارچ ۲۰۰۲ء منگل یکم رجب ۲ ہجری یکم شعبان ۲ ہجری یکم شوال ۲ ہجری ۲۳ مارچ ۲۳:۱۶
۱۲۵ اپریل بدھ یکم شعبان یکم رمضان یکم ذی قعدہ ۲۳ اپریل ۱۴:۲۶

ابن حبیب بغدادی نے غزوہ بدر کی تاریخ ۲ شعبان ۲ ہجری بروز جمعرات اور بنو اسلم و بنو غفار سے معاہدہ کی تاریخ ۱۴ شعبان ۲ ہجری بروز منگل بیان کی ہے۔ (۲۸) اگر یہاں شعبان قمریہ شمسی کو بحساب کیسے محرم لیا جائے تو مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ ۲ شعبان اور ۱۴ شعبان کو ٹھیک جمعرات اور منگل کے دن ہی برآمد ہوتے ہیں، لیکن یہ شعبان قمریہ شمسی بحساب کیسے محرم اس لئے نہیں ہو سکتا کہ یہ شعبان تو کیسے شوال دراصل رمضان قمریہ شمسی میں بدل گیا تھا اور اس رمضان کے اوائل سے ہی ابوسفیان کے تجارتی قافلے کے تعاقب کی تیاری شروع ہو گئی تھی، اس لئے یہ شعبان قمریہ شمسی بحساب کیسے شوال ہے جس میں ۲ شعبان اور ۱۴ شعبان کو صحیح دن بالترتیب بدھ اور سوموار کا برآمد ہوتا ہے، گو قمری تاریخ میں ایک دن کا فرق نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد دیگر تمام واقعات ٹھیک ٹھیک قمریہ شمسی تقویم میں بحساب کیسے شوال (سال ۲ ہجری قمریہ شمسی میں) درست بیٹھتے ہیں جیسا کہ آئندہ تقویتی مباحث سے واضح ہو جائے گا۔ پس غزوہ بدر کی تاریخ ۲ شعبان ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کیسے شوال بروز بدھ بمطابق ۲ شوال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۸ مارچ ۲۰۰۲ء عیسوی جیولین ہے جبکہ بنو اسلم اور بنو غفار سے معاہدات کی تاریخ ۱۴ شعبان ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کیسے شوال بروز سوموار بمطابق ۱۴ شوال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۹ اپریل ۲۰۰۲ء عیسوی جیولین ہے۔

۷۔ تحویل قبلہ:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی بحساب کیسے شوال قمریہ ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
۲۷ مارچ ۲۰۰۲ء منگل یکم شعبان ۲ ہجری یکم شوال ۲ ہجری ۲۳ مارچ ۲۳:۱۶
علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں تحویل قبلہ کی تاریخ ۱۵ شعبان ۲ ہجری بروز منگل بیان کی ہے۔ (۲۹) جدول سے صاف واضح ہے کہ یکم شعبان قمریہ شمسی کو منگل تھا پس ۱۵ شعبان کو بھی ٹھیک منگل کا ہی دن ہوا۔ تو تحویل قبلہ کی تاریخ ۱۵ شعبان ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کیسے شوال بروز منگل بمطابق ۱۵ شوال ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۰ اپریل ۲۰۰۲ء عیسوی جیولین ہے۔

۸۔ غزوہ بدر الکبریٰ:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جولین دن قمریہ شمسی بحساب کپسہ شوال قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
 ۱۷ اپریل ۶۲۳ء بدھ یکم رمضان ۲ ہجری یکم ذی قعدہ ۲ ہجری ۲۳ اپریل ۲۶:۱۴
 ابن سعد نے غزوہ بدر کے لئے روانگی کی تاریخ ۱۲ رمضان المبارک ۲ ہجری بروز ہفتہ بیان کی
 ہے۔ (۳۰) اور غزوے کی تاریخ ۱۷ رمضان المبارک ۲ ہجری بروز جمعہ بیان کی ہے اور اوتدی نے بھی یہی
 تاریخ لکھی ہے (۳۱) اگر ۱۷ رمضان المبارک کو جمعہ ہو تو ۱۲ رمضان کو ہفتہ نہیں بلکہ اتوار ہو سکتا ہے لہذا یہ
 کتابت کی غلطی ہے، چونکہ قمری تاریخ میں دن کا آغاز غروب شمس سے ہوتا ہے اور ممکن ہے غزوہ بدر کے لئے
 روانگی ۱۱ رمضان کو غروب سے کچھ پہلے بروز ہفتہ ہوئی ہو لہذا مغرب کے وقت یہ تاریخ ۱۲ رمضان ہو گئی۔
 ابن حبیب بغدادی نے اور ابن کثیر نے روانگی کی تاریخ ۸ رمضان لکھی ہے اور ابن حبیب نے
 دن بدھ لکھا ہے (۳۲) جبکہ غزوے کے وقوع کی تاریخ ۱۷ رمضان ۲ ہجری بروز جمعہ بیان کی ہے (۳۳/۱)
 دیگر تمام سیرت نگاروں نے بھی غزوہ بدر کی مشہور ترین تاریخ یہی ۱۷ رمضان اور دن جمعہ لکھا ہے
 (۳۳/۲) جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ رمضان قمریہ شمسی بحساب کپسہ شوال ہے جس کی پہلی تاریخ کو
 بدھ کا دن تھا پس ۱۷ رمضان کو ٹھیک جمعہ المبارک کا دن برآمد ہوتا ہے۔ غزوہ بدر سے واپسی کی تاریخ ابن
 حبیب نے ۲۲ رمضان ۲ ہجری لکھی ہے (۳۴) پس غزوہ رمضان کے لئے روانگی بقول ابن سعد ۱۱ رمضان
 المبارک ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کپسہ شوال بمطابق ۱۲ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۶ مئی ۶۲۳ عیسوی
 جولین بروز اتوار ہوئی جبکہ ابن حبیب اور ابن کثیر کے بقول یہ روانگی ۸ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب
 کپسہ شوال بمطابق ۸ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۲ مئی ۶۲۳ عیسوی جولین بروز بدھ ہوئی۔ غزوہ بدر
 ۱۷ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کپسہ شوال بمطابق ۱۷ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۱ مئی ۶۲۳
 عیسوی جولین بروز جمعہ المبارک ہوا۔ غزوہ بدر میں فتح کی بشارت بقول ابن کثیر مدینہ میں اتوار کو پہنچی تھی
 (۳۵) پس یہ تاریخ ۱۹ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۹ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۳ مئی ۶۲۳
 عیسوی جولین تھی۔ فتح کے بعد رسول اکرم ﷺ میدان بدر میں تین دن قیام فرمانے کے بعد سوموار کی
 رات کو وہاں سے مدینے کی جانب روانہ ہوئے تھے پس ۱۹ رمضان کو غروب شمس کے بعد یہ تاریخ ۲۰

رمضان قمریہ شمسی بمطابق ۲۰ ذی قعدہ قمری بمطابق ۱۳، ۱۴، ۱۵ مئی ۶۲۳ عیسوی جیولین تقیمی - مدینہ منورہ میں بقول ابن حبیب آپ ۲۲ رمضان کو پہنچے تھے، پس یہ تاریخ ۲۲ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کیسے شوال بمطابق ۲۲ ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۶ مئی ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز بدھ ہوئی۔

غزوہ بدر کا یہ رمضان یقیناً قمریہ شمسی ہے۔ دلائل درج ذیل ہیں:

(الف) اگر غزوہ بدر کے رمضان کو خالص قمری تقویم کا رمضان سمجھا جائے تو تقابلی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہوگا:

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی بحساب کیسے محرم قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
۲۶ فروری ۶۲۳ء اتوار یکم جمادی الاخریٰ ۲ ہجری یکم رمضان ۲ ہجری ۲۳ فروری ۱۱:۰۲
مذکورہ جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ سال ۲ ہجری میں خالص قمری رمضان کی پہلی تاریخ کو اتوار کا دن تھا پس ۱۷ رمضان ۲ ہجری قمری کو منگل کا دن ہوا حالانکہ غزوہ بدر کی ۱۷ رمضان کو جمعہ تھا قمری تواریخ میں ایک دن کا تفاوت تو قابل قبول ہو سکتا ہے یہاں تو چار دن کا فرق پڑ رہا ہے پس غزوہ بدر کا رمضان یقیناً قمریہ شمسی تھا قمری ہرگز نہ تھا۔

(ب) غزوہ بدر کے بعد اوائل شوال میں سریہ سالم بن عمیر ہوا جس میں ابو عتکب یہودی قتل ہوا تھا سیرت نگاروں کی تصریحات کے مطابق یہ گرمی کا موسم تھا۔ ابن سعد نے لکھا ہے:

حتى كانت ليلة صائفة فنام ابو عتکب في الفناء (۳۶)

یہاں تک کہ موسم گرمی کی رات ہوئی تو ابو عتکب گھن میں سو گیا۔

واقعی نے لکھا ہے کہ:

حتى كانت ليلة صائفة فنام ابو عتکب في الصيف في بني عمرو

بن عوف (۳۷)

یہاں تک کہ گرمی کی رات ہوئی تو ابو عتکب موسم گرمی میں بنو عمرو بن عوف (کے)

علاقے) میں گھن میں سو گیا۔

پس یہ شوال یقیناً قمریہ شمسی ہے ورنہ سال ۲ ہجری کے خالص قمری شوال کا عیسوی مہینہ مارچ بنتا ہے کیونکہ اوپر جدول میں ہم معلوم کر چکے ہیں کہ یکم رمضان ۲ ہجری قمری کو عیسوی تاریخ ۲۶ فروری ۶۲۳ عیسوی جیولین تقیمی پس شوال مارچ / اپریل میں ہوا یہ موسم بہار کے مہینے ہیں، موسم گرمی کے نہیں۔ جب سریہ

سالم بن عمیر کا شوال قمریہ شمسی ہوا تو اس سے پہلے غزوہ بدر کا رمضان بھی قمریہ شمسی ہوا۔
 (ج) ابن سعد وروایتی نے غزوہ بنی قینقاع کی تاریخ ۱۵ شوال ۲ ہجری بروز ہفتہ اور ابن حبیب نے ۷ صفر ۳ ہجری بروز اتوار بیان کی ہے (۳۸) تقابلی توثیقی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:-
 عیسوی جولین دن قمریہ شمسی بحساب کیسہ شوال قمری ہجری تاریخ قرآن و تہ قرآن
 ۲۳ جون ۶۲۳ء ہفتہ شوال الثانی (کیسہ) ۲ ہجری یکم محرم ۳ ہجری ۲۱ جون ۱۸:۰۲
 جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ یکم شوال کیسہ قمریہ شمسی کو ہفتہ کا دن تھا پس ۱۵ شوال ۲ ہجری کو بھی
 ٹھیک ہفتہ کا دن برآمد ہوتا ہے۔ ابن سعد وروایتی نے اس غزوے سے مراجعت کی تاریخ یکم ذی قعدہ
 ۲ ہجری بیان کی ہے کہ بنو قینقاع کا محاصرہ کوئی پندرہ دن تک جاری رہا تھا (۳۹) تقابلی توثیقی جدول کا
 متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جولین دن قمریہ شمسی کیسہ شوال قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
 ۲۳ جولائی ۶۲۳ء سوموار یکم ذی قعدہ ۲ ہجری یکم صفر ۳ ہجری ۲۱ جولائی ۰۹:۳۱
 جدول سے صاف واضح ہے کہ قمریہ شمسی ذی قعدہ کے بالمقابل قمری مہینہ صفر کا ہے پس ابن
 حبیب نے غزوہ بنی قینقاع کی توثیق قمری تقویم میں اور ابن سعد وروایتی نے اس کی توثیق قمریہ شمسی
 تقویم میں کی ہے۔ یکم صفر ۳ ہجری قمری بمطابق یکم ذی قعدہ ۲ ہجری قمریہ شمسی کو سوموار کا دن ہے پس ابن
 حبیب نے ۷ صفر ۳ ہجری کا دن اتوار بالکل صحیح لکھا ہے لیکن غالباً یہ بنو قینقاع کی جلاوطنی کی تاریخ ہے۔
 بہر حال اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ غزوہ بنو قینقاع کا شوال قمریہ شمسی ہے پس اس سے پہلے غزوہ بدر کا
 رمضان بھی یقیناً قمریہ شمسی ہے۔

(د) غزوہ مہظفان (ذی امر) بقول ابن ہشام ذی الحجہ ۲ ہجری کا واقعہ ہے (۴۰) جبکہ ابن سعد اور
 واقدی نے اس کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۳ ہجری بیان کی ہے (۴۱) تقابلی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:-
 عیسوی جولین دن قمریہ شمسی کیسہ شوال قمری ہجری تاریخ قرآن و تہ قرآن
 ۲۲ اگست ۶۲۳ء بدھ یکم ذی الحجہ ۲ ہجری یکم ربیع الاول ۳ ہجری ۲۰ اگست ۰:۳۰
 مذکورہ جدول سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ابن ہشام نے غزوہ مہظفان کی توثیق قمریہ شمسی
 میں کی ہے، اور ابن سعد وروایتی نے اس کی توثیق قمری تقویم میں کی ہے۔ پس جب غزوہ مہظفان کا

ذی الحجہ قمریہ شمسی ۱۱ بت ہو چکا تو زمینی ترتیب کے لحاظ سے اس سے پہلے غزوہ بدر کے رمضان کا قمریہ شمسی ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

(۵) مقالے کی دوسری قسط میں ہم ۱۱ بت کرچکے ہیں کہ مدنی دور میں رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے روزے قمریہ شمسی رمضان کے مطابق رکھے ہیں جو ہمیشہ موسم گرما کے مئی، جون کے مہینوں میں آیا کرتا تھا۔ غزوہ بدر میں گرمی کی شدت کی وجہ سے آپ نے مسلمانوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا تھا۔ اقدی نے لکھا ہے:

فصام یوماً او یومین ثم رجع ونادى منادیه یبعث العصاة انى مفطر
فأفطروا و ذالک انه قد کان قال لهم قبل ذلک فلم یفعلوا (۴۲)
تو آپ ﷺ نے ایک یا دو دن روزہ رکھا پھر نہیں رکھا اور آپ کی طرف سے
ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے منافقوں کی جماعت! (ازراہ
شفقت ایسے فرمایا) میں روزہ افطار کر رہا ہوں تم بھی افطار کر لو، اس (اعلان) کی
وجہ یہ تھی کہ اس سے پہلے بھی آپ نے انہیں (روزہ افطار کرنے کا) حکم صادر
فرمایا تھا لیکن انہوں نے (ابھی تک) ایسا نہیں کیا تھا (روزہ افطار نہیں کیا تھا)۔

ابن سعد کا قول ہے کہ غزوہ بدر کا دن سخت گرم تھا۔ مقالے کی دوسری قسط میں ہم یہ بھی بخوبی
ثابت کرچکے ہیں کہ سال ۸ ہجری میں غزوہ فتح مکہ کا رمضان اور سال ۹ ہجری میں غزوہ تبوک کا رمضان سخت
گرم موسم میں تھا (۴۳) حالانکہ ان سالوں کا خالص قمری رمضان دبیر اور جنوری کے مہینوں میں آیا تھا۔
پس سالہائے ۸ اور ۹ ہجری کے رمضان کی طرح غزوہ بدر کا رمضان بھی قمری نہیں بلکہ قمریہ شمسی تھا۔

۹۔ سریہ عمیر بن عدی:

ابن سعد نے اس کی تاریخ ۲۵ رمضان ۲ ہجری بیان کی ہے (۴۴) یہ غزوہ بدر کے جلد بعد کا
واقعہ ہے پس یہ رمضان قمریہ شمسی ہے۔ ۲۵/رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بمسابق کبیرہ شوال بمطابق ۲۵ رذی
قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۱۹ مئی ۶۲۳ عیسوی بروز ہفتہ ہے۔ تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ وہی ہے جو
غزوہ بدر کے توقیفی مباحث کی ابتدا میں دیا گیا ہے۔

۱۰۔ صدقہ عید الفطر کا وجوب:

عید الفطر سے دو دن پہلے اس کی تاریخ ۲۸/رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کیسہ شوال بمطابق ۲۸/ذی قعدہ ۲ ہجری قمری بمطابق ۲۲/مئی ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز منگل ہے تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ حسب سابق ہے۔

۱۱۔ عید الفطر:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی کیسہ شوال قمریہ ہجری تاریخ قرآن و تفسیر قرآن
۲۵ مئی ۶۲۳ء بمطابق المبارک کیم شوال الاول ۲ ہجری کیم ذی الحجہ ۲ ہجری ۲۳ مئی ۰۳:۴۶
چونکہ عید الفطر کیم شوال کو ہوا کرتی ہے لہذا مذکورہ جدول سے اس کی توقیت از خود واضح ہے۔

۱۲۔ غزوہ قرقرة الکدر:

اس کے لئے روایتی غزوہ بدر سے واپسی سے کوئی ایک ہفتہ بعد ہوئی تھی ماہ صیہب نے اس کی تاریخ کیم شوال ۲ ہجری بروز جمعہ لکھی ہے (۴۵)۔ عید الفطر والی مذکورہ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ عید الفطر کو واقعی جمعہ کا دن تھا۔ پس اس غزوے کے لئے روایتی عید الفطر کے روز غالباً شام کے وقت ہوئی۔ جیسا کہ جدول سے واضح ہے، یہ شوال قمریہ شمسی ہے جس کے بالمقابل خالص قمری مہینہ ذی الحجہ ۲ ہجری قمری کا ہے ابن سعد و راقدی نے اس غزوے کو نصف محرم ۳ ہجری کا واقعہ بیان کیا ہے (۴۶)۔ یہ محرم ۳ ہجری یقیناً قمری ہے۔ تقابلی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے:

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی کیسہ شوال قمریہ ہجری تاریخ قرآن و تفسیر قرآن
۲۳ جون ۶۲۳ء ہفتہ کیم شوال الثانی (کیسہ) کیم محرم ۳ ہجری ۲۱ جون ۱۸:۰۲
جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ ۱۵ محرم ۳ ہجری قمری کے بالمقابل قمریہ شمسی تاریخ ۱۵ شوال الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی ہے۔ حالانکہ اگر یہ غزوہ بدر سے واپسی پر کوئی ایک ہفتہ بعد ہوا ہے تو یہ شوال الاول قمریہ شمسی بحساب کیسہ شوال ہو سکتا ہے نہ کہ شوال الثانی قمریہ شمسی ہوا۔ نیز ابن صیہب نے غزوہ قرقرة الکدر کی روایتی تاریخ کیم شوال ۲ ہجری کو جمعہ کا دن لکھا ہے پس یہ کیم شوال الاول بروز جمعہ کا واقعہ

ہے۔ مزید برآں ۱۵ شوال الثانی ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۱۵ محرم ۳ ہجری قمریہ بروز ہفتہ تو غزوہ بنی قریظہ کی تاریخ ہے جیسا کہ آئندہ سطور میں آ رہا ہے پس غزوہ قرقر ۱۰ لکدر شوال لاول کا واقعہ ہے۔ عید الفطر کا دن جمعہ ہی تھا۔ ابن حبیب نے اس غزوے سے مراجعت کی تاریخ ۲۰ شوال ۲ ہجری قمریہ ہے (۳۷)۔ پس یہ غزوہ کیم شوال الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق کیم ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ بمطابق ۲۵ مئی ۶۲۴ عیسوی جولین بروز جمعہ کا بلحاظ روایتی ہے، مراجعت بقول ابن حبیب ۲۰ شوال کو ہوتی تھی پس یہ ۲۰ شوال الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق ۲۰ ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ بمطابق ۱۳ جون ۶۲۴ عیسوی بروز بدھ تھی۔

۱۳۔ سریہ غالب بن عبد اللہ اللہی:

ابن حبیب نے اس کی تاریخ ۱۰ شوال ۲ ہجری بروز اتوار بیان کی ہے (۳۸)۔ یہ شوال بھی شوال الاول قمریہ شمسی ہے تقابلی جدول کا متعلقہ حصہ وہی ہے جو عید الفطر کے سلسلے میں اوپر دی جا چکی ہے کیم شوال الاول ۲ ہجری قمریہ شمسی (عید الفطر) کو جمعہ کا دن تھا پس ۱۰ شوال کو ٹھیک اتوار کا دن ہی برآمد ہوتا ہے تو یہ تاریخ ۱۰ شوال ۲ ہجری قمریہ شمسی بحساب کیم شوال بمطابق ۱۰ ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ بمطابق ۳ جون ۶۲۴ عیسوی ہے۔ دن اتوار تھا۔

۱۴۔ مدینہ منورہ میں پہلی عید الفطر اور پاکستان کا جوہری تجربہ:

سیرت طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کسی بھی پرست، اہم اور مقدس واقعے کی بعد کے ادوار کے کسی واقعے سے کسی بھی طرح کی بھی مشابہت و موافقت یقیناً ایک بڑی سعادت اور خوش نصیبی ہے خواہ یہ موافقت حد و شریعہ کے اندر رہتے ہوئے کسی سوچے سمجھے منصوبے (Pre-planned Scheme) کے تحت ہو یا یہ محض حسینی اتفاق سے پیدا ہوئی ہو۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے جوہری قوت بن جانے کے سلسلے میں دو ریوی کے خوشگوار واقعات سے کسی بھی طرح کی مماثلت اور مشابہت ہمارے لئے بہت بڑی بشارت ہے جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں سورہ انفال میں ہے:

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ وَعَدُّوا
اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ ط (۳۹)

اور تم ان کے لئے جہاں تک تم سے ہو سکے، قوت تیار کرو اور مضبوط گھوڑے بھی تیار کرو جن کے ذریعہ تم اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن (یعنی کفار و مشرکین) کو مرعوب و خوف زدہ کرو۔

اس آیت کریمہ میں لفظ ”قوت“ میں عموم ہے کہ دشمنان اسلام کے خلاف ہر شعبہ زندگی میں ہر طرح کی قوت کے حصول کا اہتمام کرنا چاہئے، مرد و زمانہ کے ساتھ ساتھ حربی ذرائع اور وسائل بھی دینیہ بدنیہ ترقی پذیر رہتے ہیں، لہذا لفظ ”قوت“ کو عام رکھا گیا تاکہ یہ ہر دور کے تقاضوں پر جاوی و محیط ہو۔ عسکری و حربی شعبے میں دیگر ضروریات کی تکمیل کے علاوہ جدید ترین سامان حرب سے غفلت اہل اسلام کی مہلک غلطی ہے۔ جدید ترین سامان حرب کے حصول اور اس کی تیاری و استعمال میں فنی مہارت مانی و وسائل کی بجم رسائی پر موقوف ہے۔ اس مقصد کے لئے اٹھنے والے مصارف میں نکل سے ہماری بقا اور ہمارے ملی تشخص کے لئے سنگین خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:-

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ (۵۰)

اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہی ہاتھوں اپنے آپ کو تباہی میں نہ ڈالو۔

رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں قوت کی ایک اہم صورت حربی مقاصد کے لئے گھوڑے پالنا تھی۔ چنانچہ دشمن کے خلاف ہر طرح کی قوت حاصل کرنے کے عام حکم کے ساتھ اس دور کی خاص جنگی ضرورت گھوڑوں کی پرورش کا بھی خصوصی حکم دیا گیا تھا۔ دو بچا خرمیں جو ہری قوت کی اہمیت، افادیت و ضرورت ایک بدیہی امر ہے۔ الحمد للہ! ہمارے وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان نے حصول قوت کی قرآنی ہدایت پر عمل کرنے کی اولیں سعادت حاصل کی ہے اور اس قوت کا مظاہرہ ۲۸ مئی ۱۹۹۸ عیسوی بمطابق یکم صفر المظفر ۱۴۱۹ ہجری کو جوہری دھماکوں کی صورت میں کیا۔

مردیہ عیسوی تقویم گریگورین تقویم کہلاتی ہے یہ شمسی تقویم ہے جو سورج کے گرد زمین کی گردش کی طبعی مدت سے قریب ترین ہونے کی وجہ سے صحیح ترین شمسی تقویم ہے اور بین الاقوامی سطح پر مسلم اور منظور شدہ ہے۔ اگر اس تقویم کو مؤثر بہ ماضی کیا جائے تو دور نبوی میں ۲۸ مئی ۶۲۳ عیسوی گریگورین کو یکم شوال ۲ ہجری قمریہ شمسی تھی۔ چونکہ ان دنوں قمریہ شمسی تقویم مروج تھی لہذا رسول اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں پہلی عید الفطر منارہے تھے۔ گذشتہ صفحات میں اس عید الفطر کی جو عیسوی تاریخ ۲۵ مئی ۶۲۳ عیسوی مذکور ہے، یہ جیولین تقویم ہے۔ جیولین

عیسوی سال کی اوسط مدت اصل اوسط مدت سے کوئی ۱۱ منٹ اور چودہ سیکنڈ زائد بنتی ہے اس لئے سلبویں صدی عیسوی تک اس تقویم میں کوئی بارہ دن اصل مدت سے زائد ہونگے تھے چنانچہ پوپ گریگوری کی اصلاح سے گریگورین تقویم رائج کی گئی تھی جسے برطانیہ میں ۱۷۵۲ عیسوی میں نافذ کیا گیا۔ جیولین تقویم میں یکم جنوری اریسوی کو ہفتہ کا دن تھا جبکہ گریگورین عیسوی تقویم میں یکم جنوری اریسوی کو سوموار کا دن بننا ہے، یعنی گریگورین تقویم کا آغاز جیولین تقویم سے دو دن بعد کا شمار کیا گیا ہے، یعنی سلبویں صدی عیسوی کی جیولین تقویم سے بارہ کی بجائے ۷ دن یوں کم کئے گئے کہ جیولین تقویم کے تاریخ کے عدد میں ۷ کا اضافہ کر دیا گیا چنانچہ ۱۱۵ اکتوبر ۱۵۸۲ عیسوی جیولین کی تاریخ کو گریگورین تقویم میں بدلنے ہوئے ۲۵ اکتوبر ۱۵۸۲ عیسوی (گریگورین) کر دیا گیا۔ دو ربئی میں پہلی عید الفطر کے باقی جیولین عیسوی تاریخ ۲۵ ربئی ۶۲۳ عیسوی تھی۔ قواعد کے مطابق اسے گریگورین تقویم میں لایا جائے تو یہ تاریخ ۲۸ ربئی ۶۲۳ عیسوی بنتی ہے۔ پاکستان کے آزماہی جوہری دھماکوں کی تاریخ بھی ۲۸ ربئی ہے سال ۱۹۹۸ء ہے یعنی مدینہ منورہ میں پہلی عید الفطر کے ٹھیک ۱۳۷۴ شمسی سالوں کے بعد یہ جوہری تجربات ہوئے ہیں۔ ۲۸ ربئی ۶۲۳ عیسوی گریگورین کو چاند کی پہلی تاریخ تھی تو ۲۸ ربئی ۱۹۹۸ عیسوی کو بھی چاند کی پہلی تاریخ یکم صفر ۱۴۱۹ ہجری تھی۔ یوں نہ صرف ہمیں قرآنی حکم پر عمل کی توفیق ارزاں ہوئی بلکہ جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے ۲۸ ربئی ۶۲۳ عیسوی (گریگورین) کا دن بمطابق یکم شوال ۲ ہجری قمریہ شمسی عید الفطر کی وجہ سے یوم مسرت تھا اور اس سے پہلے ۱۷ رمضان ۲ ہجری قمریہ شمسی کو کفر و اسلام کے پہلے معرکہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کو شامدار فتح حاصل ہوئی تھی تو ہمارے لئے بھی ۲۸ ربئی ۱۹۹۸ء (یکم صفر ۱۴۱۹ ہجری) کا دن پیغام مسرت لے کر آیا۔ یہ حیرت انگیز مشابہت و مماثلت ہمارے لئے زبردست نیک فال ہے۔ ہمیں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اپنے ملی تشخص کی بقا کے لئے اپنے اعمال میں اصلاح کرنی چاہئے۔ غیر مسلموں کی ثقافت اور ان کے رسوم و رواج کو خیر باد کہنا چاہئے۔

۱۵۔ سریہ سالم بن عمیر:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جیولین دن قمریہ شمسی بحساب کبیسہ شوال قمریہ ہجری تاریخ خیران وقت قرآن
۲۳ جون ۶۲۳ء ہفتہ یکم شوال الثانی (کبیسہ) ۲۰ یکم محرم ۳ ہجری ۲۱ جون ۱۸:۰۲

ابن سعد نے اس سر یہ کو اول شوال ۲ ہجری کا اور واقدی نے شوال ۲ ہجری کا واقعہ قرار دیا ہے (۵۱) یہ زمینی ترتیب کے اعتبار سے یقیناً قر یہ شمسی شوال الثانی ہے۔ کیونکہ کیم شوال کو تو رسول اکرم ﷺ غزوہ قرقرہ لکدر کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ پس یہ سر یہ او اول شوال الثانی ۲ ہجری قر یہ شمسی بحساب کیسہ شوال بمطابق او اول محرم ۲ ہجری قر یہ بمطابق او اخر جون ۶۲۳ عیسوی جولین کا واقعہ ہے۔

۱۶۔ غزوہ بنی قینقاع:

تقابلی عیسوی جدول کا متعلقہ حصہ یہ ہے

عیسوی جولین دن	قر یہ شمسی بحساب کیسہ شوال قر یہ ہجری	تاریخ خیران	وقت قران
۲۳ جون ۶۲۳ء ہفتہ	کیم شوال الثانی ۲ ہجری	کیم محرم ۳ ہجری	۲۱ جون ۱۸:۰۲
۲۳ جولائی	سوار کیم ذی قعدہ	کیم صفر	۲۱ جولائی ۰۹:۳۱

ابن سعد اور واقدی نے اس غزوے کی تاریخ ۱۵ شوال ۲ ہجری بروز ہفتہ بیان کی ہے (۵۲) واقدی نے مراجعت کی تاریخ کیم ذی قعدہ ۲ ہجری لکھی ہے (۵۳)۔ ابن حبیب نے اس غزوے کی تاریخ ۷ صفر ۳ ہجری بروز اتوار لکھی ہے (۵۳)۔ مذکورہ جدول سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ابن سعد اور واقدی نے اس غزوے کی تو قیت قر یہ شمسی میں او را بن حبیب نے قر یہ میں کی ہے۔ کیم ذی قعدہ قر یہ شمسی کے بالقابل قر یہ مہینہ صفر کا ہے۔ اور ۷ صفر ۳ ہجری کو ٹھیک اتوار ہی کا دن بنتا ہے۔ غالباً ابن حبیب نے بنو قینقاع کی جلا وطنی کی تاریخ لکھ دی ہے پس اس غزوے کے لئے روا گئی ۱۵ شوال الثانی ۲ ہجری قر یہ شمسی بمطابق ۱۵ محرم ۳ ہجری قر یہ بمطابق ۷ جولائی ۶۲۳ عیسوی جولین کو ہوئی۔ ابن سعد اور واقدی نے دن ہفتہ لکھا ہے جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ کیم شوال ۲ ہجری قر یہ شمسی کو ہفتہ کا دن تھا پس ۱۵ شوال کو بھی ٹھیک ہفتہ ہی کا دن تھا۔ غزوے سے مراجعت کیم ذی قعدہ ۲ ہجری قر یہ شمسی کو بمطابق کیم صفر ۳ ہجری قر یہ بمطابق ۲۳ جولائی ۶۲۳ عیسوی جولین بروز سوار ہوئی۔

۱۷۔ غزوہ سوتیق:

تقابلی تقویمی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جولین دن قر یہ شمسی بحساب کیسہ شوال قر یہ ہجری تاریخ قران وقت قران

۱۲۲ اگست ۶۲۳ء بدھ کیم ذی الحجۃ ۲ ہجری کیم ربیع الاول ۳ ہجری ۲۰ اگست ۳۰:۰
 ابن سعد اور واقدی نے اس غزوے کی تاریخ ۵ ذی الحجۃ ۲ ہجری بروز اتوار بیان کی ہے۔
 (۵۵) جدول سے واضح ہے کہ کیم ذی الحجۃ ۲ ہجری شمسی کو بدھ ہو تو ۵ ذی الحجۃ کو ٹھیک اتوار کا دن ہی برآمد ہوتا
 ہے پس غزوہ سوئق کی تاریخ ۵ ذی الحجۃ ۲ ہجری شمسی بحساب کیسہ شوال بمطابق ۵ ربیع الاول ۳
 ہجری قمری بمطابق ۲۶ اگست ۶۲۳ عیسوی جیولین بروز اتوار ہے۔

۱۸۔ غزوہ غطفان (ذی امر):

تقابلی توثیقی جدول کا متعلقہ حصہ یوں ہے

عیسوی جیولین دن قمری شمسی بحساب کیسہ شوال قمری ہجری تاریخ قرآن وقت قرآن
 ۱۲۲ اگست ۶۲۳ء بدھ کیم ذی الحجۃ ۲ ہجری کیم ربیع الاول ۳ ہجری ۲۰ اگست ۳۰:۰
 ابن سعد اور واقدی نے اس کی تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۳ ہجری بیان کی ہے واقدی نے دن
 جمعرات لکھا ہے۔ ابن اسحاق نے اسے آخر ذی الحجۃ ۲ ہجری کا اور ابن ہشام نے ذی الحجۃ ۲ ہجری کا واقعہ بیان
 کیا ہے (۵۶) جدول سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ابن ہشام کی توثیق قمری شمسی تقویم میں اور واقدی و
 ابن سعد کی توثیق قمری تقویم میں ہوئی ہے۔ واقدی نے ۱۲ ربیع الاول ۳ ہجری کا دن جمعرات لکھا ہے لیکن
 جدول سے معلوم ہو رہا ہے کہ کیم ربیع الاول ۳ ہجری قمری بمطابق کیم ذی الحجۃ ۲ ہجری شمسی کو بدھ تھا لہذا ۱۲ ربیع
 الاول کو اتوار کا دن برآمد ہوتا ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، ابن اسحاق نے اس کا مہینہ آخر ذی
 الحجۃ ۲ ہجری لکھا ہے لہذا اوخر ربیع الاول میں ۲۳ ربیع الاول ۳ ہجری قمری کو جمعرات کا دن بنتا ہے، پس یہ
 غزوہ اوخر ذی الحجۃ ۲ ہجری شمسی کا بحساب کیسہ شوال بمطابق اوخر ربیع الاول ۳ ہجری قمری بمطابق
 ستمبر ۶۲۳ عیسوی جیولین ہے۔ اس غزوے کے لئے روانگی اوخر ذی الحجۃ ۲ ہجری میں ہوئی اور غزوہ محرم ۳ ہجری
 قمری شمسی میں ہوا مزید وضاحت سال ۳ قمری شمسی کے واقعات میں مذکور ہوگی۔

۱۹۔ نکاح سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ:

جدول حسب سابق ہے۔ شیعہ علما نکاح کی تاریخ کیم ذی الحجۃ ۲ ہجری بتاتے ہیں۔ طبری نے
 مہینہ آخر صفر لکھا ہے۔ جدول سے واضح ہو رہا ہے کہ کیم ذی الحجۃ ۲ ہجری شمسی بمطابق کیم ربیع الاول قمری ہے،

پس اوائل ذی الحجہ اور اوائل صفر میں چنداں تعارض نہیں یہ نکاح اوائل ذی الحجہ ۲ ہجری قمریہ شمسی بمطابق اوائل ربیع الاول ۳ ہجری قمری / اوائل صفر ۳ ہجری قمری بمطابق اگست ۶۲۳ عیسوی جیولین کا واقعہ ہے۔

توقیسی جدول سال ۲ ہجری قمریہ شمسی = ۲-۳ ہجری قمری = ۶۲۳-۶۲۴

عیسوی جیولین

نمبر شمار	اہم واقعات	قمریہ شمسی ہجری	دن	قمری ہجری	عیسوی جیولین
۱	غزوہ ذی الطیرہ	یکم صفر ۲ ہجری (پہلیسہ محرم)	سوموار	یکم جمادی الاولیٰ ۲ ہجری	۱۳ اکتوبر ۶۲۳ عیسوی
۲	مراجعت ازغزوہ ذی الطیرہ	۲۲ صفر (پہلیسہ محرم)	سوموار	۲۲ جمادی الاولیٰ	۲۱ نومبر
۳	غزوہ ابواء	اول صفر (ایضاً)	-	اول جمادی الاولیٰ	نومبر
۴	مراجعت ازغزوہ ابواء	یکم ربیع الاول (ایضاً)	بدھ	یکم جمادی الاخریٰ	۳۰ نومبر
۵	غزوہ بدر اولیٰ	۱۲ ربیع الاول (ایضاً)	(اتوار)	۱۲ جمادی الاخریٰ	۱۱ دسمبر
۶	غزوہ بواط	۱۳ ربیع الثانی (ایضاً)	(منگل)	۱۳ رجب	۱۰ جنوری ۶۲۴ء
۷	مراجعت ازغزوہ بواط	۲۰ ربیع الثانی (ایضاً)	(منگل)	۲۰ رجب	۱۷ جنوری
۸	سریہ عبداللہ بن جحش	۳۰ جمادی الاخریٰ (ایضاً)	سوموار	۳۰ رمضان	۲۶ مارچ
۹	غزوہ ہند	۲ شعبان (پہلیسہ شوال)	(بدھ)	۲ شوال	۲۸ مارچ
۱۰	بنو سلم اور بنو غفار سے معاہدات	۱۳ شعبان (ایضاً)	(سوموار)	۱۳ شوال	۱۹ اپریل
۱۱	تھوہیل قبلہ	۱۵ شعبان (ایضاً)	منگل	۱۵ شوال	۱۱ اپریل

۱۲	غزوہ بدر الکبریٰ (واقعی)				
	بقول ابن کثیر وابن حبیب	۸/رمضان (ایضاً)	بدھ	۸/رزی قعدہ	۶مئی
	بقول ابن سعد	۱۲/رمضان (ایضاً)	(اتوار)	۱۲/رزی قعدہ	۶مئی
۱۳	غزوہ بدر الکبریٰ	۱۷/رمضان پیکسہ	جمعہ	۱۷/رزی قعدہ ۲ ہجری	۱۱مئی ۶۲۳عیسوی
۱۴	مراجعت از غزوہ بدر	۲۲/رمضان (ایضاً)	بدھ	۲۲/رزی قعدہ	۱۶مئی
۱۵	سریہ عمیر بن عدی	۲۵/رمضان (ایضاً)	ہفتہ	۲۵/رزی قعدہ	۱۹مئی
۱۶	وجوب صدقہ عید الفطر	۲۸/رمضان (ایضاً)	منگل	۲۸/رزی قعدہ	۲۲مئی
۱۷	عید الفطر	کیم شوال الاول (ایضاً)	جمعہ	کیم ذی الحجہ	۲۵مئی
۱۸	غزوہ قرقرہ لکدر (واقعی)	ایضاً	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۱۹	مراجعت از غزوہ قرقرہ الکدر	۲۰/شوال (ایضاً)	بدھ	۲۰/رزی الحجہ	۱۳جون
۲۰	سریہ غالب بن عبداللہ	۱۰/شوال (ایضاً)	اتوار	۱۰/رزی الحجہ	۳جون
۲۱	سریہ سالم بن عمیر	اوائل شوال الثانی (ایضاً)	-	اوائل محرم ۳ھجری	اواخر جون
۲۲	غزوہ بنی قینقاع	۱۵/شوال الثانی (ایضاً)	ہفتہ	۱۵/محرم	۷ جولائی
۲۳	مراجعت از غزوہ بنی قینقاع	کیم ذی قعدہ (ایضاً)	سوموار	کیم صفر	۲۳ جولائی
۲۴	غزوہ سویق	۵/رزی الحجہ (ایضاً)	اتوار	۵/ربیع الاول	۲۶ اگست
۲۵	غزوہ مھطفان (ذی سر)	اواخر ذی الحجہ (ایضاً)	-	اواخر ربیع الاول	ستمبر
۲۶	نکاح سیدہ فاطمہؓ	اواخر ذی قعدہ/اوائل ذی الحجہ (ایضاً)	-	اواخر صفر/اوائل ربیع الاول	اگست

حوالہ جات

- ۱- الفصول فی سیرۃ الرسول ﷺ - حافظ ابو نعیم
- ۲- شمس مابی مجلہ سیرہ عالمی، شمارہ نمبر ۳، رمضان المبارک ۱۳۳۱ ہجری، مقالہ سید فضل الرحمن "بیت حیات ہادی اعظم ﷺ" - شمارہ نمبر ۸ - مقالہ "فرہنگ سیرت" اشاعت رمضان المبارک ۱۳۲۳ ہجری - زوار اکیڈمی پیلی کیشنز، ناظم آباد، کراچی -
- ۳- طبقات ابن سعد عربی ۶/۲
- ۴- المغازی / محمد بن عمر الواقدی (م ۲۰۷) ہجری، تحقیق دکتور مارسدن جونس، نشر دانش اسلامی ایران، طبع رمضان ۱۳۰۵ ہجری / جلد اول / صفحہ ۴
- ۵- اسیرۃ النبویہ - لابن ہشام مطبوعہ مصطفیٰ البانی اکتیسی داؤلا دہ ہمسر - طبع ۱۳۵۵ ہجری / ۱۹۳۶ میلادی / جلد دوم صفحہ ۱۱
- ۶- رجمۃ للعالمین - قاضی محمد سلیمان منصور پوری، دارالاشاعت اردو جاہل زار کراچی - طباعت ذوالحجہ ۱۳۱۱ ہجری / جلد اول / صفحہ ۹۹
- ۷- شمس مابی مجلہ سیرہ عالمی - شمارہ نمبر ۲، صفحات ۲۸۳ - ۲۸۵ (حاشیہ نمبر ۲)
- ۸- طبقات ابن سعد / ۲۲۸
- ۹- رجمۃ للعالمین ۳ / ۳۹۹
- ۱۰- ایضاً -
- ۱۱- سیرۃ النبی، شبلی نعمانی، محمد سعید اینڈ سنز - قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی - جلد اول / صفحہ ۲۷
- ۱۲- الفصول - صفحہ ۱۲۸
- ۱۳- شارح انسائیکلو پیڈیا آف اسلام مرتب، (ج)، اسے آرگب دے جے - کراچی مطبوعہ ۱۹۵۳ / صفحہ ۳۰۹
- ۱۴- الفصول - حاشیہ / صفحہ ۱۲۳
- ۱۵- ایضاً
- ۱۶- طبقات ۲ / ۹ - المغازی / ۱۲
- ۱۷- الجبر ابو جعفر محمد بن حبیب بغدادی متوفی ۳۳۵ ہجری - دار نشر اسلامیہ - ۲ - شارع شیش محل لاہور / صفحہ ۱۱۱
- ۱۸- الفصول - صفحہ ۱۲۳
- ۱۹- الجبر - صفحہ ۱۱
- ۲۰- ایضاً
- ۲۱- ایضاً - صفحہ ۱۱۱
- ۲۲- ایضاً - صفحہ ۱۱۰
- ۲۳- الفصول - صفحہ ۱۲۳
- ۲۴- الجبر - صفحہ ۱۱
- ۲۵- القرآن الکریم / البقرۃ / آیت ۱۷
- ۲۶- ابن جریر طبری، متعلق بحوالہ تفسیر بیضاوی - تفسیر آیت محمولہ بالا
- ۲۷- الجبر - صفحہ ۱۱۶
- ۲۸- ایضاً - صفحہ ۱۱۱
- ۲۹- البدایہ والنہایہ، حافظ ابن کثیر، تحقیق احمد عبد

۳۳ - اسیرۃ عالمی، شماره نمبر ۲/ صفحات ۲۳۷، ۲۳۷	الوہاب - دارالحدیث القاہرہ، سر، الطبوع الاولیٰ
۳۳ - طبقات ۲/ ۲۷	۱۳۱۳ ہجری/ ۱۹۹۲ میلادی/ جلد سوم/ ص ۲۸۹
۳۵ - انجیر - صفحہ ۱۱۱ - الفصول - صفحہ ۱۳۰	۳۰ - طبقات ابن سعد ۱۲/
۳۶ - طبقات ۲/ ۳۱ - المغازی ۱/ ۱۸۲	۳۱ - المغازی ۱/ ۱۹
۳۷ - انجیر - صفحہ ۱۱۱	۳۲ - الفصول - ص ۱۲۸ - انجیر - صفحہ ۱۱۱
۳۸ - ایضاً - صفحہ ۱۱۷	۳۳/۱ - انجیر - صفحہ ۱۱۱
۳۹ - القرآن الکریم/ الانفال آیت ۶۰	۳۳/۲ - طبقات ۲/ ۳۱ - المغازی ۱/ ۱۹ - الفصول، صفحہ
۵۰ - ایضاً/ البقرہ آیت ۱۹۵	۱۳۳
۵۱ - طبقات ۲/ ۲۸ - المغازی ۱/ ۱۷۲	۳۳ - انجیر - صفحہ ۱۱۱
۵۲ - طبقات ۲/ ۲۹، ۲۸ - المغازی ۱/ ۱۷۶	۳۵ - البدایہ و النہایہ ۳/ ۳۳۸
۵۳ - (پندرہ دن کا محاصرہ) البدایہ و النہایہ ۳/	۳۶ - طبقات ۲/ ۲۸ - المغازی ۱/ ۱۷۵
۵۴ - الفصول - صفحہ ۱۳۲	۳۷ - المغازی ۱/ ۱۷۵
۵۳ - انجیر - صفحہ ۱۱۲	۳۸ - طبقات ۲/ ۲۸ - المغازی ۱/ ۱۷۶ - انجیر / صفحہ ۱۱۲
۵۵ - طبقات ۲/ ۳۰ - المغازی ۱/ ۱۸۱	۳۹ - الفصول - صفحہ ۱۳۲
۵۶ - طبقات ج ۲، ص ۳۳ - المغازی ج ۱، ص ۱۹۳ -	۳۰ - سیرت ابن ہشام ۳/ ۳۹
سیرت ابن ہشام ۳/ ۳۹	۳۱ - طبقات ۲/ ۳۳ - المغازی ۱/ ۱۹۳
	۳۲ - المغازی ۱/ ۱۷۵




سہولتیں

اینڈ ڈیری

REHMANIA SWEETS & DAIRY

﴿بالمقابل فردوس سینما، ٹھنڈی سڑک - حیدرآباد﴾

فون: 780868


